U5200 3-12-05.

Title - UJAYBAAT ROZGAAR

Creator - Ram Chand

Publisher - Matba Munshi Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1873

Pages - 170

Subjects - Urdu Mazameen

عجائبات روزگار

یہ کتاب لاجواب تالیف لطیف محقق بےمثال ادق نازک خیال

جناب پروفیسر رام چندر صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن

ریاست پٹیالہ سنہ ۱۸۶۳ عیسوی مین اول دفعہ طبع ہوئی تھی

اور حسب الحکم جناب ممدوح بعد نظر ثانی کے باتصویرات

شہر لکھنو سنہ ۱۸۷۲ع مین چھپی تھی اب پھر ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ع

مطبع منشی نولکشور مین طبع ہوئی

فہرست عجائبات روزگار

عجائبات روزگار

یہ کتاب لاجواب تالیف لطیف محقق بے مثال مدقق نازک خیال

جناب پروفیسر رام چندر صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن

ریاست پٹیالہ کی سنہ ۱۸۶۸ عیسوی میں اول دفعہ طبع ہوئی تھی

اور حسب الحکم جناب ممدوح بعد نظر ثانی کے بالتصویرات

شہر لکھنؤ سنہ ۱۸۶۲ء میں چھپی تھی اب پھر سنہ ۱۸۷۶ عیسوی

مطبع منشی نول کشور میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اور ثنای بیعد اوس قادر مطلق کے تئین سزاوار ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے بشر
کو یک مشت خاک سے بنا کر اشرف المخلوقات کیا اور چراغ عقل تمیز کا اوسکے ہاتھ مین دیا
بعد حمد کے خاکسار ہیچمدان [illegible] اس کتاب کے ناظرین کی خدمت مین التماس کرتا ہے
کہ پہلے اس سے بہی کتاب مفید جو واسطے نو آموزون اور مبتدیون کے طیار ہوئی تہی
اور جسکا عجائبات روزگار نام ہی اس عاجز کی تصنیف سے چہپی تہی چنانچہ لوگون نے اسکی
بڑی قدردانی کی اور یہانتک کثرت خریدارون اور مشتاقون نے نادر کتاب کی ہوئی
کہ مجہکو پہر طبع کرانے کی حاجت پڑی ۔ یہ کتاب تین باب پر منقسم ہی ۔ باب اول مشتمل ہی اوپر
حال عجیب و غریب چیزون کی مع نقشجات و تصاویر کے ۔ دوسرے باب مین مضامین پند
و نصائح کے جو ہر شخص کے واسطے عموماً سودمند ہین مندرج کیے گئے ہین ۔ تیسرا
باب متضمن اونہی حالات تواریخ کے مع تصاویر ہی جو قابل جاننے اور یاد رکہنے کے ہین
صاحبان دانش و بینش سے اس عاجز کم فہم کو یہ امید ہی کہ اگر کسی جا خطا اس کتاب مین
سرزد ہوئی ہو تو اپنی نظر عیب پوش کو کام فرماوین اور اوسکے عیوب کو از راہ بزرگی
زبان پر نہ لاوین اسواسطے کہ سرشت انسان ضعیف البنیان کی سہو و خطا ہی

باب اوّل

بیچ بیان عجائب و غرایب چیزونکے

پہلا بیان آتشی پہاڑونکا

اس دنیا مین بہت سی عجائب چیزین مشاہدہ کی گئی ہین چنانچہ اون عجائبات مین سے
آتشی پہاڑ بھی ایک عجیب چیز ہے واضح ہو کہ بعض پہاڑ آتشی ہین کہ اونکی چوٹی پر ایک
منہ یا سوراخ ہوتا ہے اور اوس منہ مین سے دھوان نکلا کرتا ہے اور اکثر شعلا آگ کے
اور پتھر جو گرمی کے سبب سے سرخ ہو جاتے ہین وہ پگھل جاتے ہین اور جو جو فلزات
ان پہاڑونکے اندر ہوتے ہین وہ سب پگھل کے اوسکے منہ مین سے اوبل کر اوسکے
ہر طرف پھیلتے ہین ایسے پہاڑونکو پہاڑ آتشی کہتے ہین ہندوستان مین ایسے پہاڑ نہین
دیکھے جاتے ہین لیکن فرنگستان مین ایسے پہاڑ کئی ہین ایک سب سے مشہور آتشی پہاڑ
ملک اٹلی مین کہ جسکا دار السلطنت رومیہ کبرے ہے واقع ہے اور اوسکا نقشہ اس
جا پر درج کیا جاتا ہے اس پہاڑ کا نام وسوویس ہے اور اسکا حال سیاح اور مسافر اس
طرح سے بیان کرتے ہین کہ یہ پہاڑ قریب شہر نیپلس کے واقع ہے اور اوسکی دو چوٹیان ہین اور ایک
ان چوٹیون مین سے منہ ہے اور اوس منہ مین سے ہمیشہ دھوان نکلا کرتا ہے سطح سے بلندی
اس پہاڑ کی پندرہ ۱۵۰۰ سو گز کی ہے اور چڑھائی مین بہت زیادہ ہے اسکی چوٹی پر ایک
میدان ہموار ہے کہ اوسکا گرد اقریب ایک میل کے ہے اور یہان سے سارا
آس پاس کا ملک بخوبی نظر آتا ہے اس پہاڑ کے گرد زمین زرخیز ہے اگرچہ اوسکا [illegible]
ہے زمانہ سلف مین جو فلزات پگھل کر اس پہاڑ مین سے گرے نواح مین [illegible]

سی شہر اور بستیان اور باغات وغیرہ دب گئے تھے اور بعد چند مدت کے اس تہ پگھلی ہوئی
پہاڑ پر مکانات اور شہر تعمیر کیے گئے جب یہ خیال انسان کے دل مین آتا ہے کہ بہت سی شہر اور
بستیان ہمارے پاؤن کے نیچے دبی پڑی ہین اور خوف بھی آتا ہے کہ شاید پھر ویسا ہی
واقع ہو اور فلذات وغیرہ پہاڑ کے شگافون سے ابل کے اون مکانات کو غارت
کرین جو بالفعل اس پہاڑ کے قریب قائم ہین سنہ ۷۹ عیسوی مین جبکہ طیطوس شاہنشاہ
رومیہ کبری کا تھا وسوویس پہاڑ مین جوش عظیم واقع ہوا اور اوس مین سے پگھلا ہوا مادہ
نکلا اور جو گرد اوس پہاڑ کے تین شہر جنکے نام پومپیائی اور ہرکولینیم اور ستابیا تھین
اس ہوا مین دب گئے تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۸۶۱ تک ۵۳ دفعہ یہ پہاڑ اوبلا
ہی سنہ ۱۷۷۹ع مین جو یہ پہاڑ اوبلا تھا اوسکا حال یون بیان کرتے ہین کہ تمام مہینے جولائی
مین اس پہاڑ کے اندر جوش رہا اور بہت غل سنا گیا اور غبار و دھوئین کو نکلتی رہے
اور لال پتھر اور راکھ اوپر کو اوچھلتی رہی پانچوین تاریخ اگست کو اس آتشی پہاڑ مین بہت
غل ہوا اور سفید گندھک کی دھوان نکلا اور پتھر قریب ۲۰۰ گز کے بلندی کو اوچھلے اور فلذات
وغیرہ اوسمین پگھل کے بہے اور پہاڑ سے چار پانچ میل کی دوری تک بہ گیا اور پہاڑ کا پگھلا
ساتوین اگست کو ایک بڑی آگ اوپر اوٹھی بلندی تک اوچھلی اور اس آگ کی روشنی
اسقدر تیز تھی کہ چھ چھ میل کے فاصلے تک گویا آفتاب نکل آیا اور رات کو وقت سوئی تک
بھی نظر آتی تھی اور جو آگ اوچھلتی تھی وہ پتھر پہاڑ پر آن گرتی تھی بیس ڈھائی میل تک پہاڑ پر
آگ ہی آگ نظر آتی تھی اور دھوان اس آگ کا چھ میل تک پہونچتی تھی اس عجائب پہاڑ کے
مشاہدہ کرنے سے اس وقت ہر ایک دل کو خوف معلوم ہوتا تھا اور ایک عجیب قیامت کا نقشہ
کی یاد آتی تھی اس وقت مین زلزلہ کا بھی بھونچال کے صدمے ہوتے تھے

اور ایک شہر مین جو اس پہاڑ کے پاس واقع ہے اون صدمون سے دروازے شیشونکے ٹوٹ گئے تھے اور ایک پہاڑ آتشی جو جزیرہ صقلیہ مین واقع ہے اور اوسکا نام اٹنا ہے اسمین سے بھی دھوان اور پگھلا ہوا مواد نکلا کرتا ہے اسواسطے ہم اوسکی بھی تصویر یہان درج کرتے ہین کہ تا ناظرین کو تصویر آتشی پہاڑون کی اچھی طرح سے معلوم ہوجاوی

کوہ وسوئیس
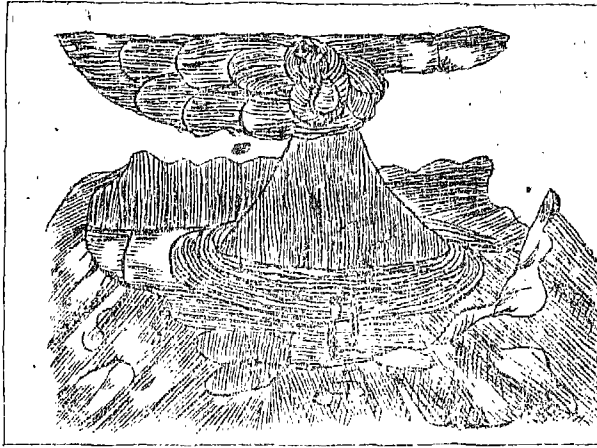
کوہ اٹنا
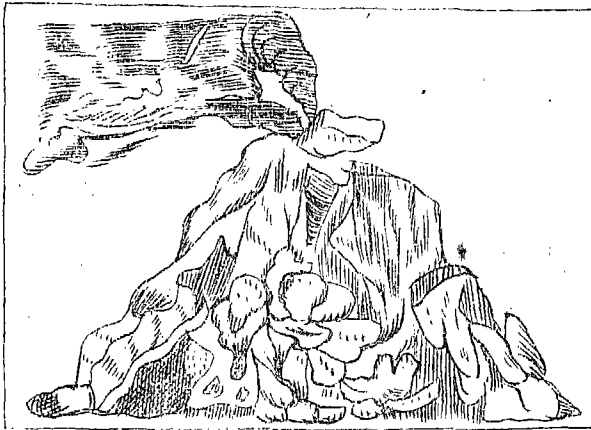
حال عجیب ملک مصر کی میناروں کا
جنکو زبان یونانی مین پیرمڈ کہتے ہین

واضح ہو کہ ملک مصر مین کئی مقبرے مانند میناروں کے ایسے ہین کہ اونکی بلندی اور حیثیت کو مشاہدہ کرنے سے انسان حیران ہو جاتا ہے ان عمارتون عالیشان کو بادشاہون سلف مصر کے نے تعمیر کروایا تھا اور اونکو زبان یونانی مین پیرمڈ کہتے ہین ان پیرمڈ کے چوگرد سیڑھیین پتھر کی بنی ہوئی ہین اور بعض ان مین کی قطب صاحب کے منار سے دوگنی تگنی بلند ہین اور اونکے اندر قبرین بادشاہان مصر کی ہین دور سے یہ عمارتین مانند پہاڑون کے نظر آتی ہین اور اسواسطے انھین پہاڑ مصنوعی کہنا چاہیے انکی شکل کا بیان اسطرح ہے کہ وہ نیچے سے نہایت چوڑی ہین اور جسقدر اوپر کو جاؤ اوسیقدر اونکا عرض کم ہوتا جاتا ہے اس نقشے کے ملاحظے سے کچھ کچھ تصور اونکی شکل کا دلین آ جائیگا سیڑھیان جو چارون طرف ان عمارتون کے واقع ہین بہت بلند اور چوڑی ہین سب سے بڑا پیرمڈ وہ ہے جسکو بادشاہ چیوپس نے بنایا ہے اور چیوپس ایک بادشاہون سلف مین سے ایک بادشاہ ملک مصر کا تھا وہ ٹکڑا زمین کا جسپر یہ پیرمڈ بنا ہوا ہے قریب چھ سو اسی گز کی ہے اور اوسکی بلندی قریب ایک سو ساٹھ گز کے سیاح لوگ اس پیرمڈ کی اندر گیے ہین اور
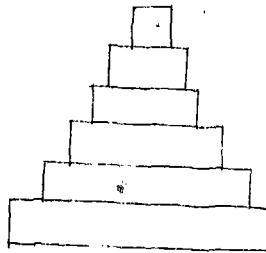
جہان جہان بڑے پتھر اوتکے آگے بڑھنے کے ہارج ہوتے ہین اونکو بہت محنت اور
مشقت سے کاٹا ہے اور اوسکے اندر کئی کمرے ہین اور بعض اون کمرونمین قبرین
پائی جاتی ہین اس پیرامڈ کی ہر سیڑھی اسقدر بلند ہے کہ آدمی کی چھاتی تک آتی ہے اور
غرض ہر سیڑھی کا آدمی کے طول کے برابر ہے قوم عرب مین سے مسافرونکو ان پیرامڈ پر
چڑھنے مین مدد اور رہنمائی کرتے ہین اور اسیواسطے عربون کو مسافر اکثر کچھ دیا کرتے ہین
وہ بحفاظت تمام اوپر تک پونہچا دیتے ہین اور پھر نیچے اوتار لاتے ہین انکی بلندی
اسقدر ہے کہ بعض آدمی جنکو عادت بہت بلندی سے نیچے دیکھنے کی نہین چوٹی پیرامڈ
کی سے نیچے دیکھنے سے غش آجاتا ہے اور طبیعت پریشان ہوتی ہے ان عمارتونکی
چوٹی پر سے ایک عالم نظر آتا ہے اور دریاے نیل دور تک نظر آتا ہے اور جس وقت دریاے
نیل طغیانی کرتا ہے اور گرد نواح کی زمین پر پانی ہی پانی نظر آتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا
کھجور کے درخت پانی پر جمے ہوئی ہین تھوڑے ہی فاصلہ پر پیرامڈ عظیم مذکورہ سے ایک
سنگ کا بنا ہوا ہے اس سر کی بلندی قریب ۲۸ گز کے ہے اور چھاتی اسکی قریب
تیرہ گز کے ہے افسوس ہے کہ اس تصویر کی ناک کو کسی نے توڑ ڈالا ہے
اور اوس کی شکل حبشیون کی سی ہے غرض کہ جتنے مینار یعنی پیرامڈ
ملک مصر مین ہین ایسے بلند اور خوشنما بنے ہوے ہین کہ اکثر سیاحون
نے سیر کی لیکن تمام روے زمین پر ایسے بلند مینار نہین پائے گئے
اور جب اونکو انسان دیکھتا ہے تو یہ گمان مین بہی نہین آتا کہ یہ عمارتین
آدمی کی بنائی ہوئی ہین چنانچہ یہ بھی ایک عجیب چیزین دنیا مین پائی گئی ہین
اسواسطے ہم بھی نقشہ دو تین میناردن کا اس جا لکھتے ہین اور پیرامڈ

سر مذکور کے پاس ہر دو جانب کو دو مینار اور ہین اونکا بھی نقشہ لکھ دیا ہے

نقشہ مینار کلان کا جسکو بادشاہ چیوپس نے تعمیر کروایا تھا
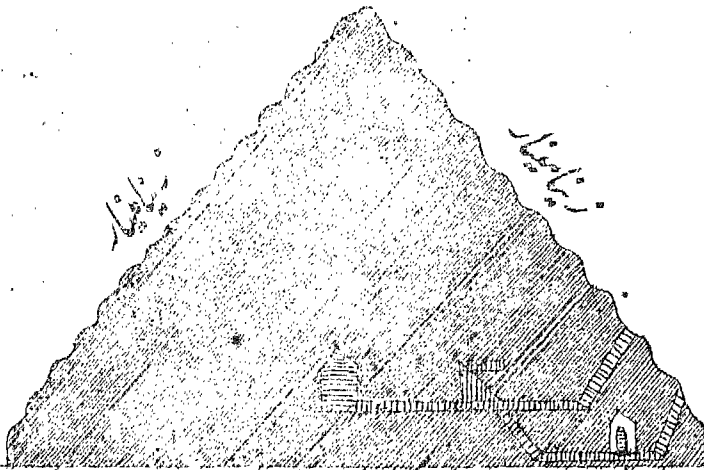
حال روشنی کی میناروں کا

واضح ہو کہ یہ بہت بلند مینار سمندر میں پہاڑ پر سرکار نے واسطے روشنی کی بنوائی ہین
اور اکثر مینار ایسے مقام پر بنوائے جاتے ہین جہان کہ مقام خوف و خطر کی ہوتے ہین
چنانچہ جہان کہ یہ اول مینار بنوایا گیا ہے وہان راستے مین ایک بڑا پہاڑ آتا ہو اگر راتکو

اندھیرے میں اوس راستے پر جہاں جہاز جاتا تھا تو اکثر ٹکر کھا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا
اور جہاز والوں کا بڑا نقصان ہوتا تھا چنانچہ اسی واسطے واسطے روشنی کے یہ مینار تعمیر کیا
گیا ہے اور ہر روز رات کو وہاں روشنی ہوا کرتی ہے اور بسبب اسکے لاکھوں روپیہ کا اسباب
اور سیکڑوں شخص بچ جاتے ہیں اور ایسے ایسے مینار بہت جہاں کہ مقام خوف کے ہیں
بنے ہوے ہیں اور حال اس مینار کا مفصل اسطرح بیان کیا ہے کہ یہ مینار ایک سمندر
میں جو کہ متصل انگلستان کے ہے تعمیر کیا گیا ہے اور یہ مینار اوس پہاڑ پر تیار کیا گیا ہے
جسکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور ایسا مضبوط و بلند بنا ہوا ہے کہ اوسکے تماشہ سے
لوگوں کو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یا الٰہی ایسا مضبوط مینار پہاڑ پر کیونکر بنایا ہوگا اور ایک
دفعہ طوفان اور تلاطم سے تعمیر بانی کی اکھڑ گئی ہے لیکن اوسکو خبر بھی نہیں ہوئی چنانچہ حال اگلے
بانی کی تعمیر کا ناظرین کو اوسکے نقشے سے معلوم ہوگا اور اوسکی تعمیر کرنے والے نے
بڑی دانائی اور کاریگری کی ہے اور اوسکے معمار کا نام مسٹر جان سمیٹن
ہے اور ساکن [illegible] کا اور وہ تخمیناً چار سال میں اوسکو تعمیر کیا چنانچہ سنہ ۱۷۵۶ عیسوی میں
تو اوسنے بنائی شروع کی اور اخیر سنہ ۱۷۶۰ میں اوسنے انجام دی اور یہ مینار ایک عجائبات روزگار
میں سے ہے اور یہ بھی ناظرین پر مخفی نہ رہے اور معلوم کرنا چاہیے کہ علم اور عقل کے
زور سے کیا کیا انسان کر سکتا ہے پس اے ناظرین دیکھئے انگریزوں کو یہی لیاقت
نصیب ہے کہ بسبب فضیلت کے کیا کیا کام کرتے ہیں اور کچھ انگریزوں ہی پر منحصر نہیں
بلکہ جو شخص علوم اور فنون پر بخوبی توجہ کریگا وہی بہرہ وافی اوٹھاویگا دوسرا مینار روشنی
کا نام جسکا بل روک ہے یہ بھی انگلستان کے کنارے پر دریای شور کے نزدیک اندر
سمندر کے واقع ہے اور اوسپر ہمیشہ رات کے وقت روشنی ہوا کرتی ہے اور ہزاروں جہاز اور
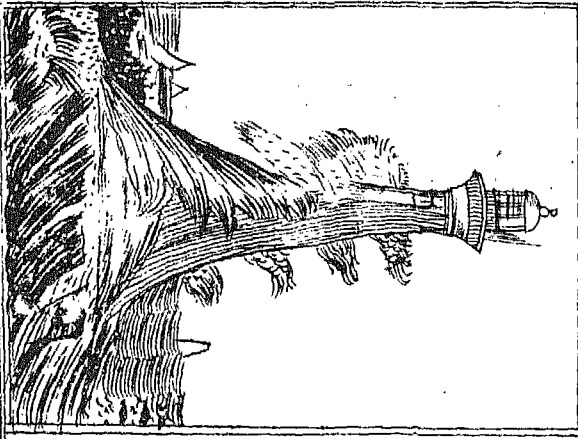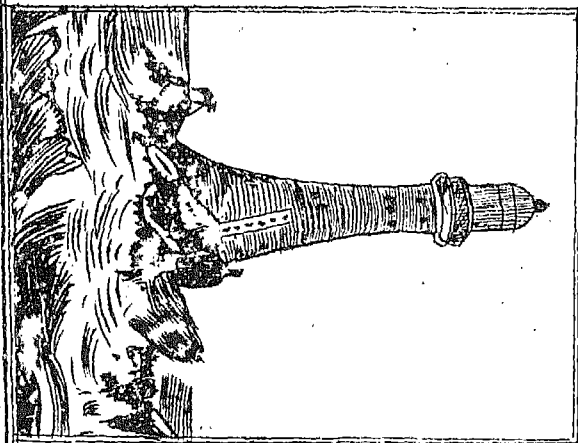
آدمیونکو اس سے بڑی
آسایش ہوتی ہے جو
جسوقت پانی کی لہرین بلند
ہوتی ہین تو وہ سب
ڈوب جاتا ہے آلاچار
فیٹ اوپر پانی کے
رہتا ہے اوسکی بہی
تصویر ہم درج کتاب
کرتے ہین ان نقشونکو
دیکہو اور قدرت الہی
کا تماشا کرو یہ مینار
بہی جہان مین ایک
عجیب شی ہے اسواسطے نقشہ
اوسکا ملاحظۂ ناظرین سے گذرانا ہو

حال ایک مینار کا جو شہر نین کن یعنی دار الخلافہ چین مین واقع ہے

یہ مشہور اور عجیب مینار شہر نین کن مین واقع ہے اور شہر نین کن دار الخلافہ چین کا ہے اور حال اسکا قابل اطلاع
اور خرسندی ناظرین کے ہوگا بلندی اس مینار کی قریب دو سو فیٹ کے ہے اور بہ نسبت مینار قطب صاحب
کی زیادہ اچہا ہے اور تمام اینٹ یا چینی سے بنا ہوا ہے اور ایسا خوبصورت اور لطافت سے بنا ہوا ہے کہ ثانی
اپنا کم رکہتا ہے چنانچہ ناظرین کو اوسکے نقشے سے خوب ظاہر ہوگا یہ مینار بہی ایک عجائبات روزگار سے

نقشہ مینار نین کن کا
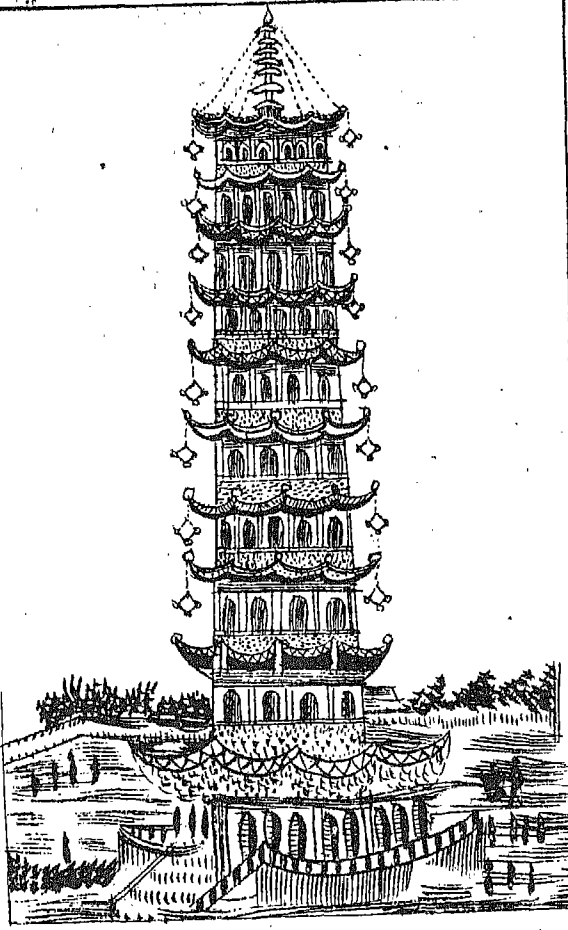
ہے اور قوم پرتگیز اسکو یہ
خیال کرتی تھی کہ یہ ایک
مانند عبادتگاہ کے واسطے
عبادت کے بنایا گیا ہے
لیکن اکثر یہ سنا اور دیکھا گیا
کہ بادشاہ اور امیر لوگ واسطے
یادگاری کے بنواجاتے ہیں
مسٹر الزرو جنیہ میرا بی انکی
چین میں واسطے مشاہدہ
اس مینا کے گئے تھے اونہوں
نے خوب سیر کی اور حال ور
نقشہ اسکا لکھا اور بیان
کرتے ہین کہ یہ بھی ہکا[illegible]
لائق دیکھنے کے ہے چنانچہ
ہمنے بھی واسطے تفریح اور آگاہی ناظرین کے اسکا نقشہ بھی کتاب ہذا مین مندرج کرا
دیا بیان جھکے ہوئے مینار کا یہ مینا ملک اٹلی کے پائی سا شہر مین واقع ہے بلندی
اسکی قریب ۱۸۷ فیٹ کی ہے اور اسمین تین سو چھبیس سیڑہین ہین یہ مینار خط عمود سے کچھ زیادہ ۱۵
فیٹ سے جھکا ہوا ہے اور اسمین سنگ مرمر اور سنگ خارا لگا ہوا ہے اور یہ پہلوون سے بنایا
ہوئی ہے اور اسمین آٹھ منزل ہین بہت خوبی اور تناسب کے ساتھ بنایا گیا ہے وہ پائین سے چھت

معلوم ہوتا ہے مدت تک ارباب اسکی میل کے مختلف رائین تھین بعض کہتے تھے کہ معمار نے اوسے
جانکر ٹیڑھا بنایا تھا لیکن اب یہ تحقیق ہوگیا ہے کہ وہ بسبب بنیاد کے مٹی کے اندر گھس
جانیکے مائل ہوگیا سنہ ۱۱۷۴ عیسوی مین یہ عمارت بنی تھی یہ مینار ایک خوب مثال اس بات کی ہے
کہ جب تک کہ ثقل کسی جسم کا سہارا پائے رہیگا یعنے اگر اس مرکز سے زمین کیطرف ایک عمود ڈالیں
تو وہ عمود اس جسم کے
قاعدہ مین ہی رہے
تو وہ مرکز نہین
اولٹ جاویگا باوجود
ترچھا ہونے کے یہ مینار
مدت سے باستقلال
تمام قائم ہے اوسکو کچھ
آسیب نہین پہونچا
بوقت اسکی دیکھنے کے
یقین ہے کہ دیکھنے والونکے
دلپر بہت اثر ہوتا
ہوگا

نقشہ مینار پیزا
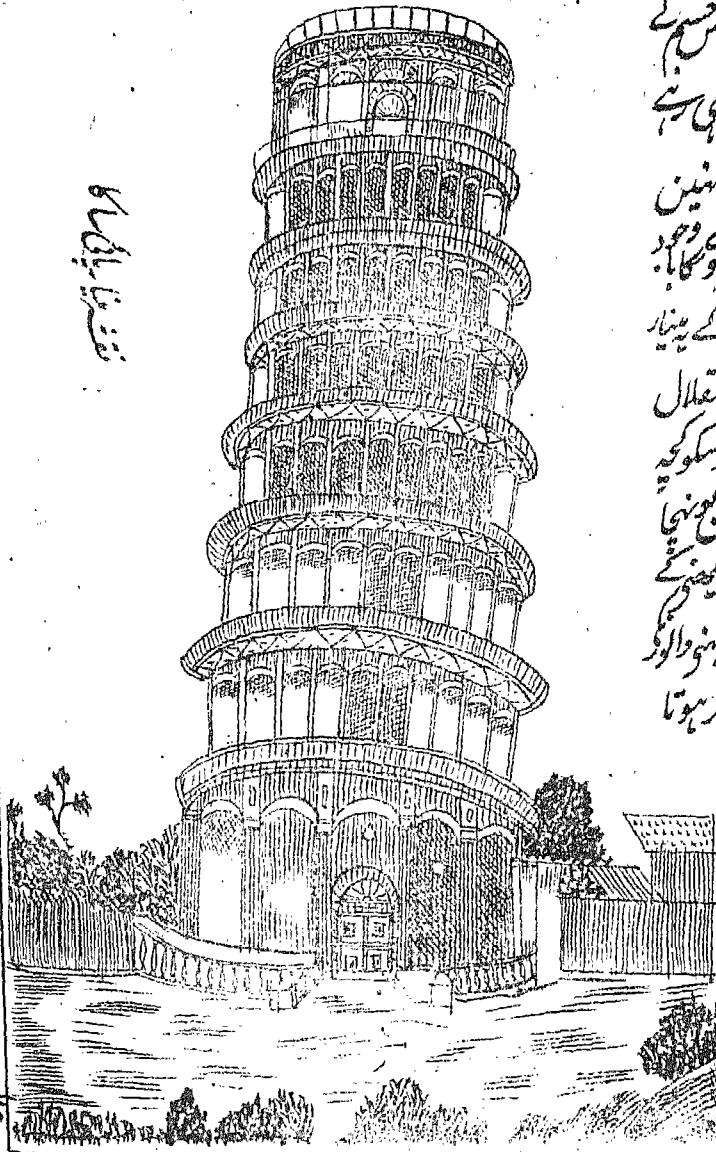
حال قطب صاحب کے مینار کا

یہ بہت بلند مینار قطب صاحب مین واقع ہے اور قطب صاحب دہلی سے سات کوس
کے فاصلے پر جنوب غرب کیطرف ہی منجملہ عمارات اور چیزون عجیب و غریب کے یہ مینار بھی ایک
عجیب عالیشان عمارت ہی کہ ثانی اسکی ہندوستان مین بلکہ دور دور مین نہین ہے اور اوسکو
شمس الدین التمش غوری نے ۶۱۲ھ مین تعمیر کروایا تھا اس مینار کا قطر قریب باون فیٹ کی ہے اور
بلندی مین قریب سو گز کے ہے اور اوسکے اندر گردش دار راستہ اوسکے اوپر چڑھنیکا بنا ہوا ہے
اور اوسمین تین سو چوراسی ۳۸۴ زینے ہین یہ
مینا پانچ کھنڈون مین منقسم ہی اول کھنڈ
قریب چھتیس ۳۶ گز کے اونچا ہے اور دوسرا
کھنڈ قریب سترہ گز کے بلند ہی اور تیسرا
قریب چودہ گز کے یہانتک یہ مینار سنگ
سرخ سے تعمیر کیا گیا اور چوتھا کھنڈ قریب نو گز کا
ہی اور پانچوان کھنڈ مع سنگ کے جو چار ستون
سنگ سرخ پر قایم ہی قریب بیس گز کے اور اوسکے
کے انجام پر ایک چھجا ہے جہان آدمی جا کے
دم لیتے ہین اور اخیر کھنڈ
کا سنگ کٹہرا اسپر لگوا دیا ہے
تا کہ اگر کوئی شخص اوسپر ہو تو
ہوا کے جھوکے سے نیچے نہ گر پڑے
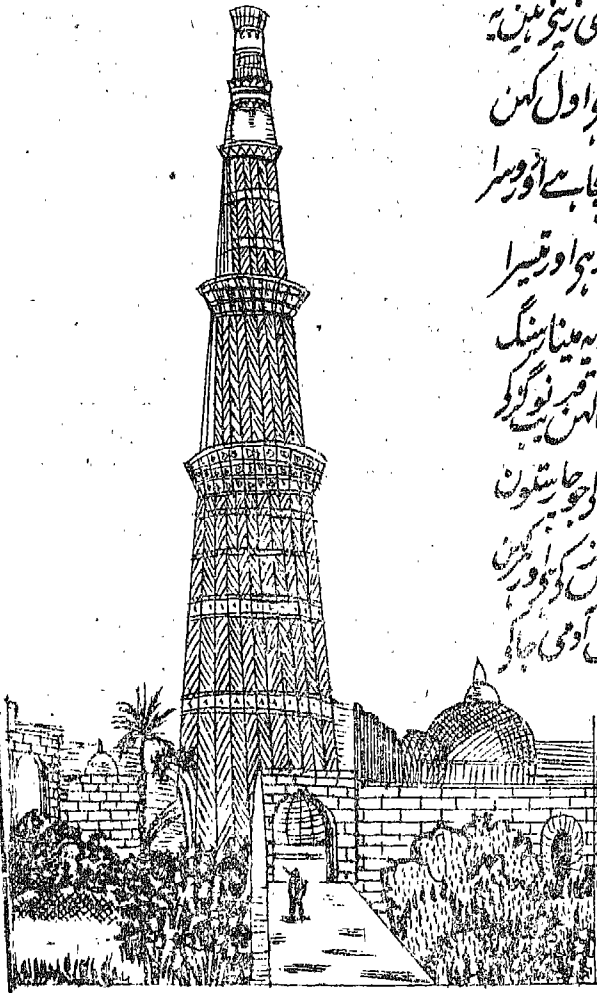
حال مقبرہ ہمایون کا

یہ ایک مقبرہ ہی عجیب نفیس دہلی سی ڈھائی کوس پر جنوب کیطرف اور اسمین ہمایون کی بیوی حاجی بیگم اور عالمگیر ثانی اور فرخ سیر اور دارا شکوہ وغیرہ مدفون ہین اس مقبرے کی تیاری ۹۷۳ سنہ ہجری مین حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی کی سعی اور ہمت سے شروع ہوئی اور سولہ برس کے عرصہ مین یہ مقبرہ تیار ہوا اور اوسکی تیاری مین پندرہ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اور فردوس مکین کو مین پر اوتارا تھا مدت تک یہ بات جاری رہی کہ جو کوئی بادشاہی خاندان مین مرتا تھا اسمین دفن ہوتا تھا لیکن اب یہ بات موقوف ہو گئی ہے اس مقبرے کی عمارت ایسی خوب ہے کہ روے زمین پر بہت کم ہوگی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شرمندہ ہو اور اوسکی آگے دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہو اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھڑیوں پر شرف لیجاتا ہے برج اسکا تمام سنگ مرمر کا گویا قدرت الٰہی کے دریا کا ایک موتی ہے قطع اس برج کی ایسی خوب ہے کہ آسمان باوجود اس عظمت و شان کے اوسکے آگے پانی کا بلبلا معلوم ہوتا ہے صحن اوسکا بہت دلکشا کسی زمانے مین اسکے صحن مین ایک باغ بہت آراستہ تھا چارون طرف نہرین جاری تھین جا بجا حوض بنے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے سرو کے درخت لگی ہوئی تھے طرح طرح کی پھول کھل رہے تھے بلبلین چہچہاتی تھین اور اوسکی خوبیان جنت کو یاد دلاتی تھین کسی شاعر نے اس مقبرے کی تعریف مین یہ شعر کہا تھا حقیقت مین یہ شعر اوسپر نہایت زیبا ہے

شعر ہر کہ می‌خواہد کہ بیند شکل فردوس برین ÷ گو ببیند این قصر را باغ ہمایون است این

اگرچہ عمارت اس مقبرہ کی قائم ہے کہین کہین سے جالیان ٹوٹ گئین ہین لیکن باغ
بالکل ویران ہوگیا ہے اور وہ سرو کے درخت جو قد یار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ گل جو لب
زندگی بخش چمن بیا تشنیع دیتے تھے نام کو بھی نرہے نہرین ٹوٹ گئین فوارونکا نام نرہا
حوض بند ہوگئے مگر اب بھی کچھ کچھ نشان باقی ہے اگرچہ باغ ویران ہوگیا ہے لیکن عمارت
مین کچھ فرق نہین آیا ہے اور ایسی انیسی عمارتین جہان مین کم پائی گئی ہین نقشہ اسکا دیکھو اور
تعالے کی قدرت کی سیر کرو
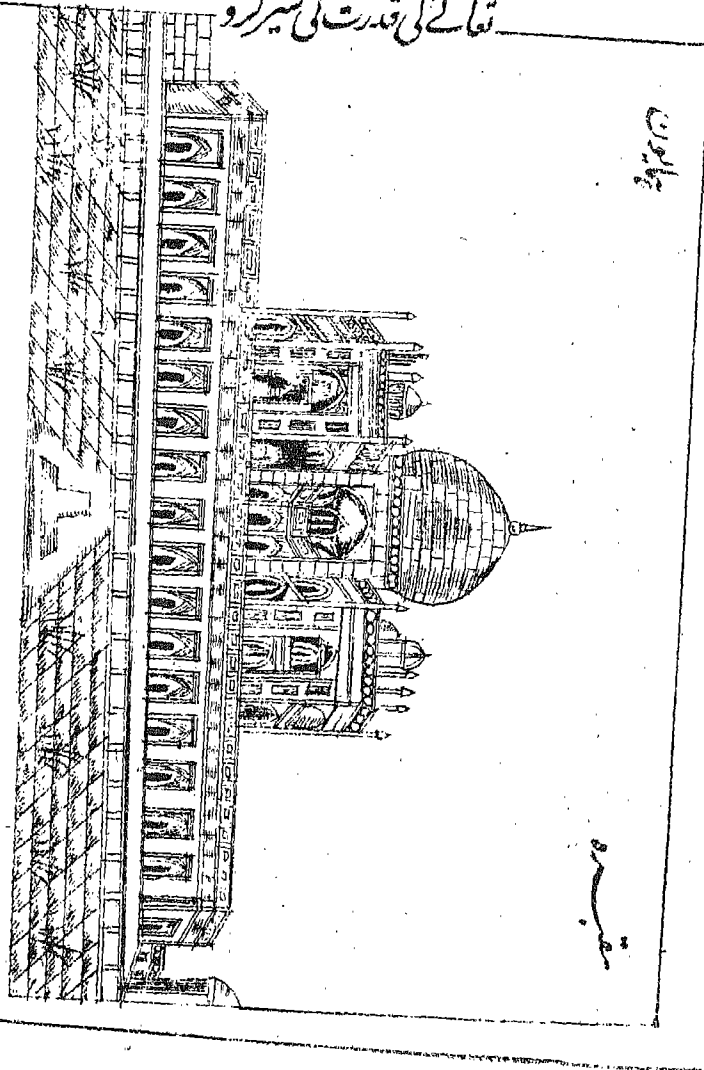
حال جگناتھ رائے جی کے مندر کا

یہ مشہور عبادتگاہ اہل ہنود کی ضلع کٹک ملک اوڑیسہ مین واقع ہے گو حقیقت مین
اسکا علاقہ سرکار انگریزی ہے لیکن نام کیواسطے وہان راجہ ملک خورد کا حاکم کہلاتا ہے یہ
مندر قریب دریائے شور کے واقع ہے اور اسکے آس پاس بہت جنگل پایا جاتا ہے
اور اسکے قریب ایک بستی ہے جسکو پوری کہتے ہین یہ ملک بہت مدت ہوئی کہ اہل
اسلام نے فتح کیا تھا بعد ازان ۱۷۴۳ع مین وہ مرہٹون کے ہاتھ اور بعد اسکے ۱۸۰۳ع مین وہ
تحت تصرف انگریزونکے مین آیا چند روز بعد راجہ ملک خورد نے کچھ فساد مچایا اسپر انگریزون
نے فوج واسطے تنبیہ اور تادیب اوسکے بھیجی وہ قید ہوکر کمپو انگریزونمین آیا اور اسکو
واسطے انگریزون نے پنشن مقرر کردی اور اختیار مندر مذکور کا اوسی ہی سونپ دیا
اہل ہنود اصل اس مندر کی اسطرح سے بیان کرتے ہین زمانہ سلف مین کوئی راجہ ملک اوڑیسہ
کا تھا اور وہ برہما جی کی عبادت کیا کرتا تھا اور اوسنے ایکدفعہ برہما جی سے درخواست
کی تھی کہ کسیطور سے میری ساری گناہ معاف ہوجائین برہما جی نے فرمایا کہ اگر تو شوالہ
بشن جی عرف جگناتھ رائے جی کو جو پہلے زمانے مین تھا اور خاک مین دب گیا ہے
تلاش کرکر اوسمین پھر پرستش بشن جی کی کراے اور شوالہ از سر نو تعمیر کرائے تو تیری
سارے گناہ معاف ہوجائینگے اور یہ بھی کہا کہ ایک کچھوا قدیم سے ہے اور ابتداء دنیا سے ابتک جیتا
ہے اور نزدیک پہاڑ نیلا کے رہتا ہے اوس سے حال مقام شوالہ مذکور کا دریافت کرلے چنانچہ راجہ مذکور
اوس کچھوے پاس گیا اور اوس سے حال دریافت کیا اوسنے کہا کہ فی الحقیقت اگلے زمانہ مین
ایک عبادت خانہ بشن جی کا تھا لیکن ازبسکہ انسان بدعتی ہوگئے اور پرستش اونکی ترک
کردی تھی تو بشن جی سرگ لوک کو تشریف لیگئے تھے اور ساتھ اسکے کچھوے مذکور نے

راجہ سے یہہ بھی کہا کہ اگر مفصل حال اس عبادتگاہ کا دریافت کیا چاہو تو لازم ہی کہ تو ایک
پہاڑ ہی کوی یعنی زاغ پاس جا جو امر ہے یعنی ہمیشہ سے جیتا ہی اور مرتا نہین ہی وہ تجھسے
سب حال کہدیگا چنانچہ راجہ مذکور اوس کوے کی پاس بھی گیا جسکے پر بسبب کثرت اوقات
بعیدہ کے سفید ہو گئے تھے یہ درخواست کی کہ مجھے مقام عبادتگاہ مذکور کا بتادے کوے نے کہا
سچ ہی کہ ایک عبادتخانہ بشن جی کا دریای شور پر واقع تھا اور وہ سونیکا بنا ہوا تھا اور تمام
جواہرات جڑی ہوئی تھی از بسکہ زمانہ سب چیزونکا نیست و نابود کرنیوالا ہی تو اس عبادتگاہ
کو بھی وہی نتیجہ ہوا اور سمندر کے کنارہ کی خاک کی اوسکی اوپر تودی لگ گئی اور وہ قریب ہ کوس
نیچے ریت کے دبگیا بشن نے یہ چاہا کہ اس عبادتگاہ سے مرگ لوک کو جلاون اسواسطے اونھون
نے ایک پہاڑ جو متصل اس عبادتگاہ کی تھا اپنے متین درخت کی شکل سے تبدیل کیا چنانچہ وہ درخت
بھی غارت ہوگیا اور اوسکا ٹھنٹ دریای شور مین بہا پھرتا ہی یہ سب حال راجہ سے کہکر کوا راجہ
کی ساتھ ہوا اور اوسی مقام پر لیگیا جہان مندر سونیکا دفن تھا اور اپنی چونچ سے
کریدکر سونیکے مندر کی نشان دہی کی یہ حال دیکھکر راجہ مذکور بشن جی کی پاس پھر آیا اور عرض
کیا کہ اب مین کیا کرون اونھون نے فرمایا کہ اس زمانہ کی خلقت پاپی ہوگئی ہی اسواسطے تجھے لازم
ہی کہ سونیکا مندر نبنوا لیکن اوسی مقام قدیم پر پتھر اور لکڑی وغیرہ کا بنوا دے اور اوسمین ہی
بشن جی کا جو سمندر مین بہتا پھرتا ہی منگوا کر اوسکی مورت بنوا اور سوا اس مورت کی
سیتا اونکی بھائی بلرام جی کی اور اونکی ہمشیرہ یعنی سبھدرہ جی کی استھاپن قائم کرا دے اور
اوس عبادتگاہ مین ہمیشہ پرستش کیا کر اور اپنی رعایا کو حکم دے کہ اسمین پوجا کیا کرین اور اس سبب
سے تو اور تیری خلقت مکتی حاصل کریگی جو کہ اوسطے شبانہ بشن جی مہاراج کی تیار ہوا کریگا اوسکی
جھوٹا یعنی پس خوردہ کہنا بیکا بڑا دھرم ہی چنانچہ یہان تک لکھا ہی کہ اگر کوئی کتا چاول یعنی

پہنچ پس جو روہ بشن جی کو کھلائے اور اوسکو دانت مین منھ نکال کو کوئی برہمن کھائی تو اوسکو
سارے گناہ معاف ہو جائینگے چنانچہ اوسی جہہ زموجب حکم برہما جی کے مندر بشن جی کا تعمیر کروایا اور
وہ مندر ایسا عمدہ تعمیر کروایا تھا کہ مثل اوسکو جابجا کم پائی گئی ہین اور وہ بھی دنیا
مین ایک عجیب مکان ہے لہذا اوسکا نقشہ بھی واسطے ملاحظہ شائقین کے ثبت کیا ہے
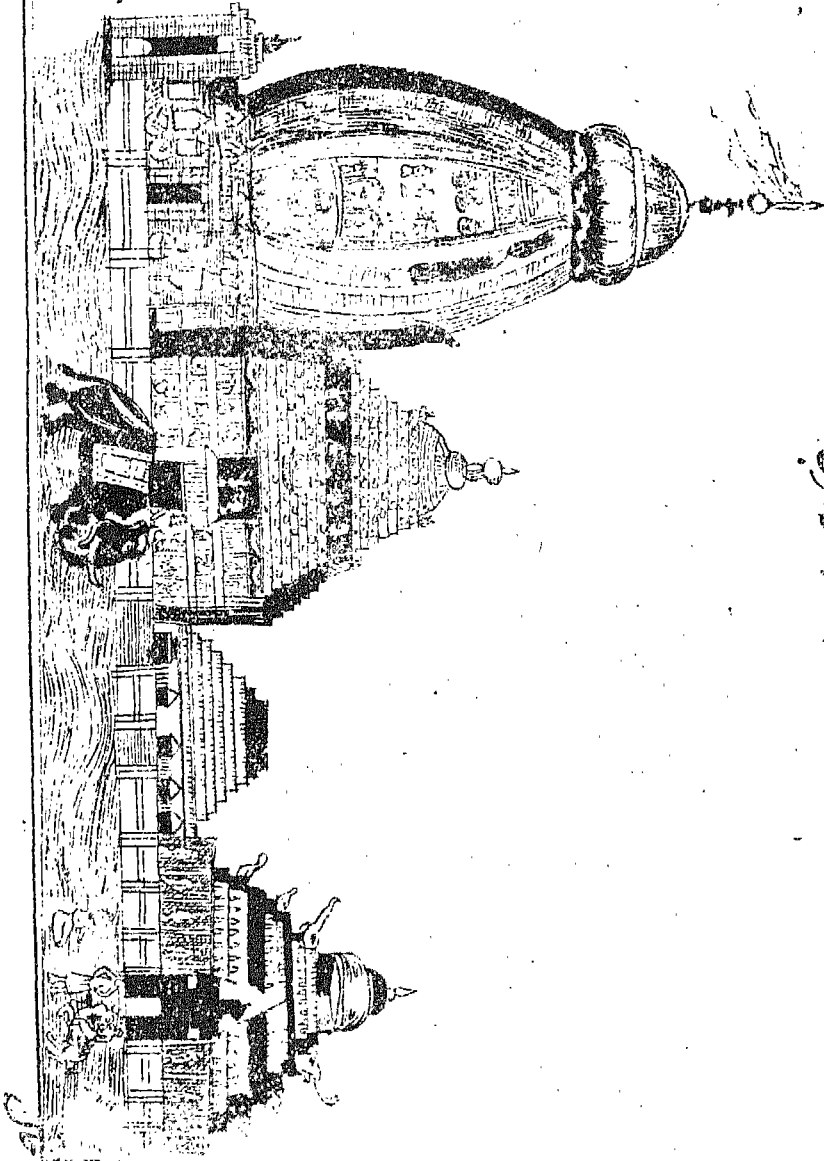
حال جامع مسجد دہلی کا

یہ عجیب و غریب جامع مسجد اوس شہر مین واقع ہے شاہنشاہ شاہجہان نے اپنی جلوس کے
چوبیسوین سال مطابق ۱۰۶۰ ہجری مین اسکی تعمیر ہونیکا حکم دیا تھا اور عرصہ چھ سال مین
یہ عمارت بنکر طیار ہوئی تھی اسکا اہتمام قریب پانچ مہینے کے جعفر خان نے اور قریب دو سال
کے خلیل اللہ خان نے اور تین برس اور پانچ مہینے سعد اللہ خان وزیر نے اور بعد اوسکے
مرنے کے روح اللہ خان داروغہ عمارت نے کیا ایک شخص نے اسکی بنا کی تاریخ مین یہ مصرع
کہا ہے ع مسجد شاہجہان قبلہ حاجات آمد ۔ اگرچہ اس مصرع مین ایک سال کی کمی ہے لیکن چونکہ الفاظ
اسکے بہت خوب ہین اسواسطے یہ تاریخ بادشاہ کو پسند آئی اس مسجد کی بنائی مین دس لاکھ روپیہ
صرف ہوئے ہین حلیہ اس مسجد کا اسطور پر ہے کہ اوسکے اوپر تین بڑے گنبد سنگ مرمر اور سنگ
موسی کے ہین اور فرش اوسکے اندر کا بھی سنگ مرمر کا ہے اور صورت مصلی کی بہ طور
محراب کے سنگ موسی سے تراشی ہوئی ہین اور فرش صحن کا سنگ سرخ کا اور اکثر مکانات
سنگ سرخ کے تعمیر ہین اور مسجد کا طول نوے گز کا اور عرض بتیس گز کا اور صحن کے بیچ مین ایک حوض
ہے پندرہ گز سے بارہ گز کناری حوض کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین مسجد کے
اندر دو مینار بہت بلند سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین کہ اون پر چڑھنے سے ایک عالم نظر آتا ہے
اور اکثر مصوروں نے اوپر چڑھ کر نقشہ تمام شہر کا کھینچا ہے شام کے وقت یہان ایک بازار
لگتا ہے سب طرح کی خلقت کپڑا بیچنے والی اور خوانچہ والے وغیرہ وہان جا کر بیٹھتے ہین
اور اکثر شہر کی خلقت جمع ہوتی ہے اوسوقت عجب کیفیت اور بہار وہان دکھلائی دیتی
ہے کچھ بیان اوسکے زبان قلم کی قلم ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ یہ بھی مکان شہر
شاہجہان آباد مین عجیب ہے اوسکو نقشہ کے ملاحظہ سے کیفیت اوسکی معلوم ہو جائیگی
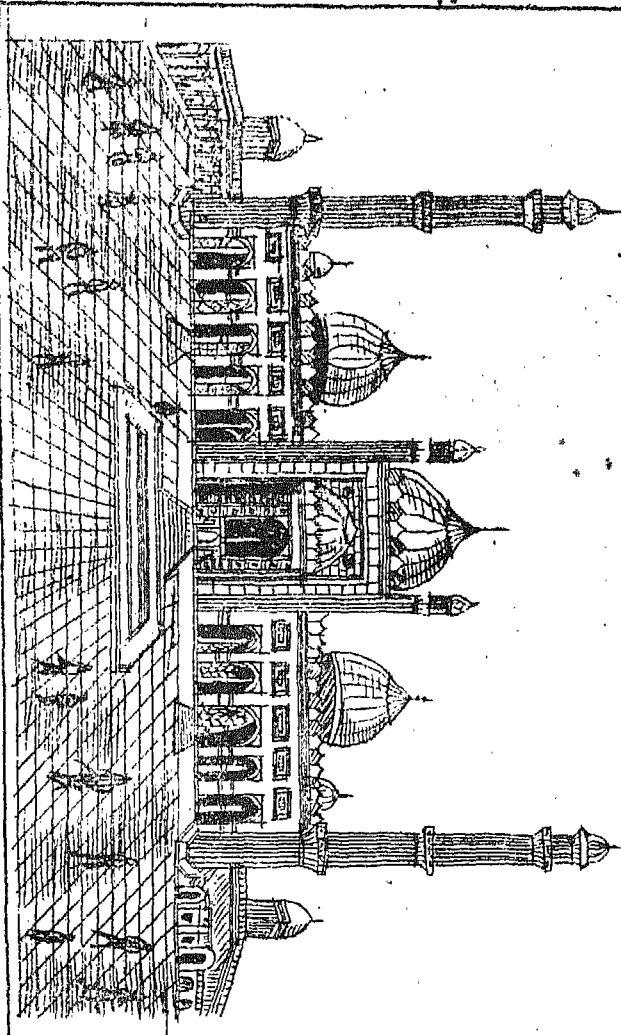
یہ عمارت بلند اسقدر ہے
کہ ٹوپی والی کی ٹوپی اور
پگڑی والی کی پگڑی نیچے گرے
اسکی طرف آنکھ اوٹھا کر
دیکھا جاتا ہے تین طرف
اسکے سیڑھیاں واسطے
چڑھنے کے سنگ سرخ
کی بہت چوڑی اور
لمبی نہایت صفائی
کے ساتھ بنائی گئی
ہیں چاروں طرف
اسکے بازار نہایت
خوش آیندہ اور
آراستہ ہے شعر
اسپر بہت موزون ہے شعر زہی صفا عمارت کہ در تماشایش ⁂ بدیدہ باز نگردد نگاہ زدیدہ بین الی آخرہ

حال تماشاگاہ روم کا

یہ عمارت یعنی تماشاگاہ روم کی بھی ایک عجیب مکان ہے اور قابل بیان ہے اسواسطے حال اس عمارت کا مع نقشہ اسکے کے قلمبند کرتے ہیں مخفی نہ ہے کہ اس عمارت کو وس پیشین شاہنشاہ روم کے نے تعمیر کرانا شروع کیا تھا لیکن ہنوز نہ بنایا تھا کہ اس جہان فانی کو چھوڑکر متوجہ عالم باقی کا ہوا اور اسکے بعد شاہنشاہ طیطوس فرزند ارجمند

اوسکو نے سر آرا ہو کر اس تماشاگاہ کو شوقِ عیسوی مین بخوبی طیار کروالیا اور اوسمین نوہزار عجیب عجیب قسم کے جانوران گزندہ و درندہ مثل شیر اور ہاتھی اور چیتے وغیرہ کو داخل کیے اور اوسوقت مین جو عیسائی روم مین قید تھی اونسے وحشی جانورونکو شاہنشاہ طیطوس لڑوایا کرتا تھا اور آپ تماشا دیکھتا اور اکثر اوقات آپسمین جمع انونکی لڑائی کروایا کرتا اور ایکدفعہ کا ذکر ہی کہ شاہنشاہ موصوف نے اس عمارت کے صحن مین پانی بھروادیا تھا تو اوسوقت یہ مکان مانند ایک چھوٹے دریا کے معلوم ہوتا تھا اور پانی بھرواکر واسطے تماشا دیکھنے کے جہاز بھی چلوائے تھے یہ عمارت رفعت مین بہت رفیع اور وسعت مین بھی وسیع اسقدر ہے کہ ایکدفعہ قریب لاکھ آدمی کے بخوبی آگئے تھے گرداوسکا قریب ۱۸۰۰ سو فیٹ کے ہے اور بلندی مین آسمان پر خندہ زن ہے ایک مؤرخ ایمی اتلیس بیان کرتا ہے کہ انسان جب اوسکی بلندی دیکھنے کے واسطے نظر اوپر کرتا ہے تو باصرہ بینائی سی قاصر رہتی ہے کہ یہ عمارت کہان تک بلند ہے صفائی مین اسقدر مصفا ہی کہ بہشت دیکھکر رشک کھاتا ہی آدمی کو طاقت نہین کہ شمہ اوسکی تعریف بیان کرے ہی اور خامہ دو زبان اوسکی توصیف لکھنے مین گردان ہی یہ عمارت انسان کی تیار کی ہوئی نہین معلوم ہوتی ہی اگر ملائک یا بلیس نے تیار کرکے ہوتی تو کیا عجب ہی اور اگر اسکو انسان نے تعمیر کیا ہی تو معلوم ہوا کہ آدمی اوندنون مین بہت بزرگ تھے بہت دنونکا عرصہ ہوا کہ اہل فرنگ نے نظر اسکے کہ یہان ہمارے قوم کے آدمی بہت ستائے گئے تھے

نقشۂ تماشاگاہ

کہین کہین سے ڈھوا دیا ہے اور اوسکے پتھرون اور مصالح کو لیجا کر گرجا گھر تعمیر کروائی ہین اور بعد
اسکے جب کہ قوم گاتھ روم پر متصرف ہوگئی تھی تو اوسنے اسی اور بھی منہدم کروایا تھا لیکن جب
بھی اب تک وہ ایک عجیب خوبصورت مکان ہے کہ روے زمین پر کم ہونگے فقط۔

عبادتگاہ عیسائی
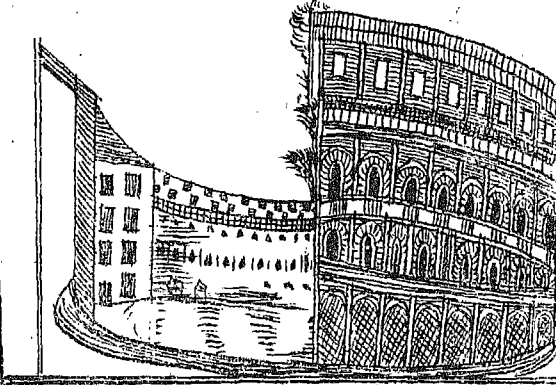
عبادت گاہ عیسائی روم کبری مین واقع ہے اور یہ عبادتگاہ مذکور سنیٹ پیٹر کی کہلاتی
ہے سنیٹ پیٹر ایک بڑا ولی تھا اور اس عجیب و خوش قطع مکان کے مشاہدہ سے طبیعت دیکھنے والے
کی بہت خوش اور محظوظ ہوتی ہے اور ہر ایک طرف اسکے چوہری چوڑی قطارین در بدر اوپر
لگی ہوئی ہین اور کل ستون فرد نکے دو سو چوراسی تو مدور اور اٹھاسی مربع ہین اور اون
دروازون پر اور سب چیزین یعنی گرجا گھر مین تین سو چوبیس بت واسطے خوبصورتی کے نصب ہوئے ہین
اور ہر ایک بت اونمین کا بارہ بارہ فیٹ بلند ہے اور دو چشمے اسکے ادھر ادھر بہتے ہین اور انکا پانی
نو نو فیٹ اونچا اوچھلتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے بڑی تر و تازگی حاصل ہوتی ہے اور حقیقت مین
یہ چیز نہایت خوبصورت اور مشہور ہے اور اسکے برابر بہت کم ہین اور اسکی بلندی اور چوڑائی
سب سے افق ہے اور یہ عبادتگاہ بڑی حیران کرنیوالی ہے لیکن سب مین زیادہ خوبصورت چیز
اسکا گنبد ہے اور اس بڑے گنبد کے پاس اور چھوٹی چھوٹی سے گنبد بہت لطافت سے بنے ہوے ہین
اور بڑے گنبد کو اگر ہم اندر سے دیکھین تو بڑا کھوکھلا اور ڈراونی صورت کا معلوم ہوتا ہے
اور کل بلندی اس گرجا گھر مذکور کی چار سو تیس فیٹ کی ہے یعنی منار قطب صاحب سے یہ عبادتگاہ
دوگنی بلند ہے پس اسی قیاس پر اسکی چوڑائی اور ڈھانچ کا خیال کرنا چاہیے کہ جس حالت مین
اوسکی بلندی قطب صاحب کی منار سے دو چند ہے تو اور سب باتین مثل چوڑائی وغیرہ بھی اسکی دو

بافراغت لیٹ سکتے ہین اوسکے اوپر چڑھنے سے ایک عالم اور ہزارون کوسون کی چیزین نظر
آتی ہین اور ہرسال ونتیسوین جون کو چار ہزار چراغون اور دو ہزار مشعل قندیل وغیرہ کے اوس
برج مذکورۂ بالا پر روشنی ہوا کرتی ہے اور اوسوقت نہایت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قلم اوسکی تعریف
لکھنے مین بند ہے اور اس گرجے کے مین واسطے مداخلت کے پانچ دروازے ہین اور اول دروازہ بہت متبرک
خیال کیا جاتا ہے اور لوگ وہان بوقت شام واسطے سیر کرنیکے ہر روز مجتمع ہوا کرتے ہین اور ایک بازار لگ جاتا ہے اور اوسوقت اور بھی رونق ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے اور ہر روز ہزارہا گروہ زائرین سینٹ پیٹر کے جسکے نام پر عبادتگاہ مشہور ہے ایکسو بیس چراغونکی روشنی ہوا کرتی ہے اور اس عبادتگاہ کی ایک کتاب مین دو نقشے ملے ہمنے واسطے ملاحظۂ ناظرین کے ان دونون نقشونکو کتاب ہذا مین درج کروا دیا ہے

حال روضۂ ممتاز محل کا

یہ روضہ شہر اکبرآباد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر جانب شرقی مین واقع ہے یہ روضہ بعینہ
نقل روضۂ رضوان ہے بلکہ ہشت بہشت کا مقابل ہے اس عمارت کی مانند روئے زمین
پر کوئی عمارت نہین ہے صحن اوسکا بہت وسیع ہے مینارین اوسکی بہت رفیع ہین گنبد مرمر
اگرچہ یک لخت تعمیر ہے مگر انواع انواع اور اقسام کے پتھرون کی بھی توقیر ہے آیات قرآن مجید کو
سنگ اسود سے تراش کر سنگ سفید مین اس خوبی سے وصل کیا ہے گویا یاقوت رقم خان
ابھی کہین لکھتے لکھتے اوٹھکر چلا گیا ہے فرش چبوترہ کا عالم طلسما ہے واقعی ایک ایک ٹکڑا پتھر
کا قیمتا جواہرات ہے کاریگرون نے یہ عمارت ایسی جڑاؤ سے جڑی ہے کہ بڑے بڑے دستکار
اوستاد ونکو دانت مین اونگلی دینی پڑتی ہے نقش ونگار دیکھکر تماشائی نقش دیوار
ہو رہتے ہین بجز سبحان اللہ اور واہ واہ کے اور کچھ نہین کہتے علیٰ ہذا اس روضے
کے اندر ایک باغ ہے کہ اوسکی خوبی ہی نرالی ہے یعنی دلبستہ خاطرون کو واسطے تماشا
سجالی روشون پر دو رویہ سرو و صنوبر خرامان ہو کیا ریونمین قسم قسم کے گل بحیران
شمشاد ایک پیر سے کھڑا ہوا دست بدعا ہے کہ الٰہی قیام اسکا قیامت تک قائم
رہے ہر ایک قطعہ مین لالے کی ایسی بہار ہے گویا کہ سرخ پوشون کی دستہ قطار نہرین جابجا
روان فوارے قرینہ بقرینہ خوش نما پانی حوضونکا آب زمزم اور لب نہا حے اشجار
درہم و برہم ہوا اوسکی نسیم سحر سے بھی معتدل فضا اوسکی فضائے کشمیر سے مقابل اگر
ایک ہفتہ اس فردوس کی سیر کرے مبتلائے ضیق النفس صحت کامل ہو مرغان خوش آواز
عجب عجب طرح کے چہچہے کرتے ہین گویا خالق کی ثنا مین تسبیح پڑھتے ہین یہ اشعار
اس پر بہت موزون ہین شاید اسی کی تعریف مین کہے گئے ہین ابیات

روضہ ہا نہر ہا سلسال	دوحہ سجع طیرہا موزون	آن پر از لالہ ہای رنگارنگ
وین پر از میوہ ہای گوناگون	باد در سایۂ درختانش	گسترانید فرش بوقلمون

الغرض یہ مقبرہ ارجمند بانو بیگم مخاطب بممتاز محل بیوی شاہجہان بادشاہ خلد آرامگاہ کا کہلاتا ہی اور اسمین ممتاز محل اور شاہجہان بادشاہ کی قبرین ہین اور دونو قبرون پر یہ کتبہ کندہ ہین

کتبۂ قبر ممتاز محل

مرقد منور ارجمند بانو بیگم مخاطب بہ ممتاز محل توفیت سنہ ۱۰۴۰

کتبۂ قبر حضرت شاہجہان بادشاہ

مرقد منور مطہر بادشاہ رضوان دستگاہ خلد آرامگاہ حضرت علیین مکانی فردوس آشیانی صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ در شب بست و ششم شہر رجب سنہ ہزار و ہفتاد و ششم ہجری ازین جہان فانی بعشرتگاہ جاودانی انتقال کرد اس روضہ کی بنا کے تاریخ مین ایک شخص نے یہ مصرع کہا ہی مصرع جای ممتاز محل جنت باد اور اسکی تیاری مین تین کرور ستر لاکھ اڑتالیس ہزار چھ سو چھبیس روپیہ خرچ ہوا ہے اسکے نقشے کے ملاحظے سے کیفیت اس مکان کی معلوم ہو جاویگی بالفعل اس قصر عظیم الشان مین سرکار کمپنی کا اختیار ہے اور آراستگی و پیراستگی کی بھی سرکار ہی مختار ہے یکشنبہ کے دن ہمیشہ وہان میلا ہوتا ہی اور ہر ایک تماشائی تماشے سے دل کا غم کھوتا ہی چونکہ لب جمن اس روضہ عالی کی بنیاد ڈالی ہے لہذا اوسکی آب و ہوا سے اور بھی نظر کو بحالی ہے اور یہ نقشہ اس مکان عالیشان کا جو ہمنے واسطے ملاحظۂ ناظرین کے درج کیا ہے دریائے جمن کی طرف سے کھینچا ہوا ہے وہان سے جو کچھ کہ مکانات اور کیفیت اس روضہ کی معلوم ہوتی ہے سب

اس نقشے مین مندرج ہے فقط
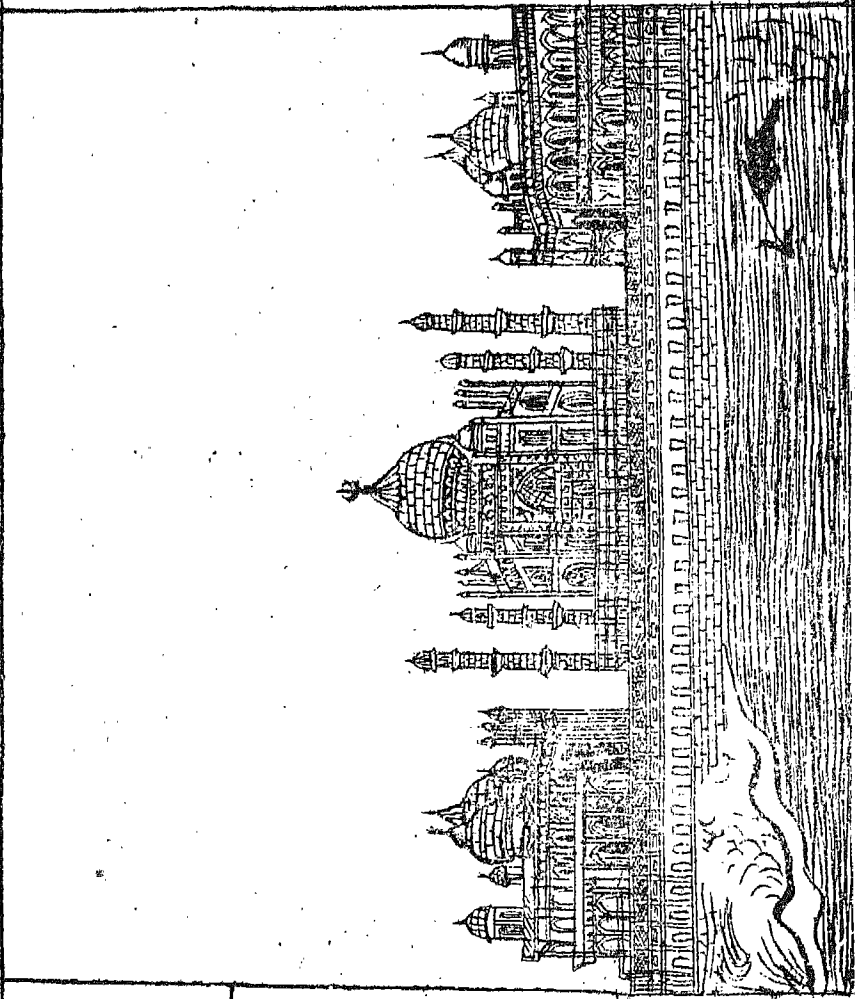
اشکال مختلفہ حالات انسانی

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات جس شخص کے دلمین ہوتی ہے وہ چہرے سے بھی ظاہر ہوجاتی ہے
مثلاً اگر کسی شخص کے دلمین کچھ فکر یا غم ہوتا ہے تو وہ ضرور ہے کہ اوسکا چہرہ بھی متفکر
اور غمگین معلوم ہو اور جس شخص کے دلمین خوشی ہوتی ہے تو اوسکے چہرے پر
بھی خوشی اور انبساط پائی جاتی ہے چنانچہ ہم اسجا سب طرح کی اشکال مختلفہ ثبت کرتے ہین

کہ جسوقت انسان رنجیدہ ہوتا ہے تو اوسکا چہرہ کسطور کا ہو جاتا ہے اور جسوقت آدمی
کو دلمین خوشی ہوتی ہے تو اوسکا چہرہ کس ڈھنگ کا معلوم ہوا کرتا ہے اور جسوقت
انسان کے دلمین خوف ہوتا ہے اوسوقت منہ اوسکا کیونکر بنجاتا ہے اور یہ بھی صاحبان
روشنضمیر پر واضح ہو جیوکہ یہ حال بھی بہت نادرات سے ہے اور سیکڑون روپیہ
خرچ کرکر ایسے نقشجات نہین دستیاب ہو سکتے ہین اب یہان سے مین ہر ایک چہرے
کا جدا جدا بیان کرتا ہون غور سے ملاحظہ کرو ۞ اول شکل کے ملاحظے سے یہ بات
ثابت ہوگی کہ جس شخص کے دلمین امن ہوتا ہے اور کسیطرح کی فکر نہین ہے
اوسکی شکل اسطور کی بنجاتی ہے ۞ اور جس شخص کے دلمین خوشی ہوتی ہے اوسکی
شکل ایسی ہوتی ہے جیسی کہ شکل دوسری ہے ۞ اور شکل تیسری کے ملاحظے
سے یہ بات معلوم ہوگی کہ یہ شخص کسی چیز کو دیکھکر تعجب کرتا ہے یعنی جب ایک آدمی کسی
چیز کو دیکھکر تعجب کیا کرتا ہے تو اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے ۞ اور جسوقت کہ انسان کسی
بات کو سنکر یا دیکھکر کہ وہ قریب قیاس دستگی کے نہو وہ نہایت حیران ہوتا ہے تو اوسکی
شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ شکل چوتھی ہے ۞ اور شکل پانچوین کے مطالعہ سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ یہ شخص دل مین بعد سے فکر رہا ہے کسی چیز کی ۞ اور شکل چھٹی مین یہ بات ظاہر
ہوتی ہے کہ یہ شخص کسیکو بنظر حقارت اور دشمنی کے دیکھ رہا ہے اور جسوقت
کوئی شخص کچھ گناہ کرتا ہے اور پھر وہ اپنے گناہون کی طرف دیکھکر خوف کیا کرتا ہے
تو اوسکی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ ساتوین ہے اور جسوقت آدمی کچھ چیز خوف
کی دیکھکر خوف کیا کرتا ہے اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے جیسی کہ آٹھوین ہے ۞ اور نوین
شکل سے یہ ظاہر ہے کہ یہ شخص غمگین ہے ۞ اور دسوین شکل سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آدمی ہنستا ہے

اور بروقت رونے کے آدمی کی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ گیارہوین ہے
اور جسوقت کوئی شخص غصّے مین ہوتا ہے اوسکی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ
بارہوین ہے ٭ اور جسوقت کہ ایک شخص طاقت مند ایک کمزور شخص کو مارتا
ہے اور وہ غصّہ بھی ہوتا ہے اور ڈرتا بھی جاتا ہے تو اوسکی شکل ایسی ہو
جاتی ہے جیسی کہ تیرہوین ہے اور بروقت نہایت نا امیدی ہونے کے کسی
بات سے انسان کی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ چودھوین ٭ اور پندرہوین
شکل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص نہایت عشق مین گرفتار ہے اور
جسکے مزاج مین نہایت عاجزی ہوتی ہے اوسکی شکل سولھوین ہے اور انسان
جب کچھ چیز چاہتا ہے جب اوسکی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ سترہوین
ہے ٭ اور جسوقت کہ آدمی کو نہایت جذبہ خوشی کا ہوتا ہے اوسکی اٹھارہوین
شکل ہے ٭ اور جس شخص کے دلمین خوف ہوتا ہے یعنی ایک شخص بیمار رہتا ہے
اور ایک شخص کو یہ خوف ہو کہ شاید یہ بیمار مرجائے تو اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے
جیسی اونیسوین ہے ٭ اور شکل بیسوین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کسیکو پسند
کر رہا ہے ٭ اور جسوقت انسان کو نہایت ہی خوف اور ڈر لگتا ہے اوسکی
شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ اکیسوین ہے ٭ اور بروقت رحم آنے کے
آدمی کی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ بائیسوین ہے ٭ اور حاسد آدمی کا چہرہ
بوقت حسد کرنے کے ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ تیئیسوان چہرہ ہے ٭ اور
جسوقت کہ آدمی کو بیماری یا زخم وغیرہ کی بہت تکلیف ہوتی ہے تو اوسکا
چہرہ ایسا بنجاتا ہے جیسا کہ چوبیسوان ہے ٭
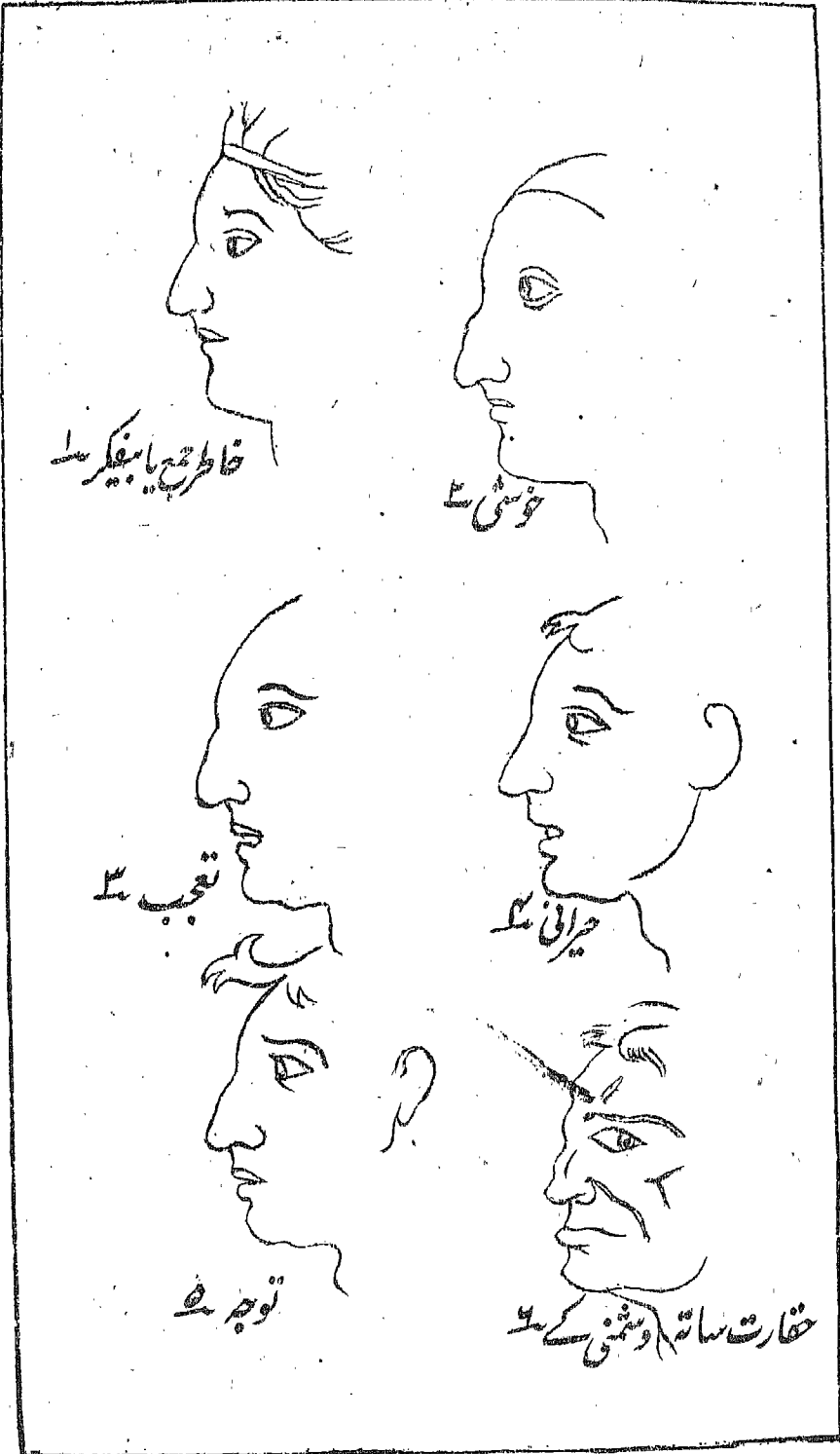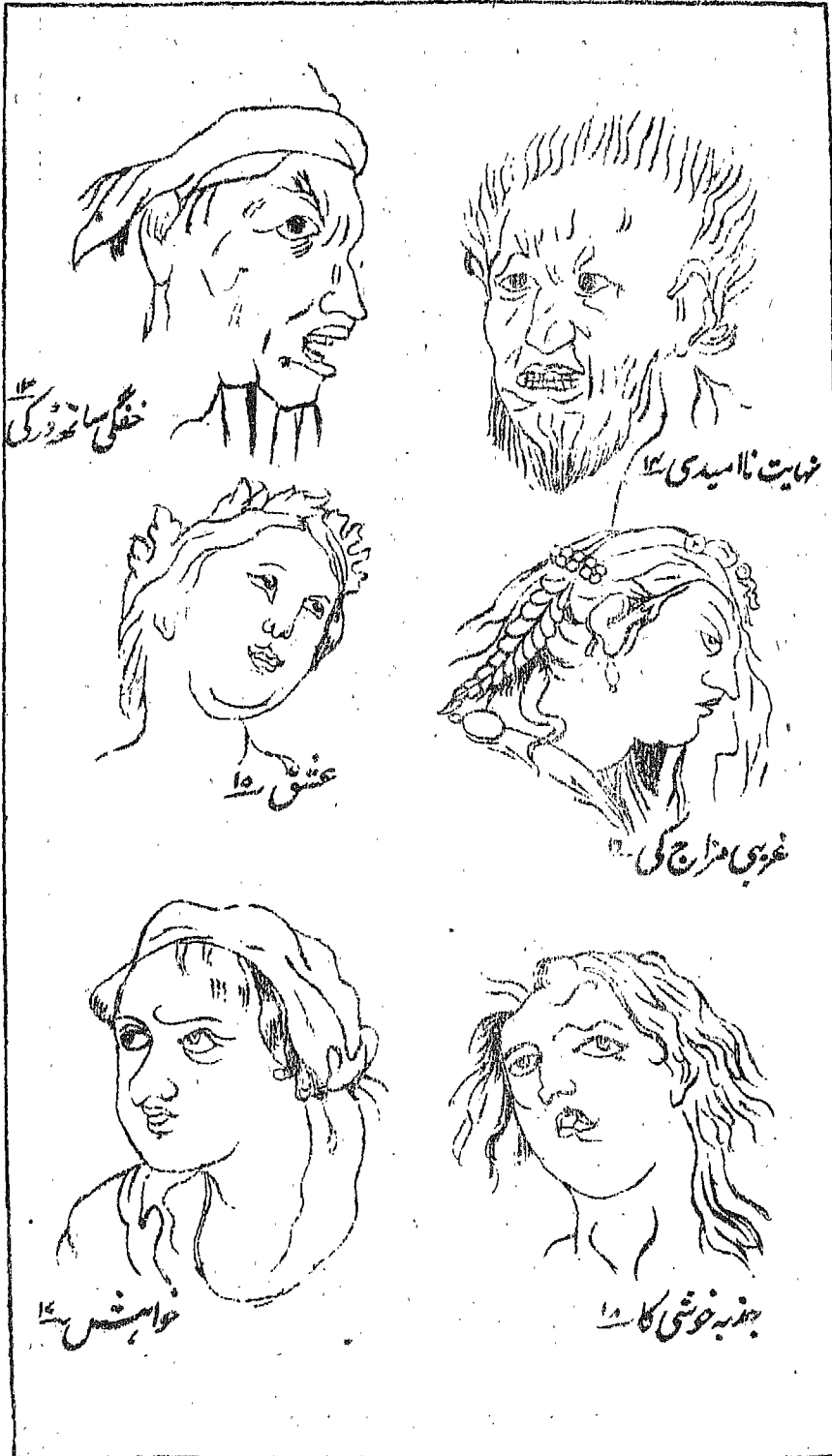
خاطر جمع یا بےفکر ۔۱
خوشی ۔۲
تعجب ۔۳
حیرانی ۔۴
توجہ ۔۵
حقارت ساتھ دشمنی کے ۔۶

ڈر ۸
گناہ کا خوف ۷
ہنسی ۱۰
غم ۹
خفگی ۱۲
رونا ۱۱

نہایت ناامیدی ۱۴
خفگی ساتھ غرور کی ۱۳
غریبی مزاج کی ۱۶
عشق ۱۵
جذبہ خوشی کا ۱۸
خواہش ۱۷

ناپسندی ۳۰
خوف کسی آنی والی چیز کا ۲۹
رحم ۳۲
نہایت خوف ۳۱
تکلیف جسمی یا دلی ۳۳
حسد ۳۴
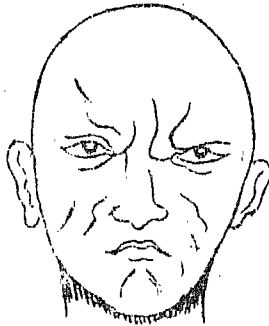
حال خوردبین کا

اب یہان سے حال خوردبین کا لکھتا ہون اور حال اسکا بھی بہت نادرات سے ہے
غور سے پڑھو اور قدرت الٰہی کا تماشا کرو واضح ہو کہ خوردبین ایک ایسا آلہ ہے کہ اسکے
ذریعہ سے نہایت چھوٹی چھوٹی اشیا بڑی معلوم ہوتی ہین اوسمین چند شیشے لگے ہوتے ہین
اور جس شے کو دیکھنا منظور ہوتا ہے اوسکے ذریعے سے دیکھتے ہین اور بوقت دیکھنے
کے چیز دیکھی گئی کا قد نہایت زیادہ ہوجاتا ہے اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بعض
آئینے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین چہرہ آدمیونکا بڑا اور زیادہ معلوم ہوتا ہے باعث اسکا یہ ہے
کہ یہ آئینہ ہموار نہین ہوتا ہے بلکہ وہ ذرا ابھرا ہوتا ہے یہی حال خوردبین کے شیشونکا
ہوتا ہے بذریعہ خوردبین کے ایسی ایسی عجیب باتین دریافت ہوئی ہین کہ قبل ایجاد
ہونے اس آلہ مفید کے وہ آدمیون کے وہم مین نہین گذری تھین ان عجیب باتون مین
سے ایک یہ ہے کہ پانی مین چھوٹے چھوٹے کیڑے ہوتے ہین اور وہ اسقدر چھوٹے ہوتے ہین
کہ بوقت دیکھنے کے نظر مین نہین آتے ہین ہرچند ہم پانی کو چھان لیوین اور نہایت صاف
کرین پھر بھی اگر کوئی بذریعہ خوردبین کے اوسمین دیکھیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ بعد ہزار دفعہ
چھان لینے کے بھی چھوٹے چھوٹے کیڑے اوسمین موجود ہین چنانچہ ایک شخص برہمن بڑا پرہیزگار
تھا اور حتی الامکان وہ زندہ چیز کو کبھی نہین ضائع کرتا تھا جب وہ راستے مین چلتا تو
آدمی اوسکے آگے جھاڑو دیتے جاتے اسواسطے کہ ایسا نہو کہ کوئی کیڑا وغیرہ اوسکے پاؤن
کے نیچے آکر مرجاوے اور جب کھانا کھاتا تو اوسوقت ہر طرح کی احتیاط ہوا کرتی کہ کوئی
جانور مارا نجاوے ایک انگریز نے جو مزاج مین شرارت رکھتا تھا اوس برہمن سے کہا کہ تم
ناحق اسقدر پرہیز کرتے ہو تم روزانہ ہزارہا کیڑونکو پی جاتے ہو اور واسطے ثبوت اظہار

کی دس فرنگی نے اوسکو چھوٹے ہوئے اور رقصان ہوتا ہمین حسکو وہ پیا کرتا تھا ذریعہ خوردبین کے برہمن مذکور کو ہزارہا کیڑے حرکت کرتے ہوئے دکھلائی مشاہدہ کرکے برہمن نہایت رنجیدہ ہوا اور قسم کھائی کہ مین پانی کبھی نہ پیونگا اور اس عہد کو اوسنے نہ توڑا اخیر کو زیادتی تشنگی سے تڑپ کر مرگیا۔ اس دائرہ مین وہ شکلین ان چھوٹے جانورون اور کیڑون کی جو پانی مین دیکھے گئے ہین مندرج ہین خوردبین کے ذریعہ سے یہ بات تحقیق ہوئی ہے کہ جنکو لوگ مونگے کے درخت کہتے ہین وہ دراصل درخت نہین ہین بلکہ وہ عمارتین ہین جو نہایت چھوٹے کیڑون نے واسطے اپنی بود و باش کی تعمیر کی ہین اور یہ کیڑے اس قدر چھوٹے ہین کہ بغیر ذریعہ خوردبین کے نظر نہین آتے ہین اس آلہ کے ذریعہ جو جو اور چھوٹے جانور انکو دیکھا ہے اور اونکی کیفیت معلوم ہوتی ہے اوسکا ہم بیان کرتے ہین نہایت دلچسپ ہے ظاہر ہو جیو کہ ایک قسم کا جانور جسکا نام ہے ہنٹ کہ وہ نہایت چھوٹا ہوتا ہے اور اوسکو بغیر خوردبین کے نہین دیکھ سکتے ہین اوس جانور کے سر کو
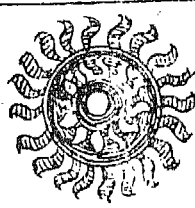
جب خوردبین مین دیکھا ہے تو اتنا بڑا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ یہان لکھا ہے بغور
ملاحظہ اس شکل کے معلوم ہوگا کہ جب یہ کیڑا ایکدفعہ کسی [illegible] مین جگہ پکڑ لیتا ہے تو وہانسی
اوسکا چھٹانا بہت ہی مشکل ہے ؛ خوردبین مین پردار جانورونکو دیکھنے سے بہت لطف
حاصل ہوتا ہے اور گھٹنون تک اونکی آنکھین سینگ بازو ڈنک بال چھوٹے چھوٹے
پر جو انکے بدن پر ہوتے ہین دیکھنے کو جی چاہتا ہے جب خوردبین مین سے مکھی کو ملاحظہ
کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی آنکھ بہت سے شیشون کی بنی ہوئی ہے جو پاس
پاس شل جال کے لگے ہوئے ہین اور یہ شیشے ایک آنکھ مکھی کی مین کئی ہزار سے
زیادہ شمار کیے گئے ہین اور اوسکی آنکھ خوردبین
مین سے اتنی بڑی معلوم ہوتی ہے جیسے
کہ یہان مندرج ہے اور جسوقت پانون
مکھی کے خوردبین سے دیکھے جاتے ہین تو ایسے معلوم
ہوا کرتے ہین جیسے کہ ہمنے یہان لکھے ہین ؛
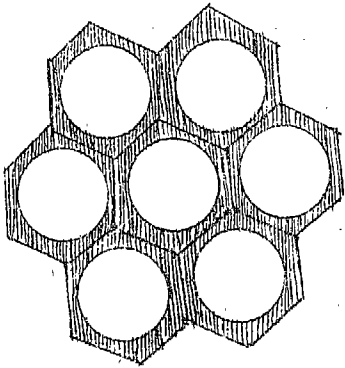
اور جب مچھر کے ڈنک کے اجزا انکو جدا کرتے ہین
اور خوردبین سے دیکھتے
ہین تو اونکی صورت
تیرون اور چاقون
کی سی معلوم ہوتی
ہے اون ڈنکون کی
شکلین یہ ہین ؛

مکڑی کے بہت سے اجزا بہت اچھے ہین اور وہ چیز جس سے وہ جالا بنتی ہے سب سے زیادہ لائق دیکھنے کے ہے یہ شکل اوس چیز و مکڑی کی ہے جس سے وہ جالا بنتی ہے جیسا کہ خوردبین مین معلوم ہوتا ہے جالا مکڑی کا اگرچہ بوسیلہ خوردبین کے بہت ہی باریک معلوم ہوتا ہے لیکن بنا ہوا بھی بہت ریشون کا ہے اوس سے بھی بہت باریک زیادہ ہین اور جو تھوڑی دور پر اون چھیدوں مین سے جو مکڑی کے جسم مین ہوتے ہین اور جسمین وہ نکلتے ہین آپسمین ملجاتے ہین ۞ مکڑی کی ہر ٹانگ کے سرے مین ایک نوکدار بہت اچھا آنکڑا جو بہت پکڑنے کسی چیز کے بند ہوجاتا ہے ہوتا ہے ۞ اور مکڑی کی ٹانگین اور ناخن جو خوردبین سے دکھائی دیتے ہین اونکی شکلین ہم لکھتے ہین ۞ نرم پشم پتلے نوک کے جسم پر ہوتے ہین جب اونکو خوردبین سے دیکھتے ہین ذرا ذرا سے چھلکون کے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہین اونکی شکلین یہ ہین ۞ اور جسوقت خوردبین مین سے اسکو مشاہدہ کرتے ہین تو اوسکی شکل اتنی بڑی معلوم ہوا کرتی ہے جیسے کہ بیان مندرج ہے ۞ غرض یہ ہے کہ جو خوردبین مین سے
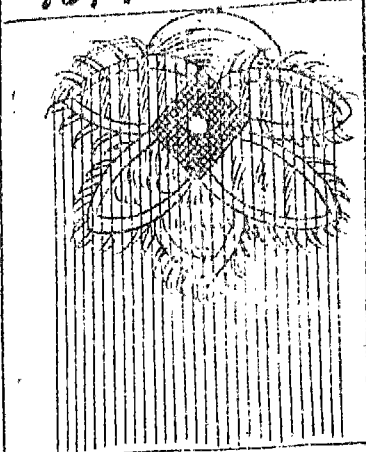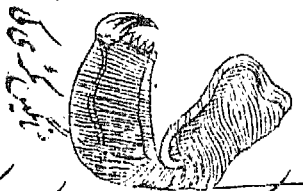
زہر کا بھرا ہوا ناخن مکڑی کا

بڑی بڑی مفاد حاصل ہوتے ہین اور ہر وقت دیکھنے کے اوس سے کسی چنز پر کوٹتے کی کیفیت معلوم ہوا کرتی ہے
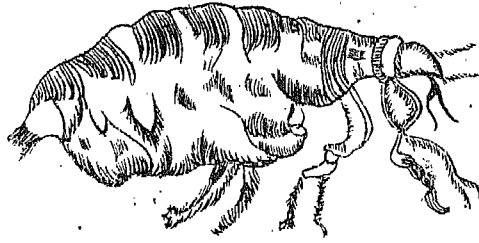
شکل پیسو کی

اور زمانۂ قدیم مین اس آلہ کو لوگ نہایت کم جانتے تھے لیکن اب اہالیان فرنگ نے اس آلہ کو بہت رواج دیا ہے اور اوسکے سبب سے بہت اچھی اچھی باتین دریافت کی ہین عرصہ چند روز کا ہوا کہ اس احقر نے بوسیلۂ خوردبین کے ایک بال کو جسپر جون بیٹھی تھی دیکھا تھا وہ بال مثال شاخ ایک نیب کے درخت کے معلوم ہوتی تھی اور جون اوسپر مثال بندر کے پھرتی معلوم ہوئی —

اسجاے ہم شکل خوردبین کی بھی درج کتاب ہذا کرتے ہین ؎

وہو ہذا
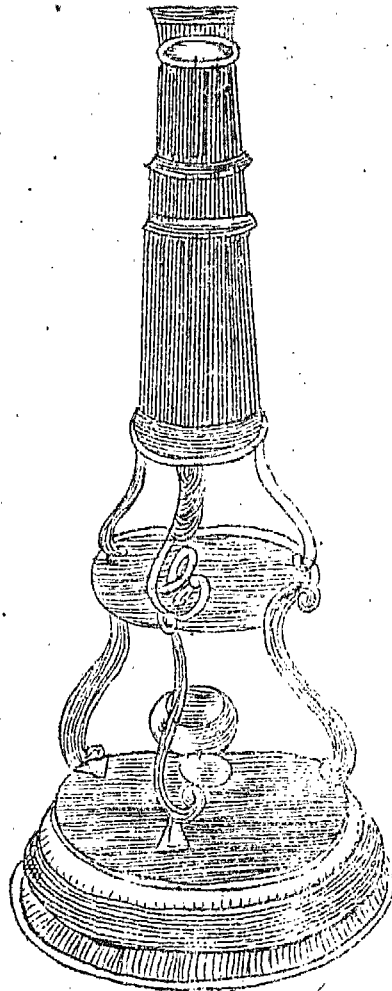
حال خوردبین زمانہ سلف کا جواب نہیں پائی جاتی ہیں

واضح ہو کہ انسان کیسی ہی تحقیقات کرے لیکن پھر بھی صنعت الٰہی سے بخوبی باہر
نہین ہو سکتا کوئی مقام نہین جہان کہ اوسکی صنعتین جلوہ گر نہین ہین +
بوسیلہ خوردبین کے [illegible] یافت ہوا ہے کہ ہر ایک جگہ انواع انواع کے نباتات اور
حیوانات موجود ہین اور [illegible] نباتات ایسے چھوٹے ہین کہ محسوس نہین ہو سکتے

علی ہذا القیاس کیسے کیسے بڑے عجیب جانور روے زمین پر ہین کہ اون کے دیکھنے
سے کمال تعجب آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر جب کہ آبادی بہت کم تھی جانور
ویرانہ میدانون مین رہا کرتے ہونگے لیکن جب کہ آبادی انسان کی زیادہ ہوتی
تب وہ میدان اون جانورون سے خالی ہو گئے اور اوسطور سے وہ صفحۂ
ہستی سے گم ہو گئے۔ جنوبی امریکہ کے میدانون مین بڑے بڑے
حیوانون کی ہڈیان پائی جاتی ہین یہ ہڈیان کیچڑ مین گڑی ہوئی معلوم دیتی ہین
اور بعض اوقات جبکہ دریا خشک ہو جاتے ہین وہ ہڈیان درختون کے تھنہ
کی مانند زمین سے اوبھری ہوئی دکھائی دیتی ہین۔ اون ہڈیون کو ایک انگریز
ذی مرتبہ شہر لندن مین لایا تھا اون ہڈیون مین سے زیرناف کا حلقہ ہڈیونکا ایسا
تھا کہ دو آدمی اوسمین سے آر پار نکل سکتے ہین۔ ایک اور انگریز نے بڑی مشقت
سے خشک دریاؤن مین سے سب اعضا کی ہڈیان نکال لین اور کھوپری اور
پیٹ کی ہڈی اور دم وغیرہ بھی اوسکے ہاتھ آئین۔ جبکہ اون سب ہڈیون کو اپنی اپنی
درست مقامون مین جوڑا تو معلوم ہوا کہ پچھلا دھڑ اس جانور کا بڑا زور آور ہوگا
زیرناف کی ہڈیون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جانور کے پچھے رانون کے
بیچ بڑے زور آور ہونگے۔ رانون کی ہڈیان بہت بڑی تھین طول مین تو قریب
بارہ گرہ کے اور موٹائی مین قریبا ایک گز دو گرہ کے اسی سے یہ معلوم ہوا کہ
اوسکی رانون کی ہڈیان ہاتھی کی رانون کی ہڈیون سے تگنی ہونگی پچھلے پانونکے
ٹخنون کی ہڈیان پانچ گرہ باہر ابھری ہوئی ہین اس سے معلوم ہوا کہ اوسکی پچھلی ٹانگین بڑی
زور آور ہون گی بعضے یہ کہتے ہین کہ پنجہ اس جانور کا سوا گز لمبا اور پانچ

گرہ جوڑا ہے ۔ وہ شخص جو تشریح اعضاے حیوانات سے بخوبی واقف ہین
کہتے ہین کہ اس جانور کے جو پچھلے پانوٴن کے ٹخنے اوبھرے ہوئے تھے اسواسطے تھے
کہ وہ پچھلے دو پانوٴن پر جھککر اگلے پانوٴن سے زمین کو کھود کرے ۔ کمال تعجب کی
بات ہے کہ باوجود ایسے ثقیل البدن ہونے کے اس جانور کا سر بہت چھوٹا ہے
اور کسی کو شاید کم یقین آوے کہ ایسے بھاری جسم پر ایسا چھوٹا سر ہو لیکن
ایک شخص نے پیٹ کی گرہون اور گردن کی گرہونکو مطابق پایا اس سے یہ بات
صادق آئی کہ گو اس حیوانکا جسم بھاری ہے لیکن سر اسکا بہت چھوٹا ۔
اس جانور کے اگلے دانت بڑے بھاری اور عجیب طور کے ہین ۔ بعضے
یہ خیال کرتے ہین کہ اس جانور کے سونڈ بھی تھی ۔ لیکن ہاتھی کے مانند
اوسکی سونڈ نہین ہوسکتی کیونکہ گردن اوسکی ایسی لمبی ہے کہ منہ اوسکا زمین تک پہنچ
سکتا ہے دانت اوسکے شیر اور چیتے کے دانتون سے مختلف ہین لیکن وہ اس
طریق سے آپسمین ملے ہوئے ہین کہ رگڑے بہت جاتے ہین اس سبب سے وکی کو دفعیہ
کے واسطے وہ دانت جلدی مُڑتے ہونگے اب ان دانتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور
درختونکی جڑ کو کھاتا ہوگا اوسکے بڑے پنجون اور چنگلون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
وہ چھچھوندر کے مانند زمین کھودتا ہوگا اور زمین مین سے درختون کی جڑونکو نکال کر
کھاتا ہوگا ۔ یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ اس جانور کی پشت پر سیپیان سیپیان سی لگی ہوئی
تھین ۔ کانٹے سے اوبھرے ہوئے سے تھے تو اب دیکھا چاہیے کہ یہ سیپیان
کسواسطے تھین ۔ اسکا باعث یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ جانور اس زور سے زمین
کو کھودتا ہوگا کہ بروقت زمین پر گرنے کے وہ اوسکے پیٹھہ پر پڑتی ہونگی

اور واسطے اس بات کے کہ اس ہٹی کے گرنے سے صدمہ جانور کو نہ پہونچے پیچھہ
اوسکی ایسی مضبوط بنائی گئی ۔ اس سے کچھ تسلی نہین ہوتی اور نہ ہم یہ خیال
کرسکتے ہین کہ ایسے ایک بڑے مہیب جانور کا اور کوئی دشمن ہو جسکی حفاظت
کے لیے یہ کانٹے اوسکی پیٹھہ پر ہین ۔ قصہ مختصر اس جانور کے دریافت ہونے
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر ایسا کوئی زمانہ ہوگا کہ جب ایسے ایسے مہیب جانور
صفحۂ زمین پر رہا کرتے ہونگے اور رفتہ رفتہ بسبب انقلاب چند در چند کے
یہ سب جانور نیست و نابود ہوگئے اور انسان اونکی جگہون پر قائم ہوئے
جس مقام پر سے یہ ہڈیان پائی گئین وہان سو سو کوس تک بجز ہڈیونکے
اور کچھ پایا نہین جاتا ہے یہان تک کہ وہان کے باشندے اون ہڈیون کو
لکڑی کی جگہ جلانے کے کام مین لاتے ہین ۔ تصویر اس جانور کی ایک اور
تصویر سے جو کہ شہر میڈرڈ مین کھنچی اوتاری گئی ہے فقط ۔
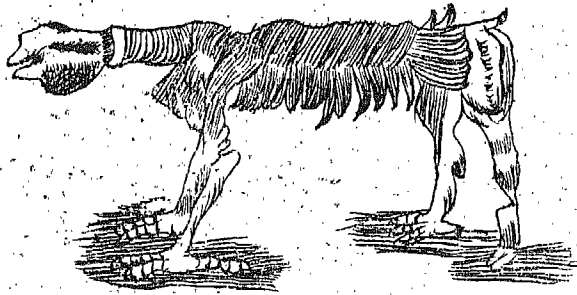
حال ایک نادر جانور کا جسکو دریائی گھوڑا کہتے ہین

سبحان اللہ عجب صانع ہے پروردگار عالم کہ اپنی قدرت کاملہ سے کیا کیا عجب باتین
پیدا کین کہ انسان ضعیف بنیان کو یارا ادراک اونکے کا نہین بلیت
وہ الحکم ایسا ہی معبود ہے + + + قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے +
یون تو اللہ نے عجب عجب باتین پیدا کین ہین کہ ہر ایک مین اوسکی خوبی ثابت
ہوتی ہے لیکن پیدائش جانورونمین سے چند جانور نہایت عجیب بحسن تلاش
صاحبان انگریز کی سے ایسے دیکھنے مین آئے کہ بے اختیار دل نے چاہا کہ
مین بہی اپنی کتاب مین اونکا حال مع اونکی تصویرون کے درج کرکے
مطالعین کو قدرت کاملہ اپنے معبود کی کا تماشا کراؤن۔ مخفی نرہے کہ یہ جانور
کہ جسکا نام دریائی گھوڑا کہتے ہین اور بعض نے گاؤ بحری مشہور کیا ہے اور یہ جانور
اکثر بحار امریکا مین رہتا ہے روسی اسکا اکثر شکار کرتے ہین پوست اسکا بہت
دلدار یا موٹا اور بڑے کام کا ہوتا ہے اور دونو دانت اسکے ہزار درجہ بہتر
ہاتھی دانت سے ہوتے ہین اور بہت سفید اور لطیف ملائم اور ان کے
سنگ مرمر بہی شرمندہ ہوتا ہے۔ اور اسکی آنکھین مدور اور لامع مثل کوکب
رخشان کے معلوم ہوتی ہین قد اس جانور کا ہاتھی سے ذرا چھوٹا ہے وزن مین قریب
پچاس من کے ہوتا ہے خوراک اسکی مچھلی یا بوٹے جو سمندر کی کناری پر پیدا ہوتے ہین ہے
اور بوقت دیکھنے اوسکی شکل مہیب کو ہر بشر خوفناک ہوتا ہے اور حواس منتشر ہوجاتے ہین
لیکن یہ غریب بہت ہوتا ہے کسیکو آزار نہین دیتا ہے بلکہ جسوقت آدمی اوسکا شکار کرتے ہین
تو وہ روتا اور چلاتا ہے اور یہ دریا مین سے واسطے تلاش خوراک وغیرہ کے اٹھ

سکتے ہین اور آپس مین بڑا اختلاط رکھتے ہین اسکی شکل کو دیکھو اور رب العالمین کی صنعت
اور بیچونی کا ملاحظہ کرو ۔ وہو ہذا

دریائی گھوڑا

بیان ایک عجیب جانور کا جسکو اوسٹرچ کہتے ہین

یہ ایک عجیب پرند جانور ہے کہ اوسکا قد دو چند آدمی سے ہوتا ہے اور اسقدر قوت
اوسمین ہوتی ہے کہ دو آدمیونکو اپنے اوپر بہ آسانی لیجا سکتا ہے یہ جانور
اکثر ملک افریقہ مین پایا جاتا ہے اور اوسکی رفتار اسقدر ہے کہ گھوڑے
کا سوار اگر اوسکو پکڑا چاہے تو بھی مشکل سے اوسکے ہاتھ آوے گا جب
آدمی اوسکا شکار کرتے ہین تو وہ چکر کھا کر چلتا ہے یعنے اوسکی عادت
یہ ہے کہ وہ سیدھا نہین بھاگتا ہے بلکہ ایک نصف دایرہ مین چلتا ہے اور

آدمی اوسکے پیچھے پیچھے نہین چلتے ہین بلکہ وہ اپنے گھوڑے کو سیدھا بھگاتے ہین
یعنے قطر دائرہ مذکور پر چلتے ہین اور اس ترکیب سے جانور مذکور کو جا پکڑتے ہین
اور جا کر اوسے سونٹون سے مار ڈالتے ہین - بعض آدمی کہتے ہین کہ رفتار
اوسترچ کی بہت عمدہ اور اچھے گھوڑے سے زیادہ ہے اس جانور کو لوگ
شتر مرغ بھی کہتے ہین کسواسطے کہ اول تو اوسکا قد قریب شتر کے قد کی ہوتا ہے
اور دوم یہ کہ اوسکی گردن بہت لمبی ہوتی ہے اور مشابہ گردن شتر کے ہوتی ہے جب
آدمی اسکو شکار کرنے کے لیے اوسکے پیچھے بھاگتے ہین تو وہ اول اول سہل سہل
چلتا ہے لیکن بعد ازان جب اوسکے جسم مین گرمی آتی ہے تو وہ نہایت
بھاگتا ہے اور جب آدمی اوسے گھیر لیتے ہین تو وہ ناچار اور مایوس ہو کر اپنے
سر کو کسی جھاڑی یا ریتی مین گھسیڑ دیتا ہے اور چپکا ہو رہتا ہے - اس جانور کے
پر بہت کام کے ہوتے ہین اور اسکا گوشت بھی برا نہین ہوتا ہے اور اوسکے
گوشت کو قوم عرب کھایا کرتی ہے - ایک صاحب جو ملک افریقہ مین گئے
تھے وہ بیان کرتے ہین کہ مین نے دو پلے ہوے اوسترچ دیکھے اور واسطے
تماشے کے دو حبشیونکو اونپر سوار کروایا جب اون جانورون نے اپنی پیٹھ پر
بوجھ معلوم کیا تو وہ بھاگے اور اونکی رفتار اسقدر زیادہ تھی کہ وہ مین پاؤن رکھتے
ہوے نہین معلوم ہوتے تھے بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین سے علیحدہ علیحدہ
بھاگے جاتے ہین - صاحب موصوف بیان کرتے ہین کہ میری دانست مین کوئی
چالاک سے چالاک گھوڑا انگلستان مین نہین ہے کہ اس جانور کے برابر دوڑ سکے غرض
یہ ہے کہ یہ جانور بہت عجیب ہے اسواسطے ہم بھی اوسکی شکل مع ایک حبشی سوار کے

مندرج کرتے ہین کیا کیا عجب عجب صنعتین اور قدرتین ہمارے رب العالمین کی ہین کہ انسان اونکو دیکھکر حیران ہوجاتا ہے ❊

تصویر جانور اوسٹرج یعنی شتر مرغ

حال ایک عجیب و غریب قسم کی چیونٹیونکا

مخفی نرہے کہ پڑہنے حال ان نادر چیونٹیونکے سے عجب خالق کی شان یاد آتی ہے اور انسان کے دل پر نہایت حیرانی چھاتی ہے اس قسم کی چیونٹی ملک حبش مین ہوتی ہین اور یہ جانور کئی قسمون مین منقسم ہوتے ہین جنکا حال آگے مفصل لکھونگا ایک تعجب کی بات ان چیونٹیون مین یہ پائی گئی ہے کہ یہ عمارت اور گھر واسطے بود و باش کے ایسی ایسی عمدہ تیار کرتی ہین کہ وہ صنعت اور حکمت مین انسان کی عمارتون سے بھی

نشرف لیگئی ہین بعضی عمارتین تو یہ جانور ایسی بناتے ہین کہ وہ باہر سے مثل مخروطون مسطح یعنی گاجرون کی سی ہوتی ہین اور بعض مانند استوانون یعنے بشکل ڈہولونکے تعمیر کرتے ہین اور اون مکانون کے اندر قسم قسم کے کمرے اور دالان تشخیص ہوتے ہین اور ان مکانون کی کل بلندی بارہ فیٹ کی یعنی قد آدم سے ڈہائی گنی ہوتی ہے اور اون کے مشاہدے سے انسان کی طبیعت پر عجب طرحکی حیرانی آجاتی ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ کیا قدرت کاملہ کردگار کی ہے کہ ذرا سے کیڑے نے کیا کیا بلند عمارتین بنائی ہین اور جب یہ جانور مکان بناتے ہین تو بارہ ہی فیٹ زمین کے اندر بھی مکانات چنتے ہین اور ایک اور نہایت تعجب کی یہ بات ہے کہ ان چینٹونمین تین قسم کی خلقت ہے اول تو ان چیونٹون مین سے دار لوگ ہوتے ہین کہ وہ طول مین چوگنی ہندوستانکی چیونٹون سے ہوتے ہین اور دوم اونمین سپاہی لوگ ہوتے ہین کہ وہ سردار اون سے آدہے ہوتے ہین اور سوم درجہ کے مزدور لوگ انکا طول قدر ہندوستانی چیونٹون کے برابر ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے چیونٹون سے بہت زیادہ عقلمند ہوتے ہین کسواسطے کہ یہ بہت اچھی اچھی اور بلند بلند عمارتین تعمیر کرتے ہین اور ان کیڑونمین جو سپاہی ہوتے ہین وہ مکانون کی حفاظت کرتے ہین اور انکو سردار قوم مین سے ایک بادشاہ اور بادشاہزادی بھی ہوتے ہین اور انکے پر واسطے اوڑنے کے بھی ہوتے ہین اگر کوئی شخص اونکے مکانمین جا کر سوراخ کرے تو یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ جو سپاہی مقرر ہوتے ہین وہ خفا کر سوراخ کے پاس آتے ہین اور غل مچاتے ہین اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس بات کے متلاشی ہوتے ہین کہ وہ کونسا اونکا حریف ہے جس نے اون کے مکان مین سوراخ کیا بعد تھوڑی دیر کے

پھر مزدور لوگ اوس سوراخ کے پاس آتے ہین اور وہ اوسکو مرمت کرکے بند
کردیتے ہین اور جب ان جانورن مین سے کسیکو حمل ہوتا ہے تو وہ دو ہزار دفعہ
زیادہ موٹی ہین اور قریب ایکہزار دفعہ زیادہ وزن مین اپنے خاوندسے ہوجاتا ہے اور ہر
جانورکے اسی ہزار انڈے نکلتے ہین اور اون انڈونکو جو مزدور چیونٹی ہین بچونکو نکالکر
پرورش کرتے ہین اور اس قسم کے چیونٹونکو حبشی لوگ کہایا کرتے ہین اور اگر کوئی
شخص ان کیڑون کے گھرمین گھس جاوے تو وہ اوسی فی الفور کہا جاوین اور کچھ نہ چھوڑین

نقشہ مکانات جانوران چیونٹی

نقشہ مکانات جانوران چیونٹی
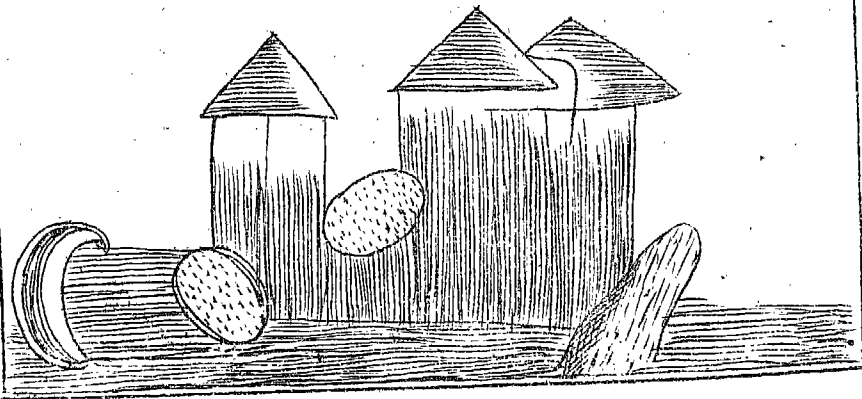
بیان جانور ویل کا

ویل ایک نہایت بڑا عجیب جانور ہے اور سمندر مین ہوتا ہے اور جتنا کہ یہ جانور
لمبا اور موٹا ہے آج تک کوئی جانور مثل اسکے دریا مین یا خشکی کی جگہ مین نہین پایا
گیا ہے اسکا قد طول مین قریب ۲۲ گز کے اور گولائی مین قریب ۱۳ گز کے اکثر ہوتا
ہے لیکن بعضے ویل ۹۰ گز کے طول کے دیکھے گئے ہین یہ ایسا بڑا مچھہ ہوتا ہے کہ
اپنی دُم کو حرکت دینے سے کشتیون کو اولٹ دیتا ہے حکماے سلف بیان کرتے
ہین کہ پہلے زمانہ مین اس قسم کے جانور بڑے بڑے سمندرون مین رہا
کرتے تھے لیکن اون سمندرون مین وہ اب نہین پاے جاتے ہین اور اوسکا
باعث یون بیان کیا گیا ہے کہ پہلے زمانہ مین اونکو آدمی شکار نہین کرتے تھے
اور نہ بڑے بڑے سمندرون مین آدمی جہاز چلایا کرتے تھے لیکن جب سے
جہازرانی کی ترقی ہوئی اور آدمیون نے اونھین دق کرنا شروع کیا تو وہ اوس
سمندر مین چلے گئے جو قطب کے نزدیک ہے کیونکہ وہان بسبب نہایت سردی
اور زیادتی برف کے جہاز نہین جاتے ہین بعض حکما نے لکھا ہے کہ ویل کی عمر ہزار
برس کی ہوتی تھی اور اس باعث سے پہلے زمانہ مین ویل بڑے بڑے ہوتے تھے کیونکہ وہ
زیادتی عمر کے ساتھہ قد مین بھی زیادہ ہوتے تھے جبسے آدمیون نے اون کو
شکار کرنا اور مارنا شروع کیا اوسوقت سے کوئی بڑی عمر اور بڑے قد کے ویل
نہین پائے جاتے ویل مین تین چیزین انسان کے فائدہ کی ہوتی ہین اول تیل
دوم عنبر جس سے اچھی اور خوشبودار اور کم دہوئین کی بتیان بنتی ہین اور
سوم ہڈی کہ اوسکے ہزارہا اسباب بنتے ہین واسطے حاصل کرنے ان تین چیزونکے

اکثر قوم فرنگینونکی انکی تلاش مین جہاز لیکر شمال کے سمندر کیطرف خصوصًا پاس جزیرہ
گرین لینڈ کے کہ قریب امریکا شمالی کے قطب شمال کے واقع ہے جایا کرتے ہین
اور ترکیب مارنے ویل کی یہ ہے کہ چار پانچ کشتیون پر چند آدمی سوار ہوکر اوسجگہ جاتے
جہان ویل دکھائی دیتا ہے جاتے ہین اور ایک آدمی ایک شخ نوکدار مثل کٹار کے
کہ جسکو بہت سی ڈور بندھی ہوتی ہے روز سے اوپر اوس جانور کی مارتا ہی اور
اس ترکیب سے اوسکو زخمی کرتا ہے اور بفور زخمی ہونے کے ویل یا تو نیچے
کو غوطہ مارتا ہے یا تھوڑا سا پانی کے اندر ہوکر آگے کو تیرتا ہے لیکن از بسکہ ڈور
ڈھیلی ہوتی جاتی ہے تو کٹار مذکور اوسکے جسم مین داخل رہتا ہے اور جب ویل
تھک جاتا ہے تو وہ دم لینے کیواسطے اوپر اوٹھتا ہے اور اوسوقت ایک دوسرا
شخص ایک اور کشتی سے ایک ایسا ہی کٹار ڈور مین بندھا ہوا طرف اوسکے پھینکتا
ہے اور اوسے زخمی کرتا ہے اور اسی طور سے اوسے کئی بار زخمی کرتے
ہین یہانتک کہ وہ ضعیف ہوکر اوپر پانی کے ٹھہر جاتا ہے اور بعد اسکے بہت
سے آدمی کشتیون پر اوسکے قریب جاکر لمبے لمبے بھالونسے اوسکو بالکل مار ڈالتے ہیں
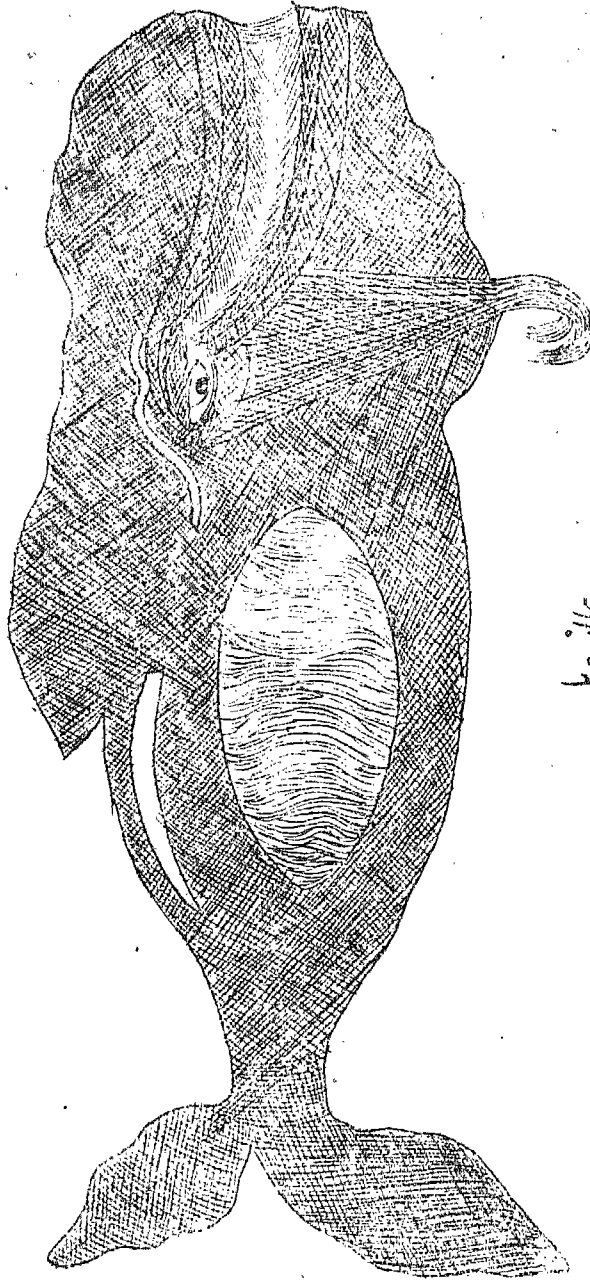
جانور وہیل

حال جانور کونگرو کا

حال اس جانور کا بھی بہت عجیب ہے اور لکھنا اسکا باعث خرسندی مطالعین کا ہوگا مخفی نہ رہے کہ یہ جانور جزیرہ نیو ہولنڈ میں پایا جاتا ہے قد اسکا قریب تین گز کے ہوتا ہے اور یہ سر کی طرف پتلا اور دم کی طرف سے موٹا ہوتا ہے سر اسکا قریب قریب مشابہ ہرن کے سر کے ہوتا ہے رنگ اس جانور کا زرد ہوتا ہے اور نہایت عجیب بات اسکی حال میں یہ ہے کہ اوسکے پیٹ میں ایک تھیلا ہوتا ہے اور اوسمیں وہ اپنے بچونکو جب رکھ لیتا ہے مثلاً جب وہ کہیں جاتا ہے اور اوس وقت اپنے بچونکو تھیلہ مذکور میں ڈالکر چلا جاتا ہے ایک سیاح نے ایک ایسا کانگرو دیکھا ہے کہ اوسکا طول نو فیٹ کا یعنی قریب تین گز کے تھا یہ جانور آدمی سے بہت ڈرتا ہے اور جب اوسے آدمی نظر آتا ہے تو بڑی بڑی زقندیں مارکر اوس سے بھاگ جاتا ہے شکل اس جانور کی نہایت خوب ہوتی ہے اور ہر وقت دیکھنے کے اوس جانور کو عجب قدرت الٰہی نظر آتی ہے چنانچہ اوسکی تصویر بھی ہم اس جاے درج کرتے ہیں   باب اول بفضل رب العالمین انجام ہوا

جانور کونگرو

باب دوم مملو مضامین پند آگین
قناعت

قناعت ایک نیکی عظیم ہے اور اس سے وہ خوبی مراد ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان
تھوڑی سی آمدنی پر گذارہ کر لیتا ہے اور جس حالت مین اللہ تعالے نے اوسے
رکھا ہے اوسمین وہ خوش اور شاکر رہتا ہے اگر سب انسان یا اکثر صاحب قناعت
ہوتے تو دنیا مین جسقدر کہ جو رنج اور تکلیفین اب دیکھی جاتی ہین اوس سے آدہی
بھی نہ مشاہدہ کیجاتین واضح ہو کہ انسان کو حرص اور لالچ اور بلند نظری بہت
خراب کرتی ہے بسبب ہوس کے انسان بہت سی مصیبتون مین گرفتار ہوتا ہے
لیکن بادشاہ سے لگا کے غریب تک ہوس سے کوئی خالی نہین ہے یہ سب کو
دامنگیر ہے اور اوسنے سبکو اس دنیا کی مصیبتون مین مبتلا کر رکھا ہے اکثر مشاہدہ
کیا جاتا ہے کہ آج ایک آدمی علاقہ وزارت کا حاصل کرتا ہے کل اوسکی گردن ماری
جاتی ہے آج ایک بادشاہ ملک گیری کر رہا ہے کل وہ مقتولین مین شمار
کیا جاتا ہے اور اوسکی سلطنت اور دولت اور حشمت بیگانون کے ہاتھ لگتی ہے
باعث اسکا یہ ہے کہ اس قسم کے آدمیون مین قناعت بہت کم پائی جاتی ہے اگر انکو
نہایت دولت اور حشمت حاصل ہو جائے پھر بھی وہ واسطے زیادتی اوسکی
کے کوشش کرینگے اور اس کوشش مین کسی خوف سے نہین ڈرتے ہین
اور بالکل بیباک ہو کر جو بات چاہتے ہین اوسے عمل مین لاتے ہین بادشاہونکو
یہ خیال نہین ہوتا ہے کہ جتنا ملک اونکے قبضہ مین ہے وہی کافی ہے اور بجائے
اوسکے ملک گیری کرنے کے اپنے ملک کا انتظام کرین بلکہ وہ اور ملک پر چڑہائی کرکے انکو

اور فتح کرتے مین پھر وہ ایک اور مہم اختیار کرتے ہین اوسمین وہ مارے جاتی ہین
اور ساری اونکی دولت او حشمت ایک لحظہ مین بسبب بے قناعتی کے جاتی
رہتی ہے اہل روم جنکی دار السلطنت شہر رومیہ کبرے تھا اسقدر بلند نظر تھے
اور خالی قناعت سے کہ باوجود حاصل ہونے بہت سے ملکون کے پھر بھی وہ
ملک گیری سے باز نہین رہے نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اور قومین اونپر غالب آئین اور
اخیر کو وہ نہایت کمزور ہوگئے یہانتک کہ چند روز مین سلطنت اونکی خاک مین ملگئی
اور نام و نشان باقی نرہا جو شخص قناعت نہین رکھتے ہین وہ ہمیشہ ناخوش اور ناراض
رہین گے اگر اون پاس دولت ہے وہ پھر بھی محتاج رہین گے کسواسطے کہ اونمین
قناعت نہین ہے جو شخص قانع ہے وہ اپنی حالت مین خوش ہے اور
کسی چیز کی احتیاج نہین اوسے محتاج کیونکر کہہ سکتے ہین اور اگر ایک آدمی
پاس بہت دولت و حشمت ہے اور پھر بھی وہ کسی شے کا محتاج ہے
اوسے کیونکر متمول کہہ سکتے ہین اکثر ایک سپاہی جس کی اوقات چار پانچ
روپیہ کی ہے زیادہ خوش ہوتا ہے بہ نسبت اپنے بادشاہ کے اور سبب
اسکا یہ ہے کہ یہ غریب آدمی سوکھی روٹی کھاکر خوش رہتا ہے خلاف اسکے
بادشاہ مذکور کو یہ آرزو رہتی ہے کہ فلانا ملک فتح کیجیے اور مہم اختیار کیجے
صاحب قناعت بہت سی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے وہ اون جھگڑون مین نہین خلل
دیتا ہے جن سے دل پر خلل اور رنج پہنچتی رہتی ہے اوسکو اپنے جھونپڑے مین
زیادہ تر آرام اور آسایش ہوتی ہے بہ نسبت ایک امیر کو اپنے محلون آراستہ
سے بہم پہونچتی ہے اسکی مثال مجھے یہان خوب یاد آئی ہے واضح ہو کہ

ڈایونیشس بادشاہ جزیرہ سسلی کا تھا اور ایک شخص ڈیموقلیس اوسکے واقف کارون
مین تھا ڈیموقلیس اکثر شان و شوکت سلطانی مشاہدہ کرکے بہت حسرت
سے کہا کرتا کہ دیکھو سلطنت مین کس کس قدر آرام اور عیش و عشرت
ہوتی ہین اگر بادشاہ بوقت دن کے یہ کہتا ہے کہ رات ہے تو سب مصاحب
عرض کرتے ہین فی الحقیقت رات ہے جو اوسکی منھہ مین سے بات نکلتی ہے
وہ فوراً عمل مین آتی ہے بلکہ اوسکی اشارہ ہی سے کام نکلتا ہے ساری خلقت
اوسکی چہرہ کو دیکھتی رہتی ہے اگر اوسکی چہرہ پر خوشی ہوتی ہے تو سب خوش
ہین اور اوسکی خوشامد کرتے ہین اور اگر اوسکو ذرا بھی ملول پاتی ہین تو مانند
بید کے کانپتے ہین اگر وہ چاہے تو ایک ضعیف آدمی کو امیر بنا دے اور ایک امیر ذیشان
و شوکت والے کو ایک لحظہ مین خاک مین ملا دے ڈایونیشس اکثر یہ باتین حسرت کی ڈیموقلیس
کی سنا کرتا ایکدن اوس بادشاہ نے ڈیموقلیس سے یہ فرمایا کہ تو جو حسرت سلطنت کی کیا کرتا
ہے تو اسکا مزا چکھہ لے اور چند روز کے واسطے تو بادشاہت اختیار کر چنانچہ ایسا ہی
ہوا ڈیموقلیس نے تخت سلطانی پر جلوس فرمایا اور سب امیرون نے نذرین گذرانین
اور آداب بجا لائے جب وقت طعام نوش کرنے کا ہوا تو ڈیموقلیس ایک بہت نفیس مکان مین
گیا اور وہان دیکھا کہ بہت اچھی اچھی نعمتین چنی ہوتی ہین اور نہایت اچھی فرش بچھے
ہوئے اور آراستہ ہین اور نوجوان خدمتگار حاضر ہین کوئی مورچھل ہلاتا ہے کوئی
کوئی رومال لیے کھڑا ہے اور کوئی شراب کا پیالا لیے ہوئے کھڑا ہے بہت اچھے باجے
بج رہے ہین اور خوش الحان پریان اپنے ناچنے سے حاضرین کو مسرور کرتی ہین اور سب
کی آنکھین طرف ڈیموقلیس کے لگی ہوئی ہین کہ جو وہ حکم دے وہ فوراً

عمل میں آوے جسطرف ڈیموقلیس اپنی نظر اوٹھاکر دیکھتا ہے اوسیطرف سے حاضرین
تسلیمات بجالاتے ہیں اور حسین خدمتگار بہت انکسار کے ساتھ تبسم کرکے اوسکو
دلکو خوش کرتے ہین القصہ ڈیموقلیس نے کھاتے کھاتے جب مکان کی چھت
کیطرف نظر کی دیکھتا کیا ہے ایک چمکتی ہوئی شمشیر ایک بال سے بندھی ہوئی ٹھیک
اوسکے سر پر آویزان ہے اسطرح سے کہ اگر ذرا بھی جنبش کھاوے تو وہ بال میں سے
ٹوٹ کر ڈیموقلیس کے سر پر گر پڑے اور اوسے ہلاک کرے یہ مشاہدہ کرکے ڈیموقلیس کے
حواس پراگندہ ہوگئے اور سارے عیش و عشرت کو بھول گیا اوسوقت وہ سب نقش و نگار
آلودہ معلوم ہونے لگے اور خوبصورت چیزیں سب بری و بدنما لگیں یہان تک کہ اوس سے
وہان بیٹھا نگیا اور وہانسے اوٹھکر ڈایونیشس بادشاہ قدیم کے قدمون پر گرا
جب بادشاہ قدیم نے استفسار حال کیا عرض کیا کہ مین ایسی بادشاہت سے باز آیا کسی
دشمن نے میرے سر پر تلوار لٹکا رکھی ہے قریب تھا کہ مین مر جاتا مین یہ چاہتا ہون
کہ بادشاہت آپ ہی کو مبارک ہو اور مین اپنی غریب حالت ہی مین خوش رہونگا
ڈایونیشس نے یہ فرمایا کہ اے ڈیموقلیس تجھے یہ خیال کرنا چاہیے کہ بیرونی حالت کو
کو مشاہدہ کرکے تو اپنے تئین مصیبت زدہ تصور کرنے لگے تو نہین جانتا کہ بادشاہت مین
بہت رنج ہوتا ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ سب انسان اپنی اپنی حالت پر
قناعت کرین اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ حرص اور قانع ہونے سے کیا کیا نقصان پیدا
ہوتے ہین ڈیموقلیس نے حرص کرکے کیا پھل پایا اگر وہ تھوڑی دیر اوسی مکان مین بیٹھا
تلوار ٹوٹ کر اوسکے سر پر آن پڑتی اور اپنی حرص ہی مین ہلاک ہوتا غرض یہ ہے
کہ انسان کبھی حرص نکرے جس حالت مین خدا نے اوسی رکھا ہے اوسی حالت مین

شاکر اور خوش رہے اور یہ سوچے کہ خدا نے جو مجھے اس حالت میں رکھا ہے کچھ فائدہ دیکھ
لیا ہوگا یا اوسکے نزدیک یہی مناسب ہوگا غرض یہ ہے کہ جو شخص مرضی الہی سے
باہر نکلکر دام حرص میں گرفتار ہوگا بیشک یہاں بھی وہ حقارت اور ذلت اوٹھائیگا
علاوہ اسکے یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ ہمارے پروردگار کی نظروں میں بیوقار ہو جائیگا
بیت قناعت بہر حال اولے تر است + قناعت کند ہر کہ نیک اختر است ::

عبادت

اگرچہ عبادت کے فوائد یہاں لکھنے کچھ ضرور نہیں ہیں کسواسطے کہ خورد و کلان پر فوائد عبادت
کے ظاہر اور باہر ہیں لیکن چونکہ اکثر خلقت عبادت کرنے اپنے معبود کی سے
بالکل غافل اور کاہل ہیں لہذا چند سطور در باب عبادت کے رقم کرتا ہوں اور ناظرین
سے امید واثق رکھتا ہوں کہ اسپر غور اور عمل کریں واضح ہو کہ یہ دنیا چند روزہ اور جای
امتحان ہے ہر شخص کی نیکی اور خداپرستی اور استقلال یہاں اللہ تعالے آزماتا ہے
اور جو کوئی نیکیاں کرتا ہے تو وہ عاقبت میں اللہ تعالی کے ہاں مورد انعام کا ہوتا ہے
اور خدا تعالے اوس شخص سے نہایت خوش ہوتا ہے پس جسوقت یہ ثابت ہوا کہ
یہ دنیا فانی اور ناپائدار اور جاے امتحان ہے پھر کیوں اکثر لوگ عبادت سے پرہیز کرتے ہیں
ہم اکثر امیروں کو دیکھتے ہیں کہ اونکو ذرا طرف اپنے معبود کے توجہ نہیں ہوتی ہے
اور تمام روز و شب اونکے عیش و عشرت میں گذرتے ہیں اور عاقبت کا خیال اونکے
دل سے بالکل مٹ جاتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارا پروردگار ہمسے ایک روز
ہمارے عملونکو پوچھیگا تو ہم کیا جواب دینگے واسطے اون لوگوں کہ وہ ذرا اس طرف
پر خیال نکرکے اس دنیا کی ناپائدار لغو عیش میں مشغول ہوتے ہیں اور اچھے اچھے نیکیاں

کام اور عبادت کردگار کی کرکے پائدار خوشیون اور عیشونکو نہین حاصل کرتے ہین انکو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم جو یہان عیش مین مشغول اور مشغوف ہین تو یہ چند روزکے ہین اور نتیجہ انکا برا ہے اور ہم جو یہان اپنے اوپر سختی اوٹھاکر اللہ تعالے کی عبادت اور جو جو احکامات الہی ہین اونکو بجا لاوینگے تو ہمکو عاقبت مین انکا نتیجہ اچھا ملیگا اور بہ سبب عیشون اس جہان فانی کے وہان عیش کروڑون درجہ زیادہ نصیب ہونگے اب ہماری اسنجا سے یہ بھی مراد نہین ہے کہ بالکل سب عیشون کو ترک کرکے اونکا تارک دنیا ہو جاوے یہ بھی حکم الہی نہین ہے کہ اس دنیا کو چھوڑدو بلکہ یہ ہے کہ اس دنیا مین رہو اور عیش کرو لیکن مجھے نہ بھولو اور یہ بھی نہ ہو کہ ان عیشون مین پھنسکر میری عبادت اور نیک کامون مین مشغول نہو اب ہم یہان سب پر اعتراض نہین کرتے ہین بلکہ اکثر لوگون مین یہ پایا گیا ہے کہ عبادت اللہ سے اور اور نیک کامون سے محترز ہین اب یہان سے سب خاص و عام کو چاہیے کہ عبادت اللہ اور کرنے نیک کامون سے کبھی مجتنب نہوین آیندہ اختیار بدست مختار سمجھانا ہمارا کام ہے چاہے کوئی عمل مین لاوے یا نہ لاوے ❖

حال سخاوت کا

نہایت بزرگ نیکیون مین سے سخاوت بھی ایک بڑا اسجا ہے ہم معنی سخاوت کے یہی نہین لیتے ہین کہ کسی شخص کو روپیہ پیسے یا کھانے کپڑے سے مدد کرنا بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی اور کو اچھی صلاح بتادے یا گمراہی سے راہ پہ لے آوے یا اوسے علم سکھاوے یا کسی اور مصیبت مین سے خلاص کرے تو یہی شخص سخی ہے الغرض جو شخص اپنا کسیطرح کا ہرج ذاتی کرکے

دوسرے کی آرام کے واسطے کوشش کرے وہ شخص بیشک سخی ہے جسوقت
تعریف سخاوت کی ہوچکی تو لازم ہے کہ ہم اوسکے فوائد کثیر کا جو خلقت کو پہونچتے ہین
بیان کرین اور غور کرو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے نیکی سخاوت
کی انسان کو اس مدنظر سے بخشی ہے کہ جو جو انسان موافق احکام اور قوانین اللہ
تعالے کے بیکس اور مصیبت زدہ ہون اونکے حیات اور گذارہ کے واسطے او
انسان جنکے قواے درست ہین کوشش کرین اگر سخاوت انسان مین نہوتی
تو حقیقت یہ ہے کہ انسان انسانیت سے خالی ہوتا ہزارہا اشخاص جو اب کوشش
نہین کرسکتے ہین بسبب نہونے کھانے یا پوشاک کے قطعًا جہان فانی سے
روانہ ہوا کرتے اور کسی کو اونکے باب مین کچھ خیال بھی نہوتا اطبا غریبون اور
محتاجونکی نبض تک بھی نہ دیکھتے اور نہ کوئی اسپتال محتاجونکے لیے ہوتا بازارون اور
کوچون مین لاشین محتاجون اور فقیرونکی نظر آتین جو بسبب یا تو بھوک یا نہونے پوشاک کے
یا نہونے علاج اونکی بیماری کے مرجاتے یہ دنیا جو کہ باغ کے مانند بوجہ استعمال
اس نیکی بزرگ کے کھلی ہوئی ہے مانند ایک دوزخ کے نظر آتی اور انسان اور
چرند و پرند جانورونمین کچھ فرق نہین ہوتا اور چند روز مین خلقت خدا کی ویران
باقی رہتا و اسکے سواے آرام اور خوشی کے جو بیکسون اور محتاجون کو بذریعہ سخاوت
کے پہونچتی ہین ایک فائدہ عظیم یہ ہے کہ سخی آدمی کو عجب طرح کا سرور حاصل ہوتا ہے
کہ وہ نہ تو ناچ دیکھنے سے آتا ہے اور نہ پلاو کھانے سے اور نہ شراب پینے سے یہ
خوشیان ناپائدار مانند ہوا کے ہین جبتک ہم ناچ دیکھتے ہین ہم خوش ہوتے ہین
لیکن انسان ہمیشہ قابل ناچ دیکھنے کے نہین ہوتا انسان پر ہزارہا طرح کی

مصیبتین اور تکالیف ہوتی ہین اون تکلیفات کے وقت نام سے سرور نہین حاصل
ہو سکتا ہے اوسوقت بلاؤ بدمزہ معلوم ہوتا ہے اور شراب کڑوی لیکن
جو سرور سخاوت سے حاصل کرتا ہے وہ ہر مصیبت کو خوشی سے سہہ سکیگا کیونکہ
اوسکو یہ دلجمعی ہے کہ مین نے موافق مرضی اللہ تعالے کے کام کیا
ہے اگر اوسکو نہایت سخت بھی بیماری ہو یا وہ نہایت مفلس ہو اوسے کچھ پروا
نہین ہوگی کیونکہ اوسکا دل تسلی سے وہ خیال کرتا ہے کہ بیماری اور مفلسی فقط جسم کو
رنج دے سکتی ہین اور چند روزکی ہین بعد اسکے مجھے اس نیکی کے ثمرہ مین بہت کچھ ملیگا
یہ بات تو سب آدمیون پر روشن ہوگی کہ جسوقت کوئی کار سخاوت کا کوئی آدمی
کرتا ہے اوسکو ایک عجب طرحکی خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ خوشی اللہ تعالی
کی طرف سے ہے بعض مکار یہ کہا کرتے ہین کہ انسان نمود اور اپنی تعریف
بہت چاہتا ہے اسواسطے اور ونکو دکھلانے کے لیئے وہ سخی ہو جاتا ہے
اس جاپے ہم دو سوال کرتے ہین اول تو یہ کہ اور شخص کیون اوسکی تعریف
کرتے ہین اور تعریف بھی دلی بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب انسان کے
دل پر یہ نقش ہے کہ سخاوت ایک بڑی نیکی ہے اور سخی آدمی لائق تعریف
کے ہے علاوہ اوسکے اکثر یہ واقع ہوتا ہے کہ بوقت سخاوت کرنے کے سوا
سخی اور شخص کے جسپر سخاوت کی گئی ہے اور آدمی نہین ہوتا ایسی صورت میں
بھی سخی کو نہایت خوشی ہوتی ہے اب ہم دریافت کرتے ہین اس بات کو
کون کون اشخاص مستحق سخاوت کے ہین یعنے وہ کون آدمی ہین کہ جنکی
مدد کرنا ہر انسان پر لازم ہے اب واضح ہو کہ فقط وہ آدمی

جو اپنی زندگی کے لیے کوشش نہین کر سکتے ہین وہی مستحق سخاوت کے ہین علاوہ ازین
وہ مستحق سخاوت کے ہین جن پر یکایک کوئی آفت ناگہانی آجاوے یا جو ایسے اشخاص
ہین جو ایک دفعہ کی مدد سے قابل اس بات کے ہو جاوینگے کہ آیندہ کو وہ اپنے
گذارے کے واسطے کوشش کر سکین گے یا وہ آدمی جو ایسی مصیبت مین
ہین کہ وہ فقط اپنی کوشش سے اپنے تئین اوس مصیبت سے خلاصی نہین
کر سکتے سوا ایسے آدمیون کے اور آدمیون پر جو اپنی کوشش سے
اپنا گذارہ کر سکتے ہین سخاوت کرنا فقط بیفائدہ ہی نہین ہے بلکہ ایک طرح کی
خطا ہے اور موجب رنج اور مصیبت خلقت خدا کا ہے اکثر اشخاص اہل
ہند کی یہ رائے ہے کہ خواہ کسی شخص پر سخاوت کرو سخاوت ہر صورت مین مفید اور
اچھی ہے واضح ہو کہ یہ اونکی بڑی غلطی ہے ہمنے ابھی بیان کیا ہے کہ علت غائی سخاوت
کی پہونچانا آرام اور جہان تک بنے وہان تک کم کرنا رنج اور مصیبت خلق خدا کا
ہے اب یہ بات صریح ظاہر ہے کہ غیر مستحق کو فائدہ پہونچانا گویا مستحق کو محروم رکھنا ہے
کسواسطے اس دنیا مین وہ اشخاص جو مستحق سخاوت کے ہین یعنے جو اپنی کوشش
سے اپنا گذارہ نہین کر سکتے تھوڑے سے نہین ہین بلکہ بیشمار ہین پس اس صورت
مین یہ بات کوئی سخی نہین کہہ سکتا کہ مین سب محتاجون اور مستحقون پر سخاوت
کر چکا اسواسطے مین اب آدمیون کے لیے مدد کرتا ہون جو محتاج نہین ہین
یعنے جو اپنے گذارہ کے لیے کوشش کر سکتے ہین - جب یہ حال ہے دنیا کا
تو صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص سخاوت بیجا کرے گا وہ گویا محتاجون کے
استحقاق تلف کرتا ہے مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص فقط اتنا مقدور رکھتا ہو

دس روپیہ مہینا خیرات اور سخاوت مین خرچ کرے اب وہ یہ بات بچاہی کہ بجیہ
دس روپیہ بیس آدمیون ہٹے کٹونکو دیوی کہ وہ اگر ذرا بہی محنت کرین تو اپنی
قوت گذاری کرسکتے ہین اوسے چاہیے کہ دس بیکسون کو مثل اندہون
لنگڑون لولون اور کوڑہیون اور اور آدمیون کے جو اپنے گذارے کے واسطے
کوشش نہین کرسکتے دیوی اب اگر کوئی سخی پہلی قسم کے آدمیون پر سخاوت کرے تو جو مستحق
ہین سخاوت کی اونکو محروم رکھیگا جو اشخاص محنت کرسکتی ہین اگر اونکو وہ اپنی دس روپیہ نہ دے
تو وہ ناچار ہوکر کوشش کرینگے اور اپنا گذارہ کرسکین گے لیکن وہ بیچارے جنکی قوت
درست نہین وہ بیشک مرجائینگے اب اسکا عذاب اوس شخص جسنے سخاوت بیجا
کی ہے پڑے گا۔ مرقومہ بالا سے یہان کے لوگونکو خصوص اہل ہنود کو نہایت
غور کرنا چاہیے کیونکہ اہل ہنود چھانٹ چھانٹ کے ایسے آدمیون پر سخاوت
کرتے ہین جو ہٹے کٹے ہین اور جو خوب اچھی طرح سے کوشش کرسکتی ہین ہمنے بچشم خود
دیکھا ہے کہ یہان کے صاحب سرمایہ دار اور مہاجن وغیرہ سیکڑون سنڈے مسنڈے لوگون
کو جو باجی کھلاتے ہین کھانا کھلاتے ہین اور نقدی پیش کرتے ہین اگر کوئی
دیکھے تو ان فقیرونکے یہ قوے ہوتے ہین کہ وہ مانند پہلوانون کے ہوتے ہین
اب ذرا غور کرنا چاہیے کہ ان کاہل وجاہل مفت خورونکی مدد کرنا کتنا محتاجونکو اونکے
استحقاق سے محروم رکھنا ہے اکثر اہل ہنود یہ سمجھتے ہین کہ ان فقیرونکی دعا سے نجات
ہوتی ہے اور خدا خوش ہوتا ہے افسوس ہزار افسوس کیا انکی عقل ہے کہ
ان جیسونکی دعا خدا کے یہان قبول ہوگی واضح ہو کہ خدا منصف ہے اور چاہتا ہے
کہ مستحق اپنے استحقاق سے کبھی محروم نہ ہے اور جو باعث محروم رکھنے کا ہو

اوسپر اوسکا غضب بیشک آتا ہے ۔

سستی کے بیان مین

حکمایان اور دانایان سلف نے کہا ہے کہ سستی سے ہر طرح کی آفت پیدا ہوتی ہے
اگر غور کیا جاے تو یہ قول حکما کا بالکل صحیح دریافت ہوگا سستی مانع ہے واسطے
تحصیل کسی قسم کے علم اور فن اور ہنر کے کیونکہ جو شخص سست ہوگا ممکن نہین کہ وہ
کوئی علم تحصیل کرے یا کسی فن یا ہنر مین کمال حاصل کرے بہت سے آدمی بہت فہیم
اور عاقل ہوتے ہین لیکن بسبب سستی کے اونسے کچھ نہین ہوسکتا ہے اور جو
لوگ اونکے برابر ذہن نہین رکھتے ہین بلکہ پہلے درجے کے کند ذہن اونسے ہر بات
مین آگے نکل جاتے ہین اور سست آدمی پیچھے رہجاتا ہے اور ہمیشہ پشیمان رہتا ہے
جو جو استعداد اور لیاقتین خدا تعالے نے اوسے بخشی ہین وہ سب بیکار رہتی ہین
یہ استعدادین اور لیاقتین مانند اون بیج کے ہین جو کسان بنجر زمین مین ڈالتا ہے
الغرض بسبب سستی کے ساری عنایتین اور بخششین اللہ تعالی کی بیکار اور ضایع
ہو جاتی ہین دیکھا گیا ہے کہ دو شخص ایک ہی باپ کے بیٹے اور ایک ہی گھر
مین پرورش پاے ہوے اور دونون کی ایک طرح کی نازبرداری اونکے باپ دادا کو
منظور تھی پھر بھی ایک تو فاضل ہوا اور دوسرا جاہل ایک علاقہ دار ہوا اور دوسرا محتاج
اور بے روزگار ایک معزز اور صاحب وقار اور دوسرا ذلیل اور بے مقدور اور
جب باعث اس فرق عظیم کا دریافت کیا گیا ہے تو ظاہر ہوا ہے کہ ایک اونمین کا
سست اور کاہل ہے اور دوسرا محنتی اور چالاک ایک نے اپنی اوقات عزیز لہو ولعب
مین ضایع کی اور دوسرے نے مطالعہ کتب اور صحبت عاقلون مین

صرف کی جو آدمی سست ہوتا ہے ظاہر ہے کہ وہ بیروزگار ہوگا پس اپنی اوقات گذاری
کے واسطے یا تو وہ گدائی اختیار کریگا یا چوری کریگا اور باعث کرنے ایسے بدکاموں کے
وہ گرفتار انواع اقسام کی عقوبتوں کا ہوگا اور لعنت اور ساری خلقت کی اوسکے اوپر ہونے
لگیگی سوا اسکے جب ایک آدمی کو کام نہیں ہوتا ہے تو اوسے اپنے دن کاٹنے
مشکل ہوگئے ہیں اور اوسکو بری بری باتیں سوجھتی ہیں وہ برے شغل
واسطے اپنی بہلاوٹ کے اختیار کرتا ہے اور اس کے سبب اوسپر خرابیاں
واقع ہوتی ہیں برخلاف اسکے جو شخص محنتی ہیں وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں اونکا
وقت اچھے کام میں گذرجاتا ہے اور اونکی روز بروز ترقی ہوتی ہے اونکے
دوست اور رشتہ دار اونکی ترقی سے سرور حاصل کرتے ہیں اور سب اونکی
تعظیم اور عزت کرتے ہیں سست آدمی اکثر کہا کرتے ہیں کہ ہمارے کرنے سے کیا
ہوتا ہے جو ہماری قسمت میں لکھا ہے وہی ہوگا اور اس ترکیب سے اپنے
الزام کو بیچاری قسمت پر ڈالتے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ کوشش کرنا انسان پر
فرض ہے اور اگر مقصد بعد کرنے کوشش کے بھی حاصل نہو تو اوسوقت الزام
لگانا قسمت پر چاہیے لیکن جب تک کہ آدمی حتی الامکان مشقت اور کوشش
نہ کرلے اوسوقت تک اوسکو یہ حق نہیں پہنچتا کہ الزام دینے والا قسمت کا ہووے
وہ شخص بڑا نامرد ہے جو محنت اور مشقت سے چھپکر آرام ڈھونڈھے واضح
ہو کہ آرام اوسی کے واسطے ہے جو کہ محنت سے نہیں چھپتا جو اپنی ذات سے
محنت اور مشقت نہیں کرتے اونکو ہزار طرح کی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں
اور بہت سی عادتیں بری اونکے ساتھ لگ جاتی ہیں جس شخص کا وقت

کاروبار مختلف ہین بٹا ہوتا ہی اوسکا دن بے معلوم گذر جاتا ہے اور اوسکے گھنٹے
پلون کے اوڑ جاتے ہین برخلاف اسکے سست آدمی کا ایک لمحہ مانند برسونکے دراز
ہوجاتا ہے وہ بسبب زیادہ لیٹنے اور نکمے بیٹھے رہنے کے ضعیف و ناتوان
ہوجاتا ہے ہمیشہ آرام کرنے سے آرام بھی ایک باعث بے آرامی کا ہوجاتا
ہے جو لوگ عاقل ہوتے ہین گو اونھین اپنی اوقات گذاری کے واسطے
کچھ پروا نہین اور بہت سا سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہین لیکن پھر بھی وہ کچھ کام
محنت کا کیا کرتے ہین تاکہ آسایش بدن کو رہے اور بروقت آنے کسی کار
محنت کے اوس سے بری ہووین چنانچہ اکثر مشاہدات سے یہ دیکھا گیا ہے
کہ جو امیر اور بادشاہ لوگ محنت سے گھبراتے ہین اور عیش و عشرت مین
مشغول رہتے ہین اونکو نتیجہ اوسکا بہت برا ملا ہین یعنے اگر کوئی اونپر غنیم
یا دشمن اونکا چڑھ آیا ہے تو بسبب اونکی عادت سست اور نکمے ہونیکے وہ کچھ
کوشش نہ کر سکے ہین اور اپنے ملک کو مفت برباد کر دیا ہے اب اس ہمارے
شہر شاہجہان آباد مین اکثر لوگ اعلے سے ادنے تک طرف عیش کے
بہت مائل ہین اور ذرا سی محنت اپنے ہاتھ سے نہین کرتے اور اگر کوئی کام
بسبب لاچاری کے کرنا پڑتا ہے تو اوسے نہایت بے دلی سے انجام دیتے ہین
اور یہ نہین جانتے کہ محنت کرنا ہر شخص پر فرض ہے اور اسی سے صحت بدن مقصود ہے
ہم اکثر امیر اور امیرزادونکو بسبب عیاشی و کاہلی وغیرہ کے شاکی کمزوری
اور اختلاف بیماریونکا پاتے ہین الغرض مشقت ایک وسیلہ آرام کا
شروع مین تو آرام نہین ہوتا اب مناسب ہے سپاہی اور عوام اور اعلے اور ادنے کو چاہیے

کہ سستی کو کار نہ پوین اور حتی الوسع محنت سے دست بردار نہووین ۞

عالی حوصلہ ہونا

واضح ہو کہ عالی حوصلہ وہ شخص ہے جو کہ اپنے اوپر زحمت اوٹھا کر اورونکی بھلائی
مین مصروف ہووے جو شخص کہ عالی حوصلہ ہوگا وہ ہر دل عزیز ہوگا لوگ اوسکی ثنا
خوان ہوتے ہین اور اوسکی مجلس سے خوش ہوتے ہین علاوہ اسکے کہ اس دنیا کے
لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین وہ اللہ تعالے کے یہان بھی مورد انعام و اکرام
کا ہوگا عالی حوصلہ ہونا بھی ایک حکم احکامات الہی مین سے ہے ایک کتاب مین
ایک حکیم دانشور نے اس باب مین بہت خوب لکھا ہے چنانچہ ہم اوسکے قول کا بجنسہ ترجمہ کرکے
حوالۂ قلم کرتے ہین اور چاہیے کہ سب لوگ اسپر عمل کرین قولہ پیار کرو تم اپنے دشمنونکو اور عزیز رکھو
اور مہربانی کرو تم اوپر اونکے جو کوستے ہین تمہین ۞ بھلائی کرو واسطے اونکے جو ناپسند کرتے
ہین تمہین ۞ اور دعا مانگو واسطے اونکے جو آزار دیتے ہین اور دق کرتے ہین تمہین
تب تم نزدیک ہمارے پروردگار کے عزیز ہوگے ۞ حقیقت یہ ہے کہ جو جو باتین
کہ حکیم موصوف نے اوپر لکھی ہین جس کسی مین یہ ہین اوسی شخص کو عالی
حوصلہ کہنا چاہیے اسوقت مجھے بہت عجیب ایک مثال درباب عالی حوصلہ ہونیکی یاد آئی اوسکو
ثبت کرتا ہون ناظرین کو لازم ہے کہ اسپر غور کرین مخفی نرہے کہ ایک شخص نے ایک دوسرے کے
بیٹے کو مار ڈالا اور مار کر بھاگ گیا اور بھاگ کر اوسی شخص کے باغ مین جسکا بیٹا
اوسنے مارا تھا چھپ کر پناہ لی اور اس بات سے غافل تھا کہ یہ باغ اوسی شخص کا ہے جسکے بیٹے کو مین نے
قتل کیا ہے جبکہ مالک باغ نے اوس سے پوچھا کہ تو باغ مین کسواسطے آیا ہے تو اوسنے
اظہار کیا کہ مجھے لوگ مارتے ہین سو مین نے آپ کے باغ مین آکر پناہ لی ہے

آپ میرے بیٹے کے قاتل ہیں بچا بیٹے مالک باغ نے اوسکو بہت تواضع سے کہا کہ یہ باغ حاضر ہے آپ
اسمین آرام کیجیے لیکن بعد اسکے مالک باغ کو خبر ہوئی اور یہ ثبوت کو پہنچا کہ یہی
شخص جسنے میرے باغ میں پناہ لی ہے قاتل ہے میرے بیٹے کا ہے بوقت ثبوت ہونے
اس بات کے صاحب باغ نے اوس شخص سے کچھ نہ کہا اور یہ سوچا کہ اس شخص نے میرے
باغ میں پناہ لی ہے تو یہ مقتضائے مروت سے بعید ہے کہ میں اس سے کچھ عوض لوں
اور اوسے رہا کیا اور آپ اللہ کی مرضی پر صابر رہا تو اب وہ شخص کو عالی حوصلہ
کہنا چاہیے اور اوسکی عالی حوصلگی پر صدہا تحسین و آفرین کرنی لازم ہے اب سوچنا چاہیے
کہ اس شخص نے اپنی عالی حوصلگی سے کتنا نام پیدا کیا اور ضرور ہے کہ اوسکی اللہ تعالی کو بہت
بھی عزت ہوئی ہوگی کیوں نہو جو کوئی اللہ کی مرضی پر چلے گا وہی ضرور
کامل اور فائدہ وافی حاصل کریگا نتیجہ اس تمام مضمون کا یہ ہے کہ انسان حتی المقدور عالی حوصلہ
ہونے میں کوشش کرے عالی حوصلہ شخص کی آدمی بڑی عزت اور ادب کرتے ہیں علاوہ
اسکے وہ نیک نام اور شہرہ آفاق تمام جہان میں ہو جاتے ہیں

سچ بولنے کے فائدے

سچ بولنے سے بڑے بڑے اور بہت بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں لیکن افسوس کہ
آج کل اس عمدہ بات پر اکثر لوگ ذرا خیال نہیں کرتے ہیں اور اکثر جھوٹ بولنے کو استعمال
میں لاتے ہیں۔ سچ بولنے والے کی سب اشخاص عام و خاص عزت کرتے ہیں اور سب
لوگ اوسکا اعتبار اور بھروسا کرتا ہے اور ہر ایک امر میں ہر ایک شخص اوسکی
صلاح چاہتا ہے علاوہ ازیں سچ بولنے والے کا دل صاف اور بے فکر رہتا ہے
برخلاف اسکے جو جھوٹ بولے گا وہ ہمیشہ رنج اور فکر اور مصیبت میں رہیگا اگر وہ ایک بات

جھوٹ کہیگا تو اوسکو ہزار جھوٹ باتین اور واسطے سچ کہنے اوسکی بات کے کہنی پڑینگی
اور ہمیشہ فکر اور رنج مین رہیگا کہ جھوٹ میرا کسی پر ثابت نہو جاوے اور یہ مشاہدہ کیا گیا
ہے کہ جھوٹ اکثر ظاہر ہو جاتا ہے اور بروقت انکشاف ہونے جھوٹ کے جھوٹ بولنے
والے کو بڑی ندامت اور خجالت اوٹھانی پڑتی ہے اور پھر لوگ اوسکا کبھی کسی بات
مین اعتبار نہین کرتے ہین اور اوسکو بنظر حقارت دیکھتے ہین اوسکے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے
ہین کسی شخص نے حکیم ارسطو سے یہ سوال کیا کہ جھوٹ بولنے مین کیا لوگونکو فائدہ ہوتا ہے
اوسنے کہا کہ سب لوگ جھوٹ بولنے والے کا اعتبار نہین کیا کرتے ہین خواہ وہ
سچ ہی بولے لیکن آسودگی دل پر نقش ہو جاتا ہے کہ فی الحقیقت یہ جھوٹ ہی بولتا ہے
لاحول ولاقوۃ معاذ اللہ منہ سوچو ذرا اس مقام پر غور کرنا ضرور ہے کہ کتنا بڑا نقصان
جھوٹ بولنے سے نکلتا ہے کہ پھر کوئی اوسکا اعتبار نہین کرتا ہے اوس شخص کو بوقت
ضرورت کے کوئی شخص روپیہ پیسہ قرض کے نہین دیگا علاوہ روپیہ کے کوئی
چیز اوس شخص کو مستعار نہین ملیگی ۔۔ ایک کتاب مین مذکور ہے کہ ایک گڈریا یعنی
بھیڑ بکری چرانیوالا ہمیشہ بروقت چرانے اپنے ریوڑ کے جھوٹ موٹ چلایا کرتا کہ میرے ریوڑ مین بھیڑ
بھیڑیا آیا ہے کوئی میری مدد کرے اور اس بھیڑیے کو مارے ورنہ یہ تمام بکریان
میری کھا جاویگا بوقت چلانے اوسکے کئی دفعہ لوگ واسطے مارنے اوس بھیڑیے
کے جمع ہوئے اور بوقت جمع ہونے کے لوگون نے یہ پایا کہ یہ شخص صرف تمسخر سے
جھوٹ بولا کرتا ہے اتفاقاً ایکدفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ درحقیقت بھیڑیا اوسکے ریوڑ مین گھس آیا
اور وہ پھر چلایا کہ کوئی میری مدد کیواسطے آوے بھیڑیا میری بکریونکو کھائے لیتا ہے غرضکہ
وہ بھیڑیا بہت سی بکریونکو کھا گیا اور بہت سونکو مار گیا اور لے گیا اور لوگون نے

اوسکو چلانے اور فریاد کرنے پر کچھ خیال نکیا کہ حسب دستور جیسے کہ جھوٹ چلایا گیا تھا ویساہی اب بھی چلاتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ یہ ایک بہت خفیف مثال ہے جھوٹ بولنے کی نقصان کے علاوہ اس مثال کی ہزارہا مثالین ہین کہ جھوٹ بولنے مین بڑا زیان پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کیواسطے کچھ یہی بات نہین ہے کہ وہ فقط اس دنیا ہی مین ذلیل اور خوار ہو بلکہ اللہ تعالی کو یہان بھی لائق سزا کے قرار دیا گیا ہے واضح ہو کہ سچ بولنے والے سے اللہ تعالی بھی بہت خوش ہوتا ہے جیسے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی نے فرمایا ہے

بیت

راستی موجب رضاے خداست ✣ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اور سچ بولنے سے ایک اور فائدہ یہ ہے کہ جو شخص سچ بولے گا وہ بیشک دیانتدار بھی ضرور ہوگا وہ کسی کے مال پر خیانت کبھی نہین کرے گا ایک فقرہ کا ذکر ہے کہ شہر انگلستان مین ایک امیر نامی سوداگر کہ نام جسکا ہتی اوڈوڈیڈش تھا دیوالہ نکل گیا اور اوسکو قرض بھی بہت دینا تھا لیکن وہ بہت دیانتدار سچا آدمی تھا اوسنے سب اپنے قرض خواہونکی دعوت کی اور بعد دعوت کھلانے کے اوس شخص نے اون سبھونکو ایک ایک رکابی مین جتنا جتنا روپیہ اوسکو قرض کا دینا تھا دیدیا وہ سب قرض خواہ اوسکے بہت ثنا خوان ہوئے یہانتک کہ سب شہر کی خلقت اوس شخص سے نہایت خوش ہوئی اور بادشاہ نے اوسکو صرف دیانتدار اور سچا سمجھکر اپنا مصاحب اور صلاح کار بنایا اب غور کرنا چاہیے کہ سچ بولنے سے کتنا بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ سچ بولنے سے بہت فائدہ ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ حتی المقدور سچ بولے اور جھوٹ بولنے سے محترز اور مجتنب رہے

ہمدردی اور مروت کے بیان مین

اس جہان مین ہزارہا رنج اور خوشی خدا نے پیدا کی ہین اور اللہ تعالیٰ جو بڑا
رحیم ہے بعض ایسی خوبیان بھی انسان مین بخشی ہین کہ اونکے ذریعہ سے رنج انسان کے
ہلکے اور سہہ لینے کے قابل ہوجاتے ہین ان نیکیون مین سے ہمدردی و مروت
بھی بہت خوب نیکیان ہین فائدے ہمدردی اور مروت کی بیشمار ہین اگر یہ نیکیان
انسان مین نہوتین اور وہ آدمی جن پر مصیبت اور صدمے نازل ہوتے ہین
مدد پاتے اور وقت بدرجہ کمال اوٹھاتے اور اونکا دلاسا اور تسلی کرنیوالا
کوئی نہوتا خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک آدمی پر کوئی قہر الٰہی ہوتا ہے تو ہمدردی
اور دلسوزی اور آدمیون کی اوسکو کسقدر آرام پہونچاتی ہے ایک بات دلسوزی
کی بے بہا ہے کہ اوسکے ذریعے سے آدمی کو زیادہ تشفی حاصل ہوتی ہے بنسبت
ایک آدمی بے پرواہی سے کسی آدمی کی کسیطرح سے مدد کرے یہ قاعدہ اس دنیا کا نیز
دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مغموم یہ دیکھتا ہے کہ کوئی اور آدمی میرے دل کے
رنج سے واقف ہوکر میری طرح سے واسطے میرے غم کے رنج کرتا ہے اوسے
ایک طرح کی تشفی حاصل ہوتی ہے بوقت مصیبت و حادثہ کے ایک آنسو ہمدردی
کے سے زیادہ دل رنجیدہ کو راحت حاصل ہوتی ہے بہ نسبت ایک لاکھ روپیہ
کے جو بے پرواہی سے کوئی شخص مصیبت زدہ کو بخشدے مد نظر رکھنا چاہیے
کہ جب آدمی کسی رنج یا مخمصہ مین گرفتار ہوا اور کوئی آدمی اوسے صلاح
نیک اور تدبیر واسطے بھلائی آئندہ کے بتاوے تو اوس رنجیدہ خاطر
کو کتنا آرام دلی پہونچ سکتا ہے اس جاے مجھے ایک خوب مثال مروت اور ہمدردی کی

یاد آئی اور وہ لائق اطلاع ناظرین کے ہے قریب شہر بصرہ کے ایک شخص و نیک عبدومر نامی رہا کرتا تھا اور اوسمین ہمدردی اور مروت بدرجہ کمال تھی وہ ایکدن جنگل کو نکل گیا اور آسمان اور زمین قدرت اللہ کی کو مشاہدہ کرتا ہوا چہل قدمی کرتا تھا یکایک آواز کھڑکھڑانے کی درختوں کے بیچ مین سے آئی عبدومر اسکا باعث دریافت کرنے کے لیے اوس سمت کو چلا جسطرف سے آواز کھڑکھڑانے کی آئی تھی گیا اور دیکھا کہ ایک آدمی لاغر ننگے سر ایک جاے بیٹھا ہوا ہے اور اوسکی آنکھین زمین کیطرف لگی ہوئی ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی شی کا متلاشی ہے لیکن اوس شے کے حاصل ہونے کی اوسکو مایوسی ہے اوسکے چہرہ پر مصیبت اور رنج اوسکے دل کا ظاہر تھا اور زمانہ ایک گھڑی آدمی کے وہان چپکا چپکا بیٹھا تھا عبدومر اُس آدمی کو اسطور سے رنجیدہ دیکھکر اوسکے نزدیک گیا اور پوچھا کہ اے بنی آدم تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اس سوال کا جواب اوس مغموم شخص نے کچھ نہ دیا اور ذرا آنکھین اوٹھا کر اور عبدومر کیطرف دیکھکر پھر آنکھین نیچی کرلین اسپر عبدومر نے کہا کہ اے آدمی کیا کوئی ایسا بیٹوں آدم مین سے نہین ہے کہ تیرے رنج کو دور کرسکے کہ تو میرے سوال کا جواب نہین دیتا ہی اگر کوئی دوا اوسکے رنج تیرے دکھ کی ہو تو مجھے بتا کہ وہ کیا ہے اور کہان ہے کہ اوسے حاضر کرون بعد اسکے بیچارے نے جواب دیا کہ میرا نام مردان ہے اور میرا باپ ایک بڑا سوداگر شہر بصرہ مین تھا بعد اوسکے مرنے کے ساری دولت میرے ہاتھ لگی لیکن چونکہ مین نے یہ بات سن رکھی تھی کہ فضول خرچی اور زیادتی عیش و عشرت کی اس دنیا مین بُری ہوتی ہے مینے اوس دولت کو زمین مین دفن کیا اور

روزمرہ کے خرچ کے موافق رکھکر کفایت شعاری سے گذران کی اور یہ طریقہ
رکھا کہ ہر روز مسجد میں جاکر نماز پڑھا کرتا اور نصیحتیں پیغمبر کی سنا کرتا لیکن باوجود اس
نیک چلنی کے خلقت مجھے رنجیدہ رہتی اور مجھپر طعنہ زنی کرتی ہے کوئی مجھکو کنجوس
کہتا ہے اور کوئی دنیا کا کتا یہانتک کہ میری ساری خوشی جاتی رہی اور میرا دل
پریشان ہوا اور میں اپنے شہر اور گھربار کو چھوڑکر اس جنگل میں آن بیٹھا ہوں اور
پریشان ہوں کہ کیا کروں یہ سب ماجرا سنکر عبدومر نے کہا کہ اے مردان تو نے
بڑی غلطی کی یہ تو سچ ہے کہ فضول خرچی کرنا اور عیش و عشرت اس بیاسی بچانا بھی اچھی بات
ہے لیکن اللہ نے دولت اسواسطے نہیں بخشی ہے کہ اوسکو تو زمین میں دفن کرے
اور تو اوسے اچھی طرح نہی کام میں لاوے اور نہ بندوں خدا کی کو اوس سے مدد
کرے مردان نے کہا تو میں کیا کروں عبدومر نے جواب دیا کہ صبح ہوتے ہی تو
اپنے گھر کی طرف کوچ کر اور جہاں تیری دولت دفن ہے اوسکو کھود کر غریب
رہ مجتاجوں کو بخش اور جو مصیبت زدہ تیرے دروازے پر آویں اور سوال
کریں اونہیں مایوس بجانے دے اور اونکا خاوند اور مربی بن اور اسکے سبب سے
بہتیری تجھے خوشی اس جہان میں بھی اور جہان دوسرے میں حاصل ہوگی
یہ نصیحت عبدومر کی دلمیں رکھکر مردان اپنے گھر طرف چلا اور جو عبدومر نے کہا
تھا وہی کیا اور جب اوسنے فائدہ دولت کا معلوم ہوا اور نیکنامی حاصل کی
اپنے دم اخیر تک عبدومر کو دعا کرتا رہا۔ اب انسان کو چاہیے ذرا غور کرنا
لازم ہے کہ ہمدردی اور مروت سے کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے عبدومر
کی مروت اور ہمدردی پر صد ہا آفرین کرنی چاہیے کہ اوسنے کتنا بڑا کام کیا

کہ ایک بیچارہ مصیبت زدہ نادان کو اپنی ہمدردی اور مروت سے راہ پر لایا اور
اپنی صلاح سے اوسکو نزدیک خدا کے بھی عزیز کیا اور اس دنیا مین بھی ۞
ہر انسان کو لازم ہے کہ مروت اور ہمدردی کو اپنے دلمین جگہ دے اور ہر ایک
آدمی کے درد کا شریک ہووے اور مصیبت زدہ انسان کو ہمدردی اور شفقت
سے اوسکو تشفی دے اور اچھی اچھی باتین سکھا دے تاکہ وہ ہمدرد شخص نیکنام
ہوجاوے اور خدا بھی اوسکو پسند کرے ۞

بلند نظری کے بیان مین

واضح ہو کہ بلند نظری اعتدال کے ساتھ ایک بہت خوب بات ہے اسکے ذریعے
سے انسان بہت کوشش کرتے ہین اگر انسانمین بلند نظری بالکل نہوتی تو دنیا مین
جو جو کار نمایان ہوے ہین وہ کبھی ظہور مین نہ آتے اگر روٹی کھا کر اور پانی
پیکر انسانکو خیال دوسری بات کا نہوتا اور وہ نہایت جمعی اور خوشی سے اپنی
ساری عمر کو گذار دیتا تو آج کے دن جو جو بڑی بڑی باتین اس دنیا مین [illegible]
کیجاتی ہین اور کی گئی ہین وہ کہان ہوتین جس جا سے آج جامع مسجد شان
و شوکت سے کھڑی ہوتی ہے وہان شاید دو چار ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے
ہوتے اگر شاہجہان کو یہ خیال ہوتا کہ عبادت جنگل اور ویرانین بھی ہو سکتی
ہیں کیا ضرور ہے کہ ناحق اسقدر خرچ اور بکھیڑا کر کے ایک ایسا مکان
بنوانا چاہیے انسان کے دلمین یہ بڑی آرزو ہوتی ہے کہ مین تسلط [illegible]
[illegible] بزرگی حاصل کرون اور بعد میرے مرنے کے میری عالی حوصلگی
اور میری عقل کی علامتین باقی رہین اور مجھے خلقت آیندہ یاد رکھے اکثر حکما اور عالم

او فاضل ایسی ایسی مشکل کتابین لکھ گئے ہین کہ اونکے مطالعہ سے آدمی نہایت محظوظ
او مستفید ہوتے ہین مین اگر اونمین بلند نظری نہ ہوتی تو اونسے ایسی محنت او
مشقت کے کام کیونکر ہو سکتے اگر وہ یہ خیال کرتے کہ کیا ضرور ہے ناحق محنت و
مشقت اوٹھائین لطف یہی ہے کہ اپنی زندگی کو آرام مین گذار دین تو یہ کتابین
علمیہ کہان ہوتین او نام اونکا کیونکر قائم رہتا بلند نظری سپاہیونکو جانسے بڑا لگاتی
ہے صرف اسواسطے کہ عہدہ کی ترقی ہو او اور آدمیونسے زیادہ شجاع تصور کیے
جائین سپاہی فرقہ کے آدمی اپنی زندگی کو ناچیز تصور کرتے ہین و بالکل بیباک
ہوجاتے ہین او توپ کے منہ مین گھس جاتی ہین صرف اسواسطے کہ عہدہ بڑے
او نام رہے اب ہمنے یہانتک خاص اوس بلند نظری کی تعریف کی ہے جو ساتھ عدل
کے ہوتی ہے لیکن جب بلند نظری بے اعتدالی کے ساتھ ہوتی ہے او اوس سے بہت
نقصان واسطے خلق کے متصور ہوتا ہے بہت سے ایسے بادشاہ گذرے ہین
کہ وہ بہت بلند نظر تھے او وہ خیال کیا کرتے تھے کہ کوئی بادشاہ اس جہان مین
ایسا نہو کہ جو ہماری فرمان برداری نکرے پس دیکھو کہ اس سے کسقدر نقصان
خلق خدا کو ہوے چنگیز خان ایک بڑا شاہنشاہ قوم تاتارین سے گذرا ہے
اوسنے بہت سے ملک فتح کیے او چین او روس او ایران کو اوسنے پامال
کیا او جس شہر کو اوسنے فتح کیا اوسکا نام و نشان باقی نہ رکھا باعث اسکا یہ تھا
کہ وہ بلند نظر تھا او یہ خیال کیا کرتا کہ شاید شہر میرے فتح کیے ہوے مین پھر فتنہ
پیدا ہوجاوے او اوسکا نام و نشان باقی نہ رکھا چنانچہ ایک مورخ لکھتا ہے
کہ جس جگہ کو لشکر اس بادشاہ کا گذرتا وہان سیکڑون کوسون تک سوا آ

ویرانی کے اور کوئی شے نپائی جاتی تھی اور یہ ویرانی گویا نشانی اوسکی غضبناکی کوجہ
کی تھی پس اس مقام پر غور کرو کہ اس بادشاہ کی بلند نظری سے عوام لوگونکو کتنا
نقصان پہونچا تھا علاوہ اسکے اگر ایک شخص کی بلند نظری سے نقصان عوام کو پہونچے
بلند نظری سے خود بلند نظرونکو بھی نقصان پیدا ہوتے ہین اکثر سلطنتین صرف
اسیواسطے بگڑ گئی ہین کہ وہانکے بادشاہ بہت بلند نظر ہوے ہین اورنگ زیب جسکو عالمگیر
کہتے ہین ایک بڑا مشہور بادشاہ خاندان تیموری مین سے گذرا ہے اوسکو یہ بلند
نظری تھی کہ سب طرح سے ساری ریاستین دکن کے اوسکے فرمان بردار ہو جائین
چنانچہ اوسنے بہت سال مہم دکن مین رکھی اور لاکھون آدمی تلف ہوے اور
بیشمار روپیہ صرف ہوا اور اسی کے سبب بنیاد بربادی سلطنت اوسکی کی پڑی
اور زوال خاندان تیموری کا ہونا شروع ہوا اگر یہ بادشاہ اسقدر بلند نظر نہوتا
اور دکن کی تسخیر مین اسقدر کوشش نکرتا بلکہ بجاے مہم کرنیکے اپنی سلطنت ہندوستانکے
انتظام مین مصروف رہتا تو علاوہ آرام اپنی رعایا کے خاندان تیموری کو اسقدر
جلد زوال نہوتا ایک اور مثال بلند نظری کے نقصانون کی اور لکھی جاتی ہے کہ جو مصیبت
اور رنج خلق خدا کو بسبب بلند نظری کے نازل ہوتے ہین واضح ہو کہ بوناپارٹ
ایک افسر توپخانہ اہل فرانس کا تھا لیکن اسکے دلمین بلند نظری زیادہ از حد تھی وہ بوقت
ہنگامہ فساد افسر لشکر فوج کا ہو گیا اور اخیر کو بادشاہ سارے ملک کا ہو گیا بعد ازان اوسنے اور
بادشاہونکے ملکون پر مہم کی اور بہت سی لڑائیان جنمین نہایت کشت وخون ہوا
فتح کئین اور بلند نظری کو جاری رکھا واضح ہو کہ ملک روس مین نہایت سردی
ہوتی ہے اور خصوصاً موسم سرما مین تو وہان آدمی کا گذارا نہایت مشکل سے ہوتا ہے

اسقدر برف پڑتی تھی کہ اوس موسم مین سفر کرنا غیر ممکن ہے لیکن بونا پارٹ
بسبب اپنی بلند نظری کے یہ گوارا نہ کرسکا کہ شاہنشاہ روس اوس سے سرکش ہو اور فرمان
بردار نہ ہوجاوے خاص موسم سرما مین بونا پارٹ لاکھون فوج جمع کرکے ملک
روس کی سرحد کیطرف کوچ کیا متواتر کئی لڑائیون مین فوج روس کو شکست فاش دی
اور شاہنشاہ کو مغلوب کیا پھر بھی اوسے صبر نہ آیا اور چاہا کہ خاص ملک روس کی
دار الخلافت کو جا لوٹون جب شاہنشاہ روس ارادہ بونا پارٹ سے آگاہ ہوا اوسنے
اپنی ساری رعایا کو حکم دیا کہ کوئی شے قسم اسباب خوردنی کی اور جلنیکی کہین نچھوڑو اور جھونپڑیون
اور مکانون شہرونکو اوتار ڈالو اور ملک کو ویران کردو تاکہ جب فوج بونا پارٹ کی آوے
اونھین نہ تو کھانا ملے اور نہ لکڑی وغیرہ جس سے آگ پیدا ہوجاوے اور گرمی حاصل
ہوجاے چنانچہ خاص شہر موس کو جو دار الخلافہ ملک روس کا تھا اوسکو رعایا و فوج نے بموجب
حکم اپنے شاہنشاہ کے مسمار و پامال کردیا اور لکڑی بلکہ ایک تنکے کا وہان نام نرکھا
جب فوج بونا پارٹ کی وہان گذری وہ ماری سردی کے تباہ ہوگئی اور رعیتون
نے اونکے اسباب کو لوٹا اور قتل کیا اس ترکیب سے قریب کئی لاکھ آدمی بونا پارٹ کے
مارے گئے اب غور کرنا چاہیے کہ اگر بونا پارٹ اسقدر گوارا کرتا کہ شاہ روس کو اپنی
حکومت سے آزاد رہنے دون تو یہ غضب اور حادثہ کیون واقع ہوتا اخیر نتیجہ اوس
وہم اور زیادتی بلند نظری کا یہ ہوا کہ شاہنشاہ بونا پارٹ خود مع باقی فوج کے ملک
ویران و سیوہ مین سے بھاگ گیا اور ہزار دشواری سے وہ اپنے ملک فرانس مین
پہونچا لیکن باوجود اس ذلت و خواری کے پھر بھی اوسنے اپنی بلند نظری کو جاری
رکھا اور لڑتا رہا اور اکثر بادشاہون و سلطنتونکو اوسنے خاک مین ملا دیا —

حقیقت یہ کہ اس شاہنشاہ بونا پارٹ کے برابر بہادر اور نامی شاہنشاہ آج تک کوئی
ملک فرنگستان میں نہیں ہوا ہے لیکن کیسا ہی کوئی شخص بہادر اچھا ہو پھر بھی
یہ دنیا ایسی ہے کہ کسیکو ایک طرح پر نہیں رہنے دیتی ہے اور ہمیشہ اسمیں انقلاب
ہوتا رہتا ہے آخر کو وہ شاہنشاہ مذکور انگریزوں سے لڑا اور شکست پائی اور انگریزوں
نے اوسے قید کیا اور وہ بعد چند برس کے قید ہی میں مر گیا اب اس مقام پر
ذرا عقل کو کام فرمانا چاہیئے کہ کسقدر خلقت خدا کی کو اور خود بلند نظر شخص کو نقصان
پہونچ سکتا ہے حاصل کلام کا ہمارے یہ ہے کہ خواہ غریب یا امیر کوئی شخص ہو
اوسے درجہ اعتدال سے زیادہ کوئی بات نہ کرنی چاہیئے ورنہ بیشک انجام
اوسکا برا ہوگا‡

کفایت شعاری

آدمی روز ولادت سے روز وفات تک اپنے قویٰ اور ہوش و حواس میں ہمیشہ
صحیح اور سالم نہیں رہتا ایام طفلی میں وہ محض بیکس ہوتا ہے اندنوں میں وہ اور لوگوں کی
محنت سے پرورش پاتا ہے اور بعد گذر جانے جوانی اسکی اعضا کم زور ہونے لگتے ہیں
اور یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ اس سے ذرا بھی محنت نہیں ہو سکتی ہے اس
زمانہ میں اگر اسکے پاس سرمایہ نہو تو ضرور ہے کہ وہ اپنی اولاد وغیرہ کے پیٹ پرورش کے
سپرد رہا کرے اسوقت وہ بالکل اونکے حکم میں ہوگا اور جسطرح وہ اوس سے
پیش آوینگے وہ اوسی پر چھٹانٹ گیا غرض بات ہوا گر وہ اپنے ایام جوانی میں کفایت پر
نظر رکھے اور اپنی آمدنی سے کچھ پس انداز رکھتا جاوے تاکہ ایام پیری میں کسی کا محتاج
نہو اگر ایک آدمی جتنی کہ آمدنی ہو اتنا ہی خرچ رکھے تو اوسکے پاس ہرگز کچھ نہیں بچیگا

اور یہ حال ہوگا کہ جب تک اوسکے ہاتھ پیر چلتے رہینگے تب تک وہ روٹی کھا لیگا
لیکن بڑھاپے مین نوبت گدائی کی پہونچیگی اور اوسوقت طبیعت کو کتنا کچھ رنج
حاصل ہوگا بعض وقت ایسا دیکھنے مین آتا ہے کہ اولاد ناخلف نکلتی ہے اور اپنے
بزرگونکی پرورش اور ناز برداری بہت بیزاری اور حقارت کے ساتھ کرتی
ہے ایسی صورتون مین بے سرمایہ والے بزرگونکو اپنی اولاد ناخلف کے ہاتھ سے
کتنا کچھ رنج حاصل ہوگا اور اپنی پہلے کی فضولی پر کتنا افسوس آویگا اس ملک
مین اکثر اہل قلم کا یہ مقولہ ہے کہ اے صاحب یہی خوب ہے کہ ساری عمر نوکری کرتے
رہین لیکن دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا بیوقوفی ہے نوکری بھی ایک قسم کی غلامی ہے
آدمی یا ہم خدمتگذاری مین بالکل خداوند کی مرضی پر رہتا ہے اوسے ہر طرح کی آزادی
نہین حاصل ہوتی اور تمام عمر ایک شخص کا غلام رہنا بڑی خرابی ہے اس غلامی سے
جہان تک ہوسکے جلد رہائی پانی چاہیے آدمی کو ہمیشہ خیال کرنا چاہیے کہ اپنی ساری
عمر عزیز کو غلامی مین بسر کرے دوسرے یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ انسان کے ذمہ اور
بھی بہت سے کام ہین جنکا کرنا باعث نجات عقبیٰ اور نیک نامی اور خوشی
اپنی ذات کی ہوتی ہے لیکن اگر وہ ہمیشہ روٹی کی فکر مین پڑا رہے تو
ان باتون کی طرف بہت توجہ نہین کرسکتا پس اس صورت مین اسکو
چاہیے کہ اوائل عمر مین بہت محنت کرے اور اپنے اخراجات مین کفایت
رکھے تاکہ جلد اسکے پاس سرمایہ جمع ہوجاوے اور وہ نوکری کی غلامی سے آزاد ہو کر
اپنے دل اور توجہ کو اور عمدہ کامون کیطرف مصروف کرے اور اپنی باقی حیات
کو عبادت معبود اور فائدہ رسانی خلق مین جو بڑی خدا پرستی ہے صرف کرے

واضح ہو کہ غرض ہماری کفایت شعاری سے کنجوسی نہین ہے کنجوسی ایک قسم کی
برائی ہے اور کفایت شعاری ایک قسم کی نیکی ہے کفایت سے ہماری غرض یہ ہے
کہ جتنا مال صرف کرنے کی ضرورت ہو اوتنا ہی صرف کرے اوس سے کم اور نہ زیادہ
اپنے کامونکو ایسی طور پر انجام دینا چاہیے کہ جہان تک ممکن ہو تھوڑی خرچ کرینسے بہت
فائدہ حاصل ہو اگر ایک آدمی چار گرہ کپڑے کے واسطے اپنا انگرکھا تنگ کر ڈالے
وہ اتنا ہی بیوقوف ہے جتنا کہ وہ شخص جو چار گرہ زیادہ خریدتا ہے اور اوسے خراب
کر ڈالتا ہے اکثر اس زمانے کے آدمی فرماتے ہین کہ فضول خرچ خوب ہی اوسکی خوبی
نیت ہی وہ ایسا فیاض ہے کہ اوسکے نزدیک سیکڑون روپیہ کچھ قدر نہین رکھتے
وہ یہ بھی کہا کرتے ہین کہ ایسے لوگونکے سبب سے بہت آدمی پرورش پاتے ہین
خلاف اسکے فلانا تو بڑا کنجوس ہے وہ تو کوڑی کوڑی جمع کرتا ہے اوسکی کمائی سے
کسکو فائدہ ہوتا ہے دیکھنا چاہیے کہ یہ کیسی غلط اور قیاسی باتین ہین فضول خرچ
کے مال سے بہت تھوڑے آدمیونکو فائدہ ہوتا ہے وہ تو اپنے روپیہ کو بیکار
کامون مین ضائع کرتا ہے اوسکے سرمایہ سے چند سست اور کم محنتی آدمی پرورش پاتے ہین
لیکن خلاف اوسکے کفایت شعار آدمی کے مال سے بیچارہ محنتی اور نیک نیت مردونکو فائدہ
ہوتا ہے کیونکہ کفایت شعار آدمی اپنے روپیہ کو صندوقون مین بند نہین
کرکے رکھیگا وہ یا تو اپنے آپ کسی کام مین لگاویگا یا کسی کارخانہ والے یا کسی محنتی آدمی
کو قرض دیویگا ہر دو صورت مین بہت مزدور اوسکے مال سے روٹی کما
کھاوینگے اگرچہ نظر غور سے دیکھین تو فضول خرچی مین بہت سے نقصان ہین
کہ فضول خرچ آدمی اپنا مال بیفائدہ کامونمین صرف کرتا ہے وہ اپنے وسیلے سے

راحت و آرام کو کھوتا ہے اور بیچارہ محنتی مزدور روٹی کمانے کی اسباب سر کرڈالتا ہے فضول خرچ آخر کار مفلس ہوجاتا ہے اسکی نیک نامی جاتی رہتی ہے اور سب کے نزدیک ذلیل وخوار ہوجاتا ہے اوسکی اولاد با آسایش پرورش اور تربیت نہین پاتی اوسکے گھر مین بڑی بے بندوبستی ہوجاتی ہے اور سارا گھر ایک تماشا گاہ افلاس اور بدبختی کا ہوجاتا ہے ایسے لوگونکے حال کے دیکھنے سے جو لوگ نہ وسعہ کے بسبب ضعیف العقل کے اخراجات فضولی مین صرف کرتے ہین اور آخیر کو مفلس ہوجاتے ہین کتنا رحم آتا ہے جب ایک شخص بسبب فضول خرچی کے مفلس ہوجاویگا وہ یا تو گدائی کریگا یا چوری ہر دو صورت مین اسیر بدنامی حاصل ہوگی اور وہ اپنے ہمسرونکی آنکھ مین بیوقار ہوجاوے گا جب فضول خرچ نہیں افلاس آجاتا ہے تو اونکی تمام خام خیالیان جاتی رہتی ہین اور وہ قوانین ایسے لوگونکو بدرستہ متعلق تربیت دیگر سبق کفایت شعاری سکھاتے ہین ✤

بیان اعتدال کے فوائد کا

یہ مقولہ ایک یونانی حکیم کا ہے کہ اعتدال سب چیزونسے بہتر ہے مدت سے ایک عقیدہ عام تسلیم کیا گیا ہے اور وہ دنیا کی تمام باتونکی شاخون مین صادق آتا ہے تجربہ تمام باتونکا مدد اس امر کا ہوا ہے کہ کسی شئے سے کیسی ہی خوش آیند اور دلفریب وہ ہووے سوائے خاص صورتون او حدود معینہ کے اون کے ساتھ فائدہ اور بہرہ نہین لیا جاتا ہے جب تک کہ انسان ان حدود مین سے فائدہ اوٹھاوے گا تب تک تو وہ محفوظ اور با امن رہیگا اور جہان اس سے آگے بڑھے گا وہین وہ نقصان اور تکلیف کا مورد ہوویگا و فوائد بھی جو قدرت کیطرف

حاصل ہین اور جنکو سبب اسکے کوئی فائدہ یا اثر نہین ہو سکتا اور صورت زیادہ ہونے کے
فقط اعتدال سے باعث رنج و ملال و مرض شخص کے ہوتے ہین جسکو وہ حاصل ہین
تندرستی اور چالاکی اور صحت بدن واسطے حاصل کرنے آرام اور ادا کرنے فرائض کے
بہت ضروری ہین لیکن یہ بھی فوائد بعض اوقات اون لوگونکو موجب آرام کے نہین ہوتے
ہین جنکو وہ بدرجہ کمال اور زیادہ اعتدال سے حاصل ہین وہ لوگ جو بیمارونکو
اکثر دیکھتے ہین اس بات کو پاوینگے کہ بیماری ان لوگونکو اکثر حاصل ہوتی ہے جو
اپنی طاقت اور صحت بدن پر تکیہ کر کے غیر معتدل باتین ظہور مین لاتے ہین
مثلاً خوراک واسطے حیات و آرام انسان کے ضروری ہو لیکن اگر اسکو بہت
زیادہ استعمال مین لاوین تو وہ باعث مضرت اور نقصان کمال کا ہوویگی اور
بجاے حاصل ہونے فوائد کے اس سے بیماری اور رنج پیدا ہونگے اس مقام پر
مجکو ایک نقل یاد آئی اور اس سے فوائد اعتدال کے خوب معلوم ہوتے ہین
جس زمانے مین کہ ہندوستان مین خشک سالی کا بڑا غلبہ تھا اور اسکے میدان
بسبب تمازت آفتاب اور احتیاج آب کے گرمی دوزخ سے زیادہ رکھتے تھے
دو دہقان سے رشید اور حمید اپنے کھیتونکی سرحد پر کھڑے تھے اور اونکے گرد گروہ
مواشیون کے زیادتی تشنگی سے ہانپ رہے تھے اس سخت تکلیف کمال مین انھون
نے جناب باری مین پانی کی درخواست کی ناگاہ ہوا جو پیشتر شعلۂ آتش کا حکم
رکھتی تھی سرد ہو گئی اور جانورون نے چرنا شروع کیا اور ہر ایک مویشی اپنی
بولی بولنے لگا ان تغیرات ناگہانی سے وے متعجب اور متحیر ہو کر رشید و حمید
ہر چہار طرف دیکھنے لگے ادھر اونکی نگاہ یکبارگی اوس بڑھیا پر جو نزدیک کھڑی

گھاٹی مین ہوکر انکے نزدیک آتا تھا بروقت قریب آنے اس شخص کو انکی بدن مین
رعشہ پڑگیا اور وہ چاہتے تھے کہ یہان کسی اور طرف چلے جاوین کہ اس حال مین
شخص مذکور نے باواز نرم کہا کہ اے پیدایش خاکی مجکو چھوڑکر راہ فرار نہ پکڑو
کیونکہ مین تمہیں بخشش کرنے آیا ہون جب سے تم بسبب اپنی بیوقوفی کے فائدہ نہین
اوٹھانے تمنے درخواست پانی کی کی ہے اور مین تمکو پانی دونگا اب تم بھی بتلاؤ کہ
کتنی مقدار سے تم راضی ہوگے غور اور تامل سے درخواست کرو اور خیال کرو کہ بروقت
حاصل ہونے کسی شی کے اوسکی زیادتی سے ویسی ہی نقصان نکلتے ہین جیسے کہ اوسکی
احتیاج سے جس حال مین کہ تمکو تکلیف تشنگی کی یاد ہے تم نقصان جسم کے جو بروقت
زیادتی پانی کے نظر مین آتا ہے صفحۂ دل سے فراموش نہ کرو اے حمید تو مجکو
اپنی خواہش سے واقف کر حمید نے جواب دیا کہ اے مہربان اور رحیم وجود تو
مجکو واسطے اس سراسیمگی اور پریشانی کے جو مجپر عاید ہے معاف کر اور میری درخواست
قبول کر مین درخواست ایک چشمہ کی کرتا ہون جو ایام گرما مین خشک نہو اور ایام
سرما مین رود بطغیانی نہ لاوے مہربان وجود نے اسکی استدعا قبول کی اور
ایک چھڑی سی جو اوسکے ہاتھ مین تھی لیکے پاؤن کے نزدیک زمین مین کھودی اور فوراً
ایک چشمہ نکل آیا اور اوسکے سبب سے ارد گرد کی زمین مین سیرابی آگئی اور گھاسہاے
متنوعہ از سر نو خوشبو دینے لگے اشجار نے لباس عروسین برنگ سبز پہنا اور حمید
نے اپنی تشنگی رفع کی بعد ازین رشید کی طرف متوجہ ہوکر اوسنے کہا کہ اب
تو اپنی درخواست پیش کر اس سادہ لوح بیخبر نے عرض کی کہ آپ میری زمین
مین دریاے گنگ کو مع تمام جانورون کے جو اس مین رہتے ہین لاو

اس امر کے گوش زد ہوتے ہی حمید نے اپنی درخواست پر لعنت کی اور لیکن رشید رنج
کھا کر کہا کہ کیون مین نے ایسی نعمت عظمیٰ نہین طلب کی اور اپنے تئین ایسی
برکت نامتناہی سے محروم رکھا وہ اس خیال ہی مین تھا کہ وجود مہربان نے کہا کہ
اے بے فکر اور بے وقوف آدمی ذرا تحمل کر اور حد اعتدال سے نہ گذر وہ شے
جس سے تو فائدہ نہین حاصل کر سکتا تیرے حق مین کسی کام کی نہین ہے اور تیری
احتیاج حمید کی ضرورت سے کیونکر زیادہ ہو گئی رشید نے فوائد کثیرہ سے
جو اوسکو دریاے گنگ سے حاصل ہوتے خوش ہو کر اور یہ خیال کر کے کہ
میرے بھائی حمید کیا غریب اور ناچیز ہو گا پھر وہی درخواست کی یہ سنکر وجود مہربا
دریا کی طرف گیا اور دونو دہقان منتظر رہے جس حال مین کہ رشید اپنے بھیا
کے حال کو بنظر حقارت دیکھ رہا تھا اور اوسکی کم حوصلگی پر لعن اور نفرین کرتا
تھا انھون نے یکایک آواز دریا کے زور کی سنی اور دیکھا کہ گنگ اپنے کنارونکو
کاٹ کر انکی طرف آتا ہے رشید کے کھیتون مین طغیانی پانی کی ہو گئی اور تمام
اوسکے مکانات بسبب صدمات آب کے منہدم ہوے اوسکے مویشی غرق
اور وہ خود پائمال امواج ہو کر ایک مگرمچھ کا لقمہ ہوا اور داغ حصول فوائد کا جو
اسنے اپنی درخواست بے معنی مین سوچا تھی لیکر راہی ملک عدم ہوا۔

فوائد نیکنامی کے بیان مین

واضح ہو کہ جو آدمی عزت اور دولت حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہون اون پر
فقط یہی بات لازم نہین ہے کہ اونمین چالاکی اور علم ہو بلکہ جسقدر یہ باتین ضرور
ہین اوسیقدر یہ بھی ضرور ہے کہ وہ نیکنام ہون اور اسکا باعث یہ ہے کہ گو

انسان کیسا ہی بد اور کینہ ہو پھر بھی اوسکے دل مین ایک محبت اور ادب اسطرح
نیکی سے ہوتا ہے کیسا ہی برا آدمی ہو پھر بھی وہ اپنے کاروبار مین اوسی آدمی کا اعتبار
اور اعتماد کرے گا جو نیک نام ہے یعنے جسکی خصلت پر اب تک کوئی داغ بدنامی
کا نہین لگا ہے مثلاً جسوقت ہم کسی عطار یا حکیم یا اصلاح کار یا وکیل کے خواہشمند
ہوتے ہین ہم ہمیشہ اوسکی خصلت کو اول دریافت کرتے ہین اور جو آدمی ان
پیشون مین نہایت نیک نام مشہور ہوتا ہے اوسی پر اعتبار کرتے ہین
جس سوداگر سے ہم کچھ شے خریدتے ہین ہم ہمیشہ اول اوسکی خصلت کو دیکھتے
ہین اور بعد ازان اوس سے معاملہ کرتے ہین الغرض نیکنامی اسقدر مفید اور ضرور
ہے کہ جو شخص کسی آدمی کو نوکر رکھا چاہتا ہے وہ ہمیشہ یہ پوچھا کرتا ہے کہ تیرے پاس
کوئی نیکنامی کی چھٹی یا پروانہ ہے یا نہین اور تو نے کہین اور بھی نوکری کی ہے
یا نہین پس جب یہ ضرورت واسطے نیکنامی کے ہے تو لازم ہے کہ ہر کوئی
اپنی نیکنامی کے حاصل کرنے مین کوشش کرے اور کبھی کوئی ایسا کام
نہ کرے کہ اوس سے کوئی داغ بدخصلتی کا لگے کیونکہ جب ایکدفعہ کسی آدمی کی برائی
مشہور ہو جاتی ہے تو پھر اوسکا دور کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے یہانتک کہ ایک
بد کام کرنے سے جو بدنامی حاصل ہوتی ہے وہ ہزار نیک کام کرنے سے نہین مٹتی
ہے اکثر انسان ایسے ہین کہ وہ اورونکی برائی مشہور کرنے مین بہت خوشی
حاصل کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ اس باعث سے بُرے کام زیادہ مشہور ہو جاتے ہین
بہ نسبت اچھے کامون کے لڑکے جنکی خصلت اب تک کچھ مشہور نہین ہوئی ہے
یعنے اب تک نہ تو وہ برے اور نہ اچھے مشہور ہین اونھین لازم ہے کہ

ایسی ایسے کام کرین کہ وہ نیک نام مشہور ہوجائین لڑکونکو یہ خیال نکرنا چاہیے کہ
ہمارے افعال کو ہماری طفولیت کا خیال کرکے آدمی معاف کردینگے
خیال اونکا نہایت خام و غلط ہے اونکو خیال رکھنا چاہیے کہ جب ایک
بدنامی حاصل ہوتی ہے تو اوسکا دور ہونا بعد ازان قریب قریب غیر ممکن ہوجاتا ہے
یہ قاعدہ اس جہان مین مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ جو آدمی نیک کام کرتے ہین
اونکا کوئی خیال نہین کرتا اور یہ کم ہوتا ہے کہ اونکے افعال نیک کا ذکر زبان پر آتا ہے
لیکن جہان کوئی برا کام کسی آدمی سے سرزد ہوتا ہے تو تمام اوسکے ہمسر و جان پہچان
اور اور لوگ اوسکا چرچا کرتے ہین پس اب معلوم ہوا کہ ہر انسان کو ایسی
بات کرنی چاہیے جس سے وہ نیکنام ہوجاوے *

اچھی تربیت کے فوائد کے بیان مین

واضح ہو کہ اچھی تربیت سے فقط یہ مراد نہین ہے کہ آدمی لکھنا اور پڑھنا خط وغیرہ
کا سیکھ جاوے بلکہ اوس سے مراد وہ عقل و شعور اور استعداد کی ہے جو بہ سبب
تحصیل کتب فاضلون اور حکما سے اور صحبت عاقلون اور عالمون کی سے حاصل
ہوتی ہے پس جب یہ مراد ہوئی تربیت سے تو جو آدمی اپنے تئین جاہل اور
ناخواندہ وسے بزرگی دیا جاوے اوسے لازم ہے کہ حاصل کرنے اچھی تربیت
مین کوشش کرے اگر اس دنیا مین ہم خلقت کو مشاہدہ کرین تو ہمین یہ بات
دریافت ہوگی کہ گو اچھی تربیت یافتون کو دولت حاصل نہو لیکن اسمین شک نہین
کہ اونکی ہر جاے عزت و تعظیم کیجاویگی جو آدمی اوس سے کلام کریگا اوسے
اوسکی خوش اخلاقی اور علمیت کو دیکھکر اوس سے صحبت خوش ہوگا اور اوسکی صحبت کا

آرزومند ہوگا خلاف اسکے جو آدمی جاہل مطلق اور ناتربیت یافتہ ہین اونکی کلام
اور حرکات ایسے ہوتے ہین کہ اونسے ہر آدمی نفرت کرنے لگتا ہے اور
جہان ایسے شخص جاتے ہین کوئی اونکی تواضع نہین کرتا ہے بلکہ اونکی بیٹھنے
کے بھی خواہان نہین ہوتے حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالی نے سب انسانکو
تھوڑی بہت عقل اور تمیز دی ہے لیکن بعض کو اچھی تربیت ملتی ہے اور بعض
کو بالکل تربیت نہین ہوتی ہے اس باعث سے انسان مین اختلاف پڑجاتا ہے
ایک آدمی منشی ہے اور ایک چپراسی بس ان دونون مین فقط فرق یہ ہے کہ
ایک ان مین سے تربیت یافتہ اور دوسرا ناتربیت یافتہ ہو عقل جو انسان مین پائی
جاتی ہے وہ مانند ایک پتھر سنگ مرمر کے جو کان مین مٹی سے آلودہ پاہوا اور
تربیت مانند اوس کاریگر کے ہے کہ جو پتھر کو نکالکر صاف اور درست کیا کرتا ہے
جب تک سنگ مرمر کو کاریگر مذکور کان مین سے نکالکر صاف نہین کرتا ہے تب تک
خوبصورتی اور رونق سنگ مرمر کی کہان ظاہر ہوتی ہے اسیطور سے جبتک
کہ آدمی کو تربیت نہین ہوتی ہے اوسوقت تک عقل و صفات جبلی جو اللہ تعالے
نے اوسے بخشے ہین ظاہر نہین ہوتے ہین ممکن ہے کہ ہزارہا گنوار اور دیہاتی
ایسے گذرے ہون کہ اونکو خدا تعالے نے اوسی قدر ذہن اور عقل بخشی ہو جیسے کہ
حکیم ارسطو کو حاصل تھی اب کوئی پوچھے کیون حکیم ارسطو نامی حکیم ہوا اور گنوار گروہ
حالت جہالت ہی مین مرگئے اور نام و نشان بھی نہین رہا اسکا جواب فقط یہی ہے
کہ ارسطو کو تربیت ہوئی تھی اور اونکو نہین ہوئی ارسطو نے کتب اور تصنیفات
حکماے گذشتہ کو ملاحظہ کیا اور گنوار زندگی کو کاشتکاری کرتے کرتے مرگئے

اگر مانند ارسطو کے اونکو بھی قابو واسطے تحصیل کتب وغیرہ کے ہوتا تو شاید وہ گنوار
ارسطو سے بھی سبقت لیجاتے ایک شاعر نے سچ کہا ہے کہ گنوارون اور غریبون کے ذہن
اور عقل سے کون آگاہ ہوتا ہے وہ مانند اون جواہرات کی ہین جو اندر سمندر کے
چھپے ہوئے ہین اور انسان کی نگاہ سے پوشیدہ ہین یا وہ مانند اون خوشبودار
پھولون کے ہین جو دشت لق و دق مین شگفتہ ہین اونکی خوشبو کو کون سونگھتا ہے
تربیت ایک ایسی شے ہے کہ وہ ورثہ مین نہین حاصل ہوتی ہے یعنی یہ بات غیر
ممکن ہے کہ اگر باپ تربیت یافتہ ہو تو بالضرور اوسکا بیٹا بھی تربیت یافتہ ہی ہو یہان سے
یہ بات ہر انسان پر فرض ہے کہ اچھی تربیت پانے مین کوشش بلیغ کرے اور از
تغافلی اور کاہلی کو جانے نہ دے اہل یونان تربیت کے فوائد سے بہت آگاہ تھے
وہ اپنے بچون اور چھوٹون کو اچھی طرح سے تربیت کرنے مین ہمیشہ کوشش کرتے تھے
چنانچہ بادشاہ فیلقوس نے جو باپ شاہنشاہ سکندر رومی کا تھا اپنے لڑکے
شاہنشاہ یعنے سکندر کے واسطے تربیت کے ارسطو کو مقرر کیا اور فی الحقیقت
جیسی تربیت اس حکیم اعظم فاضل سے پائی تھی وہ سب پر روشن ہے اس سارے مضمون
سے یہ غرض ہے کہ یہ بات آدمیون پر فرض ہے کہ اپنے لڑکون اور بچون کو خوب
اچھی طرح سے تربیت کرین اور اونھین سب علوم سکھاوین اور کرنے اس ترکیب
سے آیندہ کو بہت فائدہ ہوگا ؛

استقلال

استقلال ایک بات پر قائم رہنے اور وقت مشکلات کے گوارا کرنے کے اوس لت
کی پیروی مین جاری رہنے کو کہتے ہین۔ واضح ہو کہ بہت سی نیکیون پر جو

بعض نیکیان بزرگتر بہ نسبت باقیونکے ہین پس ان بزرگ نیکیون مین سے استقلال
بھی ایک ہے فائدے جو اس نیکی سے انسان کے واسطے نکلتے ہین بیشمار ہین اور
بہت ظاہر ہین کوئی بات بغیر استقلال کے اچھی طرح سے عمل مین نہین آسکتی ہے
یعنی ہر بات کے عمل مین لانے مین تھوڑا بہت استقلال ضرور ہے اکثر آدمی
جانتے ہین کہ تحصیل کرنا علوم کا اونکے واسطے بہت مفید ہے اور اونکو تمنا و
آرزو یہ ہوتی ہے کہ کسیطرح سے وے علوم حاصل کرلین واضح ہو کہ ہمجا ہو یہ بات
ہمنے مان لی ہے کہ ان سب آدمیونکو قابو واسطے تحصیل علوم کے حاصل ہے یعنی جو سبب انجام
واسطے تحصیل علوم کے ضرور ہین وے تمام موجود ہین لیکن آدمیون مین سے ایسے
بہت کم ہوتے ہین جو اپنی مراد کو پہونچتے ہین پس اب ہم پوچھتے ہین کہ اسکا کیا باعث
ہے یہ عجب بات ہے کہ سب آدمی ایک شے کو حاصل کیا چاہتے ہین اور سبھونکو اسکے
حاصل کرنیکا قابو مساوی ہے اور پھر بعض تو اپنی مراد کو حاصل کرتے ہین
اور اکثر اونمین سے نا امید ہو کر بیٹھ رہتے ہین تجربہ اور غور سے معلوم ہوا
کہ اسکا باعث یہ ہے کہ اونمین جو اپنی مراد کو پہونچتے ہین استقلال رکھتے ہین اور
اونمین جو نا امید ہوتے ہین وہ نہین ہوتا ہے جیسا حال تحصیل علم کا ہے ویسا ہی حال ہر
قسم کے حصول کا ہے یعنی جو آرزو کوشش پر موقوف ہے وہ بغیر استقلال کے ہرگز نہین
حاصل ہوتی ہے ایک بہت خوب مثال اس بات کی کہ بذریعہ استقلال کے آدمی کیا کیا
کام کرسکتا ہے یہ ہے کہ ایک شخص نام دیموستھی نیز رہنے والا شہر اسینہ کا کہ دار الخلافہ
ملک یونان کا ہے تھا اوسمین ایک یہ عیب تھا کہ اوسکی زبان ذرا تتلاتی تھی اور
کچھ اوسکا حافظہ بھی اچھا نہین تھا اس شخص نے یہ ارادہ کیا کہ کسیطرح سے علم کلام

یعنی فن فصاحت اور بلاغت سیکھیں یہانتک کہ اسقدر قوت پیدا کیجے کہ جہان وہ
تقریر کرے وہان سب سننے والے اوسکی طرف متوجہ ہو جائین اب غور کرنا چاہیے
کہ ایک توتلا آدمی اسقدر خوش تقریری کیونکر حاصل کرسکتا ہے لیکن ازبسکہ اوس مین
استقلال بدرجۂ کمال تھا اوسنے اتنی دستگاہ اس فن مین پیدا کی کہ اوسے آج تک
بادشاہ اس فن کا کہتے ہین — واضح ہو کہ فیلقوس جو باپ بادشاہ سکندر رومی کا تھا
ملک یونان کو اپنے قبضہ مین لایا چاہتا تھا لیکن فصیح مذکور نے ایسی ایسی تقریرین
سنائین رعایاے شہر اسینہ سے کہین کہ اونھون نے فیلقوس کا مقابلہ کرنے کا
ارادہ کیا چنانچہ وہ بادشاہ مذکور سے لڑے گو آخرکار اونہون نے شکست
کھائی بوقت جنگ کے جو استقلال سے کام نکلتا ہے وہ کسی اور شی سے کم نکلتا ہی اور یہ بات
سب پر روشن ہے کہ گھبرا جانا نشان شکست کا ہوتا ہے اور فی الحقیقت
سپاہی وہی ہے جو جنگ کا بالکل بے فکر لڑا کرے اور نہین وہ جو بہت سی غل مچا کر اور بہت
سی جلدی کرکے اور گھبرا کے کسی دشمن کو زیر کیا چاہتے ہین وہ کم اپنے مقصد کو پہونچتے ہین

درباب تحصیل علم کے

چھوٹی عمر اچھا زمانہ واسطے تحصیل علم کے ہے اس زمانہ مین قواے عقلی اور جسمی
سب صحیح ہوتے ہین اسوقت مین آدمی بہت محنت کرسکتا ہے اور اوسکے دل پر ان
سچی باتون کا جو وہ سوچتا ہے یا پڑھتا ہے بہت اثر ہوتا ہے — اگر ہم اس زمانہ
علم تحصیل کرلین تو ہم یہ امید کرسکتے ہین کہ ہم ایک وقت مین اپنی محنت اور علم
کے ثمرہ سے مستفید ہو سکین گے — علاوہ اوسکے ایام خردسالی مین انسان
دل افکار دنیوی سے نسبت اور زمانہ کے زیادہ آزاد ہوتا ہے اور اسی وجہ سے

اسوقت ہم تحصیل علم کیطرف بہت متوجہ ہوسکتے ہین - خلاف اسکے اگر ایام خورد
سالی کو کھیل کود مین ضایع کرین اور جوانی مین اپنے اندر احتیاج علم کی پاکر اوسکا حاصل
کرنا چاہین تو ہم فی الواقع اوس کسان سے مشابہ ہین جو فصل پر یہ بات یاد کرتا ہے کہ مین نے
بیج بونے کے وقت کو ضایع کیا ہے اور جسوقت کہ اور لوگ فصل کاٹ کر ذخیرہ
جمع کرتے ہین اسوقت وہ بیج بونے جاتا ہے شایداوسکے کھیت مین کچھ سبزی
نمود کر آوے اور کچھ عرصہ کے لیے ناج بڑہنے بھی لگے لیکن افسوس ہے کہ ناج
پک جانے سے پہلے موسم سردی کا نمودار ہو جاتا ہے اور پالا اور سردہوا اوسکو
خراب اور برباد کرڈالتے ہین - ایسا ہی حال اوس شخص کا ہے جو چھوٹی عمر مین خواب
غفلت مین پڑا رہتا ہے اور تحصیل علم جوانے مین شروع کرتا ہے ہمنے یہ بات فرض
کی کہ اوسے تفکرات دینوی بہت تھوڑی ہین اور تحصیل علم کے واسطے بہت فرصت
لیکن اس سے کیا فائدہ پیشتر اس بات کے کہ اوسے علم مین اتنا سرمایہ حاصل ہو جاوے
کہ وہ اوس سے مزہ لینے لگے اس کا سر سفید ہوجاتا ہے اوسکی بصارت گھٹ
جاتی ہے اوسکا حافظہ زائل ہوجاتا ہے اور آخر کو پاون راحت کا قبر مین دراز
کرتا ہے - اگر اوسکو تفکرات دینوی سے بہت فراغت ہو اور علم
کیطرف توجہ نہ کرسکے تو اوسکی اور بھی زیادہ خراب حالت ہوگی کیونکہ جب
کبھی وہ اپنے اون ہم عمرونکے سامنے آوے گا جنھون نے اپنی خورد سالی کو
تحصیل علم مین صرف کیا ہے تو اوسے ندامت اور شرمندگی اوٹھانی پڑیگی
اور اوسکی پیشانی عرق خجالت سے تر ہوجاوے گی - وہ تربیت یافتہ لوگون
کے روبرو بدین لحاظ کہ شاید اوسکی خجالت ظاہر ہو جاوے کلام نہین کرسکے گا

جاہل آدمی خواہ امیر ہو خواہ غریب ہر دو صورت مین اوسکی حالت سے
کسیکو رشک نہین آتا ہے کیونکہ صورت اولے مین وہ امیرون کی محفل مین
بار پاتا ہے اور وہان روبرو صاحب علم اور ذی استعداد آدمیونکے اسکی جہالت
خوب روشن ہو جاتی ہے جب صاحب دول بے وقوف ہوتا ہے تو اوسکا
حال خاص و عام پر خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسے کہ شعلہ مشعل کا جب وہ بلندی
پر ہو بہت روشن اور دور تک معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اوسکے جب کہ وہ
زمین پر ہو۔ اور صورت ثانی مین اگر اوسکا مال جاتا رہے اور اوسکے دوست
اوس سے الگ ہو جاوین تو وہ بیچارہ جاہل مذہب و حکمت سے کیا تسلی و تشفی
پا سکتا ہے وہ تو اون دونون کی دل کی باتون سے بھی نہین واقف ہوتا ہے وہ
مثل ایسے ایک مسافر بحری کی ہے جسکے پاس نہ تو قطب نما ہے اور نہ جو اسکے پاس
کوئی ایسا وسیلہ نہین ہے کہ وہ اپنی حالت کو بہتر کرے اور اپنے دلکو تشفی اور
تسلی دے سکے۔ پس ہر آدمی کو خبردار رہنا چاہیے کہ ایام طفولیت مین جب
خوب موقع ہے بدل و جان تحصیل علم مین ساعی ہو تا کہ ایام جوانی مین شان
اور عزت حاصل کر سکے اور آپ بھی اپنی محنت سے فائدہ اوٹھاوے اور اور
لوگون کی فائدہ رسانی کا باعث ہو جاوے اوسکو چاہیے کہ اگر کوئی مشکل پیش
آوے تو وہ اوس سے بے عزم نہو جاوے اور کثرت محنت سے نگھبراوے
آہستہ آہستہ تمام مشکلین جاتی رہین گی اور سخت اور خار دار راستہ تحصیل علم کا
آخر کار مانند صحرائے شاداب اور سرسبز کے اور مثل باغیچہ مملو بہ اثمار لذیذ کے
ہو جاوے گا ؎

غرور

غرور ایک ایسی شے ہے کہ اوس سے کوئی انسان خالی نہین یہ بات انسان کی ماہیت مین داخل ہے کہ وہ اپنی ذات کی طرفداری کیا کرتا ہے اور اس طرفداری سے غرور بھی پیدا ہوتا ہے لیکن نقصان جو غرور سے پیدا ہوتے ہین اونمین سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ایک مغرور آدمی کے سب آدمی دشمن ہو جاتے ہین کیونکہ خاصہ مغرور آدمی کا یہ ہے کہ اوسکو برابری نہین پسند آتی یعنی جو شخص اوس سے برابری کا دعوی کرتا ہے اوس سے وہ بری طرح سے پیش آتا ہے اور بسکہ ایک مغرور آدمی سے ساری خلقت کو کچھ غرض نہین ہوتی ہے تو تمام خلقت بسبب اوسکے غرور کی اوسکو ناپسند کرنے لگتی ہے اور اونکی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ کسیطور سے مغرور آدمی کی ہتک ہو علاوہ ازین ایک اور نقصان یہ ہے کہ بسبب مغرور آدمی کے خردماغی کے اوسے اور سب خلقت دور رکھا چاہیگی اور بسبب مغروری کے کسیکی نوکری اوس سے نہین ہوسکیگی پس وہ بیکار اور نکما ہوگا جب وہ کسی رنج میں گرفتار ہوگا اوسکا ہمدرد اور غمخوار کوئی نہوگا اوسکو کسی مجلس مین جاکر خوشی حاصل نہوگی کیونکہ وہ ہر جا اپنی بزرگی ظاہر کیا چاہتا ہے اور جہان کوئی اوسکی تعظیم نکریگا وہ بیشک رنجیدہ ہوگا ایسے شخص سے برابر کی دوستی کبھی نبھہ نہین سکیگی کیونکہ وہ برابری کو ناپسند کرتا ہے بیشک اگر کوئی اوس سے ہمیشہ ساتھ عجز کے پیش آوے تو اوس سے وہ خوش رہیگا لیکن ایسا بہت کم وقوع ہوتا ہے پس ہر صورت مین مغرور آدمی کے واسطے حقارت اور رنج موجود ہے حقیقت یہ ہے کہ مغرور آدمی فقط اپنی ہی وجود کا دشمن ہوتا ہے کیونکہ اوسکو

اوسکو غرور سی کیا کام ہے عوام الناس اوسکی حقارت کرینگے اور عاقل اوسپر ہنسین گے اور اوسکی بیوقوفی پر افسوس کرینگے سوا ان نقصانون دنیوی کے ایک سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالے غرور کو نہایت ناپسند کرتا ہی ذرا غور کرنا چاہیے کہ یہ آدمی ایک ناچیز چیز ہے غرور کس بنیاد پر کرتا ہے سب جانتے ہین کہ دنیا چند روزہ ہے اور اسمین ہمیشہ نہین رہنا پھر غرور کس برتے پر کرنا چاہیے غرور کے دور کرنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ خیال کرے اون لوگون پر جو مغرور تھے اب انکا نام و نشان صفحۂ ہستی پر نہین پایا جاتا اگر اونھون نے کچھ غرور سے حاصل کیا ہو تو اب بھی لوگونکو غرور کرنا چاہیے - واضح ہو کہ ناواقفیت کے سبب سے بھی غرور پیدا ہوتا ہے اور اوسکی مثال مجھے اب خوب یاد آئی کہتے ہین کہ کوئی شخص مالک تھوڑی سی زمین کا تھا اور وہ یہ خیال کرتا کہ مین بڑا آدمی ہون اور اپنی نسبت مین وہ یہ جانتا کہ ہچو من دیگرے نیست الغرض اوسی اپنی زمین کا بڑا غرور تھا ایک اور شخص ذی عقل اور صاحب علم اوسکا دوست تھا اوسنے اپنے دوست کے غرور کھونے کے واسطے اوسکے سامنے نقشہ روے زمین کا رکھدیا اور جب اوسنے دیکھا اوسنے پایا کہ ہزارہا ولایتین دنیا مین معمور موجود ہین اور اونمین کرورہا خلقت خدا کی رہتی ہے اور اونکے علحدہ علحدہ بڑے بڑے بادشاہ حکمرانی کرتے ہین اور بادشاہونکو ہزارہا نوکر چاکر ہین اور اونکے پاس بہت کثرت سے زمین ہے تب مغرور شخص نے پوچھا کہ میری زمین کا نقشہ اس نقشہ مین کہان ہی اوسکے دوست نے ذرا سا گوشہ بتا دیا کہ یہ تیری زمین ہے اس پر مغرور شخص نے کہا کہ اللہ اکبر دنیا اسقدر بڑی ہے کہ میری کچھ بھی حقیقت نہین اور اوسنے عہد کیا

اسوقت سے آگے مین کبھی غرور نہین کرونگا دولتمند کو چاہیے کہ دولت کا کچھ بھروسا اور غرور نکرے کہ اسکو جاتے کچھ دیر نہین لگتی ہے پس کیا ضرور ہے کہ دولت کا غرور کرے اوسے یاد رکھنا چاہیے کہ ہزارہا آدمی جو پہلے امیر کبیر تھے اب مفلس اور محتاج ہوگئے ہین اور جو پہلے محتاج تھے اب دولتمند ہوگئے اور علاوہ ازین ایک سے ایک زیادہ دولتمند اس دنیا مین موجود ہے مثل مشہور ہے کہ سیر کو سوا سیر موجود ہے یہی خیال کرنا چاہیے اون لوگونکو جنکو اپنے علم اور قوت وغیرہ کا غرور ہو اور بعض اشخاص جو حسن کا غرور کیا کرتے ہین وہ نہایت ہی بیوقوف ہین کہ بشرط زندگی بڑھاپا انسان کے واسطے ضرور ہے اور اس حال مین ساری خوبصورتی اور حسن جاتا رہتا ہے چہرہ پر پوست کی جھریان پڑجاتی ہین اور شگفتگی چشمون اور رخسارون کی جاتی رہتی ہے القصہ نتیجہ اس سارے مضمونکا یہ ہے کہ آدمی جو ایک ناچیز شے ہے اس جہان فانی مین ہرگز کبھی غرور نکرے اور یہ سوچے کہ جنھون نے غرور کیا کیا فائدہ اوٹھایا ہے بلکہ اونکا دوجہان مین روسیاہ ہوا ہے اس جہان مین تو لوگ اونکے بہ سبب خردماغی کے حقارت کیا کرتے تھے اور عاقبت مین اللہ تعالے اونسے ناراض اور ناخوش ہوا ہے۔

صبر

صبر ایک بہت خوب نیکی ہے اسکے باعث سے دنیا تھمی ہوئی ہے اگر تھوڑا بہت صبر انسان مین نہوتا تو اس دنیا کے کاروبار مین فرق آجاتا انسان ہر ایک رنج کا بھی متحمل نہوتا اور اپنے رنج کو نہ سہتا تو کیا جانے وہ کیا کرتا حقیقت مین مرد وہی ہے جو صابر ہے جو رنج اور مصیبتون سے اصلا نہین ڈرتا بلکہ اونکو خوشی سے

غصہ لیتا ہے اب دریافت کرنا چاہیے کہ کس قسم کے آدمی نہایت صابر ہوتے ہین جواب اسکا ظاہر ہے وہ آدمی نہایت متحمل اور صابر ہوتے ہین جو یقین کلیہ اسد تعالے کی نیکی اور انصاف پر رکھتے ہین جو سمجھتے ہین کہ خدا ہر جا موجود ہے اور افعال انسان پر نظر رکھتا ہے جیسے کہ وہ آدمی جو مانند ایک سپاہی کے میدان جنگ مین سامنے اپنے افسر یا آقا کے کار نمایان کرتا ہے اوسوقت اپنی جانکا ذرا خیال نہین کرتا ہے بلکہ اوسکی غرض یہی ہوتی ہے کہ میرا افسر مجھے شاباشی دے اسی طور اللہ تعالے بھی اوسی آدمی کو اچھا جانتا ہے جو صبر اور بہادری سے دنیا کے رنجون اور مصیبتون کو سہہ لیتا ہے اور اونکی ڈراونی شکل دیکھکر اونسے اپنی پشت کو نہین پھیرتا ہے یہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن پر بہت مصیبتین پڑتی ہین وہ نوبت بنوبت صابر ہوجاتے ہین اور خلاف اسکے جو ہمیشہ عیش اوڑاتے ہین وہ نہایت بے صبر ہوتے ہین اور یہ بات قریب عقل کے بھی ہے جنھون نے اکثر فاقہ کشی کی ہے اونھین ایک دن نہ کھانا کچھ رنج نہین دیتا برخلاف اسکے جو ہر روز دو دو اور تین تین بار پلاؤ چکھتے ہین اونھین اگر ذرا سی دیر ملنے بھی کھانا ملے تو اونھین قیامت نظر آجاتی ہے جو آدمی صابر ہوتا ہے اوس سے بہت کام اچھے بن آسکتے ہین وہ مشکلات سے نہین ڈرتا اور اس باعث سے مشکلات اوسکے کار مین حارج نہین ہوسکتی ہین وہ اپنے صبر کی ذریعہ سے اون مشکلات پر غالب آجاتا ہے صابر آدمی مانند ایک پہاڑ کے ہے جو سمندر مین واقع ہے گو لہرین سمندر کی اوسکو اوپر تلے کھاتی ہین لیکن اونکو صدمہ نہین دیکر وہ اپنی جا سے ہلتے بس جس وقت رنج اور مصیبتین صابر آدمی کو صدمہ

دیتی ہین تو وہ اونسے کچہ متاثر نہین ہوتا ہے اور اس ترکیب سے رنج بہی اوسکی استقلال سے
خجالت حاصل کرتا ہے بعض آدمی اسقدر بے صبر ہوتے ہین کہ اونسے ذرا
سا بہی رنج نہین سہا جاتا اور اس باعث سے اپنے تئین ضایع کر ڈالتے ہین
اور اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اپنے تئین ضایع کرنا بڑی بہادری کا کام ہے
اس فقیر کی دانست مین وہ نہایت نامرد ہین اب مین سوال کرتا ہون کہ کیا باعث
ہے کہ بے صبر آدمی اپنے تئین ضایع کرتے ہین جواب اسکا ظاہر ہے کہ وہ رنج کے
متحمل نہو کر اوس سے بہاگا چاہتے ہین اور نہایت نامردگی کو کار فرما کے اپنے
تئین مار ڈالتے ہین اسطرحکی موت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ شخص جو رنج کو
نہ سہہ سکا دلیر وہی ہے جو خدا پر بہروسا کرکے جو مصیبت اوسپر واقع ہو اوسکو بخوشی
سہہ لے اور پریشانی اپنے چہرے پر نہ لاوے غرض یہ ہے کہ جو شخص رنج کے
واسطے اپنے تئین ضایع کرے وہ حقیقت مین نالائق اور نامرد ہے البتہ بعض
ایسی صورتین بہی ہین کہ اونمین اپنے تئین ضایع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
اون صورتون کا اس جاے ذکر نہین کرتے کیونکہ وہ مطلب صبر کے سے کچہ
علاقہ نہین رکہتے ہین نتیجہ اس مضمون سے ہم یہ نکالتے ہین کہ جو شخص صابر ہوگا اوسکو
دونون جہانمین فائدہ عظیم حاصل ہوگا یعنی یہان تو وہ بسبب صبر کے علم اور عقل حاصل
کریگا اور لوگ اوسکی تعظیم و تکریم کرینگے اور عاقبت مین اللہ کے یہان مستحق
انعام و اکرام کا ہوگا ۞

حسد

بہت سی ایسی برائیان اس دنیا مین ہین کہ اونکے استعمال سے لوگ ہلاک ہوتا

سرور حاصل کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین مثلاً اوباشی و شراب خواری
وغیرہ کہ انہین آدمی واسطے حصول سرور کے مشغول ہوتے ہین گو انکو اوسکے
نتیجہ اچھا نہین نکلتا ہے لیکن حسد ایک ایسی برائی ہے کہ اوس سے ذرا سا سرور حاصل
مین بھی حصول نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اوس سے رنج آدمی کو ہمیشہ رہتا ہے جسوقت اوروں
کو کچھ فائدہ یا بھلائی ہوتی ہے تو حاسد ناحق دل ہی مین جلا کرتا ہے حقیقت یہ
ہے کہ اس برائی کے ہمراہ اوسکی سزا موجود ہے یعنے جو حاسد ہے وہ ہمیشہ رنج
مین رہتا ہے اور یہی ہے سزا اوسکی حسد کی حاسد آدمیون کو یہ گوارا نہین ہوتا ہے
کہ کوئی آدمی دولت یا علم یا کوئی اور کمال حاصل کرکے دنیا مین مشہور اور نیکنام
ہو جاے جب جس کسی شخص کی تعریف سنتا ہے اوسکے دل پر چوٹ لگتی ہے اور
بجاے خوش ہونے کے کہ ایسے ایسے اچھے بندے خدا کے ہین
وہ اونکی خوبی پر حسد کیا کرتا ہے اور بسبب اس حسد کے اونکی برائی کرنے
لگتا ہے اگر وہ کسی شخص کی تعریف سخاوت مین سنتا ہے تو وہ بہت سوچ سمجھ
کر کوئی ایسی بات ڈھونڈھا چاہتا ہے جو اوس شخص کے کنجوس ہونے پر دلالت
کرے اور اگر کسی کی ذرا اچھی سی آفرین ہو رہی ہو تو وہ اوسکی بداخلاقی اور بدپرہیزی
کی باتون کی تلاش مین سرگردان رہتا ہے الغرض حاسد ہر نیکی مین برائی تلاش کرتا
ہے اور سب اچھی اچھی باتون کسی نیک آدمی کی سے نظر پھیر کر اوسکے چند عیوب کو کہ کوئی
آدمی خالی از خطا نہین ہے ڈھونڈتا ہے سو اسے اون برائیون کے جو حاسد کو
بسبب اوسکے حسد کے حاصل ہوتی ہین بعض ایسی برائیان ہین جو بسبب حسد کے
[illegible]

پیدا ہوتے ہین اور انکو ہزار ہا باتین اور مطالب مفید سوجھتی ہین لیکن وہ ہری
ڈر حاسد آدمیون کے طعنہ زنی سے ان باتونکو اورون پر ظاہر نہین کرتے اور اسی
باعث سے اونکی عقل اور ذہن سے خلقت کو کچھ فائدہ نہین پہونچتا ہی ایک
مثال اس بات کی کہ حاسد آدمی ہر اچھی بات مین برائی نکالتے ہین یہ ہے کہ جب
کوئی حاسد کسی آدمی کو سخاوت کرتے دیکھتا ہی تو وہ کہا کرتا ہے کہ سخی مذکور
حقیقت مین سخی نہین ہی بلکہ وہ نمود یا ہی اور واسطے دکھلاوے کا اور اپنی تعریف
کروانیکو وہ کچھ محتاجونکو دیتا ہے علی ہذا القیاس جب وہ کسی شخص کو عبادت کرتے ہوئے
دیکھتا ہے تو بھی وہ اوسے مکار تصور کرتا ہے اب ذرا غور کرنا چاہئے کہ ایسی حاسد آدمیونسے
نیکی کہان جاتی کہ وہ ہر اچھی بات مین سے بری بات نکال لیتی ہین حقیقت یہ ہے
کہ بعض آدمی ایسے بد ہوتے ہین کہ اون سے کوئی کام نیک نہین بن آتا
ہے اور جب وہ اورون کو نیک بات کرتے ہوئے دیکھتے ہین تب اونھین حسد
چھوٹتا ہے اور اس نیک بات مین سے ایک بری بات استنباط کر لیتے ہین جو
آدمی مستقل اور صابر ہوتے ہین وہ اپنی نیک راہ سے کبھی گمراہ نہین ہوتے ہین جو
حاسد آدمی ہزار اونکی بدگوئی کیا کرین تجربہ سے معلوم ہوتا ہے اور قریب عقل کے
بھی ہے کہ اکثر وہی آدمی حاسد ہوتے ہین جنمین کوئی عیب یا قصور بلا علاج ہوتا
ہے مثلاً بدشکل اور کمینہ نسل کے آدمی حاسد ہوتے ہین وہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے
عیب دور نہین ہو سکتے ہین بس وہ اس بات کے درپے ہوتی ہوتے ہین کہ جسطرح
وہ آدمی جو اونسے بہتر ہین اونکے مساوی ہو جاوین اور واسطے اس مطلب
کے وہ اچھے آدمی کی برائی کیا کرتے ہین اکثر ناخواندے آدمی پڑھے لکھے

شخصونکی برائی کیا کرتے ہین یہان تک کہ وہ علم کی بھی حقارت کرنے لگتے ہین تا کہ
آدمی اس بات کی تعریف نکرین جو اونمین نہین ہے اکثر حاسد آدمی بوقت
سننے تعریف کسی فاضل یا عالم کے کہا کرتے ہین کہ کیا ہوا اگر ہم چند روز محنت
کرین تو ہم بھی عالم ہوجائین یہ جو حاسد کہتے ہین سچ ہے لیکن غرض اونکی اس کلام
سے یہہ ہے کہ شخص مذکور قابل تعریف کے نہین ہے ہمسرون اور برابر کے درجے کے
آدمیون مین اکثر حسد ہوتا ہے کیونکہ اگر دو آدمی ایک ہی حالت مین رہتے ہون
اور ایک انمین کا بڑا آدمی ہوجائے اور دوسرا غریب پس تو پچھلی آدمی کا غریب رہنا
اوسکی تغافلی یا بے وقوفی پر دلالت کرتا ہے اور اس باعث اسکو رنج ہوتا ہے
اور وہ ہزارون باتین جھوٹی واسطے ندامت دوسرے کے کہتا ہے تا کہ وہ
دونون ایک سے رہین یعنے ایک انمین کا دوسرے پر سبقت نہ لیجاوے — واضح ہو کہ
اکثر اون آدمیونکا خلقت بہت حسد کرتی ہے جو کوئی ایسا مرتبہ یکایک حاصل
کرلین کہ جس مرتبہ کے لیے وہ خلقت کی دانست مین مستحق نتھے مثلاً جب ولیعہد
کسی بادشاہ کا بجائے بادشاہ کے سلطنت حاصل کرتا ہے تو کوئی اوسکا حسد نہین کیا
کرتا ہے کیونکہ سب کو دلپر نقش ہے کہ تخت کا ولیعہد مذکور مستحق تھا لیکن اگر
کوئی اور شخص سوائے وارث سلطنت کی تخت پر جلوس کرے تو ساری خلقت
اوسکا حسد کرے گی حسد کبھی نہین چھپ سکتا ہے جہان وہ شخص جو حسد کی گئی ہے
حاسد کے روبرو آئے تو اوسکے چہرہ مین فرق آجاتا ہے اور بھوئین چڑھ جاتی ہین اور
اوسکا رنگ زرد پڑجاتا ہے اور پریشانی دلکی منہ پر ظاہر ہوجاتی ہے حسد کا حال
بعینہ عشق کا سا ہے کہ یہ کبھی نہین چھپ سکتا ہے گو اوسی ہزار چھپاوے چنانچہ

مثل مشہور ہی کہ مشک و عشق پوشیدہ نہین رہ سکتی ہین جیسے کہ معشوقکو دیکھکر عاشق کا ڈھنگ بدل جاتا ہے اوسی طور سے حاسد کا حال بوقت موجود ہونے شے حسد کی گئی کے تبدیل ہوجاتا ہے حاسد کے ہنسنے مین ایک طرح کی طعنہ زنی پائی جاتی ہے اوسکا ہنسنا نہین بلکہ زہر خند ہے اوسکے ہنسنے سے نرم دل آدمیون کو زیادہ سخت صدمہ پہنچتا ہے بہ نسبت خفگی ایک صاف دل آدمی کے حاسدون کی ہنسی عجیب طرح کی ہوتی ہے خدا او سے بچاوے نتیجہ اس تمام مضمون سے یہ نکلتا ہے کہ کسی شخص کو حسد نکرنا چاہئیے اور اوسکو سمجھنا چاہئے کہ حسد کرنے سے سواے رنج اور گناہ کے کچھ حاصل نہین ہوتا ہے اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے غریب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے امیر کرتا ہے یہ حاسد آدمی کسواسطے کسیکو دیکھکر حسد کرتے ہین ✓

لا انتہا ہونا عالم کا اور بیان قدرت اللہ تعالی کی کا

اڈیسن صاحب بہادر جو کہ بہت دانا انگریز تہا بیان کرتا ہے کہ ایک دن مین تنہا کسی خوش جنگل مین چلا جاتا تھا اور وہان اوسوقت ایک عجیب تنہائی کا عالم تھا جب آفتاب نے کنارہ آسمان سے اپنے تئین چھپایا تو ستارے جو کہ اوسکے سامنے ستر پوشیدہ ہوتے تھے اور اسیواسطے اوسکے حضور مین نمودار نہین ہوتے تھے اپنے اپنے مدارون مین دکھائی دینے لگے اور نوبت بنوبت یہ ستارے خوبصورتی سے نظر آنے لگے یہانتک کہ سارا آسمان اونسے بھر گیا اور چاند بھی بڑی شان اور شوکت سے نمودار ہوا اوسوقت مجھے یہ قول حکما کا یاد آیا کہ سات ستارے اسقدر بڑے ہین کہ بعض اونمین کے زمین سے ذرا چھوٹے اور بعض بڑے

اور آفتاب بھی زمین سے لاکھون دفعہ مقدار مین زیادہ ہے اور وہ ستارے
جو ذرا ذرا سے آسمان پر چمکتے ہوے معلوم ہوتے ہین فی الحقیقت اجسام مانند آفتاب کے
ہین اور اونکے گرد چھوٹے سیارے مثل کرۂ زمین کے گردش کرتے ہین اور ان
سب سیارونمین خلقت خدا کی کسی نہ کسی طرحکی بستی ہے جب خیال میرے دل مین
آیا تو اوسوقت میرے خیال ناقص مین بہت وہم پیدا ہوئے مینے سوچا کہ جو اللہ تعالی
اس عالم لاانتہا کا جسمین کرورہا دنیا مثل زمین کے موجود ہین انتظام کرتا ہے
تو وہ مجھسے بے حقیقت شے کا کیا خیال رکھہ سکتا ہے جو اللہ تعالی گردشون آفتاب
اور ستارونکا خیال رکھتا ہے وہ خفیف چیزون پر کیونکر متوجہ ہو سکتا ہے
غرض یہ ہے کہ جون جون مینے بے انتہائی عالم پر غور کیا اوسیقدر میرا دل
پریشان ہوا کہ میرا خبرگیر خدا کیونکر ہوگا مینے دیکھا اور سمجھا تو دریافت کیا
کہ عالم کی انتہا کسی سمت مین نہین اگر کرورہا برس ایک سمت مین کوئی شخص
نہایت تیز رفتاری سے چلا کرے پھر بھی یہ غیر ممکن ہے کہ عالم کی حد پاوے
لیکن اس حالت پریشانی مین مجھے یہ بھی خیال آیا کہ عالم لاانتہا ہے تو وہ شے جسنے عالم
کو پیدا کیا ہے قوت اور عقل مین لاانتہا ہونا چاہیے اور گو آدمی نسبت عالم کے
ایک نہایت خفیف چیز ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ اللہ اوسکی
خبرداری نکرتا ہو مینے سوچا کہ یہ بڑی حماقت ہے کہ اللہ تعالے کی قوت
اور اختیار کو انسان کی قوت اور اختیار سے قیاس کرنا چاہیے یہان سے مجھے یہ
خیال آیا کہ اللہ تعالے ہر جاے موجود ہونا چاہیے تاکہ اوسے سب باتونکا علم
رہے اور یہ خیال آتے ہی میری دلجمعی ہوگئی اور مجھے یقین ہوا کہ گو انسان

نسبت سارے عالم کے بے حقیقت ہے لیکن خدا تعالی سب پر نگاہ رکھہ سکتا ہے
اوسکو پرورش سب کی منظور ہے کہ جھینگر سے لگا کے نہایت مجسم اژدہا تک وہ
خبرداری میں مصروف رہتا ہے بعض آدمی جنکی عقل کو وسعت نہیں حاصل ہے
خدا کے ہر جا موجود ہونیکو نہیں سمجھتے ہین وہ اپنے اوپر قیاس کر کے
کہا کرتے ہین کہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک شے ایک ہی وقت مین کئی جا موجود ہو
لیکن مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شے مثل انسان کے ہو تو اوسکے واسطے یہ غیر ممکن
ہے لیکن واسطے ذات پاک اللہ تعالے یہ امر ضروری ہے حکماے یونانی
ذات اللہ تعالی کے واسطے خوب مثال دیتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی
مثال اوس دائرہ کے ہے جسکا مرکز ہر جا ہے لیکن جسکا محیط کہین بھی
نہین ہو سکتا ہے فی الحقیقت یہ خوب مثال ہے اللہ تعالے کے ہر جا ہونیکی
جب ایسی ایسی باتین میرے دلمین آئین تو مجھے بڑی تشفی ہوئی اور سے مجھے دو
نصیحتین مفید حاصل ہوئین اول تو ناچیز ہونا انسانکا اور اس باعث سے
لغویت غرور و تکبر کی دوم قادر مطلق ہونا اللہ کا۔ اور اس باعث سے یہ
بہت دانائی کی بات ہے کہ شاکر ہووے اللہ تعالے کے انتظام پر ایک منہود
نے بے انتہا ... نے عالم کی خوب مثال دی ہے وہ کہتے ہین کہ ایک ایک درخت
پر ہزارہا گولر لگے ہوتے ہین اور گولر مین بے شمار چھوٹے چھوٹے بھنگے ہوتے ہین
اور ان کیڑونکے نزدیک ایک گولر گویا ایک نئی دنیا ہے وہ کیا جانتے ہونگے
کہ اور بھی لاکھون گولر ہین کہ اون مین بھی خلقت مانند اونکے بستی ہے اور انسان کی
خلقت کا تو اونکو ذرا بھی گمان نہوگا پس یہان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے

کہ محض حماقت سے ایک ٹھٹھا کہہ سکتا ہے کہ ہماری دنیا بڑی ہے اور اللہ تعالی
نے اوسکے برابر کوئی اور شے نہین بنائی ہے وہی حماقت اوس آدمی کی ہے جو خیال
کرے یا کہے کہ مین ایک بڑی شے ہون اور اللہ تعالے نے مجھے اور اور آدمیونکو
کو پیدا کر کے اونھین کی خبرداری اور سرانجام مین مصروف رہتا ہے حاصل
کلام کا اور فائدہ اس مضمونکے لکھنے سے یہ ہے کہ انسانکو اپنے تئین خفیف
سمجھنا چاہیے اور کبھی تکبر کر کے اپنے تئین بزرگ نہ سمجھے اور اللہ تعالے
کو ہر جگہ موجود جانے ۞

ناحق توقع باندھنے کے نقصان

بہت سے رنج اس جہان مین بسبب مایوسی کے پیدا ہوتے ہین اکثر ناحق اپنے
دل مین امیدین اور توقعین باندھ لیتے ہین اور اونکے خیال سے بہت شاد
رہتے ہین لیکن جب اونہین لغویت ان خام خیالات کی ظاہر ہوتی ہے اور یہ معلوم
ہوتا ہے کہ توقعین مذکور غلط تھین تو اونھین بڑا رنج ہوتا ہے یہان تک
کہ اونکی ساری خوشی دل کی جاتی رہتی ہے اور بسبب مایوسی کے وہ بہت مغموم
رہتے ہین اسیواسطے عاقلون اور حکمانے کہا ہے کہ آدمی کو لازم ہے کہ کبھی کسی سے
توقع نہ رکھے بلکہ جو تدبیر کرے اوسکی مایوسی پہلے سوچ لے کیونکہ اگر تجویزین ٹھیک
بن آئین تو خوشی بہت حاصل ہوگی اور اگر مایوسی حاصل ہوئی تو اونکا چندان رنج
نہین ہوگا کسواسطے کہ اوسکا خیال پہلے ہی سے کر رکھا تھا یہ قول حکما کا فی الحقیقت
بہت درست ہے اور اگر اسپر آدمی عمل کرین تو بلاشک بہت فائدہ متصور
ہے ہر آدمی کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ سب انسان اپنی اپنی بھلائی چاہتے ہین

اور بعد اپنے دوسرے کا خیال کرتے ہین اسکا کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ بات انسان
کی ماہیت مین داخل ہے پس جب یہ حال انسانکا ہے تو پھر توقع قوی اوسسے باندھنا
خالی از بے وقوفی نہین - یہان سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ آدمی کو کسی سے
بالکل توقع نہین رکھنی چاہیے کیونکہ امید پر تو دنیا قائم ہے ہماری مراد یہ ہے
کہ جو امید ہو اوسے بالکل تحقیق نہ جاننا چاہیے اور اوسکے خلاف ہونے کا ہمیشہ
گمان رکھنا چاہیے اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض ناتجربہ کار آدمی ہر آدمی سے جو
اونسے ذرا اخلاق سے پیش آتے ہین بڑی بڑی توقع کر لیتے ہین اور بعد ازان
رنج مایوسی کا اوٹھاتے ہین دنیا مین دوست حقیقی ملنا بہت مشکل ہے کیونکہ
مزاج انسان کے باہم بہت اکثر مختلف ہوتے ہین اور اس باعث سے کچھ
کچھ اختلاف رائے کا ہمیشہ رہتا ہے اور دو آدمی ایسے مشکل سے ملین گے
جنکے مزاج بالکل ایک سے ہون اور اس باعث سے جو بات ایک آدمی کی دانست
مین بہت مناسب ہے اور دوسرے کی رای مین نامناسب تو اس صورت
مین اگر آدمی دوسرے آدمی کی بھلائی اور خوشی دل سے بھی چاہتا ہو تو بھی
وہ عمل مین نہین آسکتی ہے اور نتیجہ توقع باندھنے کا یہ ہوگا کہ آپس مین ناحق
ترشی پیدا ہو جاویگی ایک شخص تو یہ خیال کریگا کہ میری بات ماننے مین
میرا دوست پہلوتہی کرتا ہے اور دوسرا یہ خیال کریگا کہ میرا دوست
بڑا بے وقوف ہے کہ جو بات نامناسب اور محال ہے مجھسے اوسکی توقع رکھتا
ہے پس غرض اس مضمون سے یہ ہے کہ آدمی حتی الامکان کسی آدمی سے کوئی
امید قوی نہ رکھے اور جب امید رکھے پہلے یہ خیال کر لے کہ شاید یہ امید نہ بر آوے

اور اپنے دلمین یہ خیال کرے کہ جیسے مین انسان ہون ویسے ہی سب ہین
سب اپنی اپنی بھلائی چاہتے ہین اور اپنی اپنی راے کو مقدم سمجھتے ہین پھر
کیا ضرور ہے کہ سب آدمی میری راے کے متفق ہون آدمی کو لازم ہے کہ
اپنی کوشش سے ایسی ایسی لیاقتین پیدا کرے کہ سب آدمی اوسکی بھلا چاہنے لگین اور
اس صورت مین آدمی اوسکی خواہ مخواہ قدر کرینگے اوسکو فائدہ پہونچانے مین اپنا فائدہ
یا خوشی تصور کر کے کوشش بلیغ عمل مین لاوینگے ۔ واضح ہو کہ اس دنیا مین بہت
سے ایسے عالی حوصلہ آدمی ہین کہ فائدہ خلق کو بہت چاہتے ہین اونھین بھی
یہ نچاہیے کہ کسی سے توقع قوی کرین اونکو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمین غرض
اچھے کام کرنے سے ہے خواہ کوئی اوسکو برا سمجھے یا بھلا ہمین یہ غرض نہین
ہے کہ جس آدمی کو ہم فائدہ پہونچاوین وہ ہمارا دلی ایک دوست ہو جاوے
اور اوسکی راے اور ہماری راے بالکل متفق ہو جاوے کیونکہ اگر یہ خیال اونکے دلمین
ہیگا تو اخیر کو اونکو نا امیدی ہو جاوے گی اور اونکا دل رنجیدہ ہو جاوے گا
اور بلکہ وہ اپنے طریقہ نیک سے باز آئینگے بعض آدمی نہایت ترش و مغموم
اس دنیا مین پائے جاتے ہین اور اکثر اونکو یہ فریاد کرتے ہوے سنا ہے کہ دنیا
بری شے ہے اسمین کوئی کسی کا ہمدرد اور ساتھی نہین ہے اور ایسے ایسے خیال کر کے
اونکا دل ہراس ہو جاتا ہے باعث اسکا یہی ہے کہ وہ یہ توقع کرتے ہین کہ
جس نیکی اور اخلاق سے ہم اونسے پیش آتے ہین ویسا ہی اور آدمی
ہم سے پیش نہین آتے ہین اب دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ پہلے سے انسانکی
ماہیت دریافت کرکے انسان کے طریقہ کو سمجھ لیتے تو اسقدر رنج کیون ہوتا

تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ قدیم مین بڑے بڑے امیر او وزیر گذرے ہین
اور انکو وہ اختیار ہوے ہین جو بادشاہونکو حاصل نہین تھے باعث اسکا یہ
ہوا ہے کہ وہ اپنے بادشاہون کی طبیعت کے بالکل مطابق ہو گئے تھے لیکن جب اونھون
نے یہ توقع قوی باندھ لی کہ جو ہم کہین گے وہی بادشاہ کرے گا تو وہ بیپروا اور مغرور
ہوگئے اور بادشاہ اخیر کو اونسے برہم ہو گیا اور اونھین خارج کیا اب غور کرنا
چاہیے کہ اگر یہ امیر ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ بادشاہ بھی آخر آدمی ہے اور اوس سے یہ
توقع قوی نرکھنی چاہیے کہ جو ہم کہین گے وہی کرے گا بلکہ ہمیشہ ڈرتے رہتے اور
جانتے رہتے کہ ممکن ہے کہ بادشاہ بعض اوقات ہمارے خلاف ہو جاے تو وہ ہمیشہ
اپنے مرتبہ کے موافق کام کرتے اور کبھی زیادہ قدم نہ بڑہاتے اور اس ترکیب سے
بادشاہ اونسے کبھی ناخوش نہوتا اور وہ اپنے علاقہ پہ قائم رہتے غرض یہ
ہے کہ سوا رنج مایوسی کے بسبب بہت توقع قوی کرنے کے اکثر مصیبتین اور آفتین بھی نازل
ہوتی ہین یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ مزاج انسان کا ہمیشہ یکسان نہین رہتا
ہے کیونکہ ممکن ہے کہ انسان ہمیشہ ایک ہی طور پر چلے میری طبیعت چاہتی ہے کہ مین کسی
کتاب کا مطالعہ کرون اور میرا کوئی نہایت عزیز دوست یہ چاہتا ہے کہ مین اوسکو
ہمراہ کسی مجلس مین لے جاؤن پس اب دیکھنا چاہیے کہ اس ذرا سے مقدمہ
مین کسقدر مشکل ہے اگر مین کتاب کے مطالعہ مین مصروف رہون تو میرے
دوست کو رنج مایوسی کا حاصل ہوتا ہے کہ باوجود اس تکرار کے مین اوسکی بات
کو نہین مانتا اور اگر مین اوسکے ساتھ جاؤن تو برخلاف میری طبیعت کے ہوتا ہے
القصہ طبیعتین دو آدمیون کی اکثر مطابق نہین ہوتی ہین اسیواسطے سب کو لازم ہے

کہ کسی سے توقع قوی نہ رکھے کہ خواہ مخواہ یہ بات عمل مین آوے ہی گی بلکہ توقع کرتا
یہ ضرور خیال کر لے کہ شاید میری توقع غلط ہو جاوے اور اگر یہ خیال نہو گا اور
بر تقدیر اوسکو اوسکی توقع نہ بر آوے گی تو اوسی بہت سا رنج اور مایوسی
حاصل ہوگی انتہی کلامہ

غور کرنا

بہت سے حکیمون اور داناؤنکی راے اسپر متفق ہوئی ہے کہ غور کرنا بھی ہر ایک بات
یہ نہایت خوب چیز ہے غور اور تامل کرنے سے آدمی کو ہزار طرح کے فائدے حاصل
ہوتے ہین جب آدمی کو غور اور تامل ہوگا وہ ضرور ہے کہ علم حاصل کرے اور
ہر ایک تجویز اور بات اوسکی مین کبھی فرق نہ آوے گا کسواسطے کہ وہ ہر ایک کام
کا غور کرکے برا بھلا انجام دیکھ لیتا ہے بخلاف اسکی جو ادنا پسند چاہتے ہین اور
غور و تامل کو ذرا اپنے دلمین جا نہین دیتے ہین وہ ہمیشہ جاہل اور ناخواندہ
رہتے ہین اونکی بات کا کوئی اعتبار نہین کرتا ہے اور غور کرنا ایسی ایک خوب
بات ہے کہ وہ ہر ایک کام مین مطلوب ہوتا ہے مثلاً کسی شخص مین غصہ ہے تو اوسے
بہت ضروریات سے ہے کہ وہ ضرور ہر ایک بات مین تامل کیا کرے اور برا
بھلا انجام ہر ایک چیز اور کام کا دیکھ لیا کرے یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جب
شخص مین کہ غصہ آتا ہے اور بوقت آنے غصہ کے وہ کچھ برا کام کر بیٹھتا ہے اور وہ
پیچھے ذرا غور کیا کرتا ہے تو اوسی سبب سے پشیمانی آیا کرتی ہے اور وہ کہا کرتا ہے کہ
مین نے بہت برا کام کیا ہے افسوس مین نے پیشتر ذرا غور نکیا کیا خوب بات
ہے کہ ہر ایک صاحب پہلے سے ہر ایک کام مین غور کر لیا کرین اور یہ بات

سہ بتا عیان ہے کہ جبتک غور نہو گا ممکن نہین کہ وہ علم حاصل کرے کسواسطے
کہ علم کے سیکھنی مین غور کو بہت دخل ہے ایک کتاب مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے
اپنے بھائی کو کسی خطا سے مار ڈالا لیکن بعد مار ڈالنے کے تحقیق ہوا کہ
در اصل جس خطا سے اوسکے بھائی نے اوسے مارا ہے وہ غلط ہے اور شخص
مرحوم سے وہ خطا نہین بن آئی تھی پس اب یہان دیکھا چاہیے کہ اگر وہ صبر
کرتا اور غور اور تحقیق کرتا تو کاہے کو اپنے بھائی کو ہلاک کرتا جس شخص مین کہ
غور نہوگا وہ ہر ایک کار اور بات مین ندامت اور شرمندگی اوٹھائیگا
عنایات ایزدی سے باب دوم نے بھی اختتام پایا ۔

باب سوم مین مختلف حالات تواریخ کے جو قابل جاننے کے ہین مندرج کیے جاتے ہین

ہندوستان

مخفی نہین کہ قبل از داخل ہونے مسلمانون کے ہندوستان مین تواریخ ہندوستان
کی بہت ناتحقیق ہے لیکن جو کچھ حال زمانہ قدیم کا مطالعہ کتب تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے
اوسکا خلاصہ کرکے حوالہ قلم کیا جاتا ہے واضح ہو کہ زمانہ قدیم مین عملداری ہندو
راجاؤن کی ہندوستان مین تھی اور زمانہ سلف مین دو بڑے خاندان اون راجاؤن کے
گذرے ہین ایک تو سورج بنسی او دوسرے چندر بنسی اور سورج بنسی خاندان
مین سے راجہ رامچندر جی بہت بزرگ راجہ ہوے ہین اور چندر بنسی خاندان
مین کرشن جی مہاراج — حال حکومت اہل ہند کا یہ کہ یہان ایک جبسا رے ہندوستان
مین حکومت نہین کرتا تھا بلکہ کئی — اور وے اپنے اپنے شہرون

مع گرد و نواح کے حکومت رکھتی تھی لیکن ایک ایسا بھی راجہ ہوتا تھا کہ اوسکا
سب اور راجہ لوگ ادب او فرمان برداری کرتے تھے اپنے اپنے ملک مین راجہ کو
کل اختیار سب باتونکا ہوتا تھا لیکن برہمن لوگ ہر ریاست مین بہت دخل رکھتے
تھے اور اکثر صلاح کار اور وزیر راجاؤن کے برہمن ہی ہوتے تھے ان
راجاؤن کے ملک مین اکثر رواج قانون دہرم شاستر کا تھا اس واسطے
انتظام ملک مین راجہ لوگ برہمن کے محتاج رہا کرتے تھے۔ اکثر بھی
تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف راجہ لوگ ہندوستان کے آپسمین لڑتے جھگڑتے تھے اور
بہت کم اتفاق ہوتا تھا کہ آپسمین دوستی او صلح رہی ہو بسبب اس نزع کے اور چند باتون
سے اہل ہنود اس قابل کبھی نہین ہوے کہ ملک گیری کرین یا آنکہ بیگانی قومون
کو اپنے ملک مین دخل نہ دینے دین یہان کے لوگ ہمیشہ سے آرام
طلب رہے ہین او جو یہان کی عیش و عشرت تواریخ سے ہویدا ہوتی
ہین ایسی کبھی اور ملک مین نہین پائی گئی ہین کہتے ہین کہ جس وقت مین اہل اسلام
نے ہندوستان مین شروع شروع دخل پایا ہے اوس عہد مین صرف قنوج مین
تیس ہزار دکان پان والون کی تھین اور ساٹھ ہزار قوال و طوائف تھین جس سے یہان
معلوم ہوتا ہے کہ جب سامان عیش و عشرت کا تھا تو بلاشک یہان بہت آدمی
عیاش ہونگے حقیقت یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ کی بادشاہت سے اہل ہنود ہمیشہ دبتے
رہتے ہین کئی سو برس قبل از پیدائش حضرت عیسی کے دارا گشتاسپ بادشاہ ایران
نے ہندوستان پر حملہ کیا اور شمالی اضلاع مثل پنجاب وغیرہ کے فتح کیے اور
سلطنت اہل ایران کو شاہنشاہ سکندر نے پامال کیا اوس وقت عظیم الشان

شاہنشاہ موصوف ہندوستان کیطرف بھی متوجہ ہوا اور اپنی بڑی سلطنت پر
قناعت نہ کرکے یہ ارادہ کیا کہ راجگان ہند کو بھی اپنا فرمانبردار کیجے چنانچہ
دریای بیاہ تک آن پہونچا تھا لیکن یہان اوسکی سپاہ نے سرکشی کی اور چاہا کہ ہم اپنے وطن کو
مراجعت کرین چنانچہ سکندر نے بموجب انکی خواہش کے اپنی فوج کو اپنے وطن یونان کو مراجعت کی اور
اوسکے دل مین واسطے فتح ہندوستان کے بڑی حسرت باقی رہی جب سکندر مر گیا
تو اوسکی ساری سلطنت اوسکے افسران فوج آپس مین بانٹ لی اور سردار فیلقوس نے
ہند کیطرف کے ملک اپنے قبضہ مین حاصل کیے کہتے ہین کہ یہ شخص کبھی پنجاب ہندوستان
مین آیا اور ایک دفعہ دریاے گنگ تک آ پہونچا جب یہ حال راجہ چندر گپت نے جو
راجہ پٹنہ کا تھا سنا اوسنے بہت سے پیشکش مثل پانسو ہاتھی وغیرہ کے اوسکو
دیے اور اوس سے صلح چاہی۔ غرض یہ ہے کہ اہل ہنود واسطے [illegible] ہندوستان
رہے جب تک کہ اہل اسلام اونکی آزادی کے واسطے دریاے اٹک سے نمودار ہوے
اور اونکی لڑائیونکا حال ہم آگے لکھینگے۔ واضح ہو کہ اہل ہنود زمانہ سلف
مین سب طرحکی علوم جانتے تھے علم ہندسہ اور حساب اور جبر و مقابلہ اور ہیئت وغیرہ
اونمین سب طرحکی کتابین ان علوم کی زبان سنسکرت مین مندرج ہین اور آجتک
موجود ہین علاوہ ازین فن شاعری کا انمین نہایت یادگار ہے مندرج [illegible]
ہم خلاصہ حال تو ہندو راجاؤنکا بیان کرچکے لیکن اب کچھ حال اہل اسلام کے آنے کا
ہندوستان مین بیان کرتے ہین۔ واضح ہو کہ محمود غزنوی نے [illegible]
بارہ گیارہوین دفعہ ہم کی اور گیارہوین دفعہ مین ہندوستانکو خوب لوٹ لوٹا کے
کر غزنی کو چلا گیا اگر ہم مفصل حال ان گیارہوین حملے کا لکھین

توہماری کتاب مین اتنی گنجایش نہین لیکن خلاصہ کرکے ثبت کرتے ہین اول
دفعہ مہم ہندوستان پر سلطان محمود غزنی سے آنکر سنہ ۱۰۰۱ مین کی تھی اور راجہ آنندپال
راجہ لاہور اور راجہ بھٹنیر کو شکست دیکر اور بہت سا روپیہ لوٹ کر پھر مراجعت
کی اور بعد ازان پھر بہت دفعہ ہندوستان مین آیا اور خوب لوٹ مار کر چلا گیا لیکن سنہ ۱۰۱۸ مین
جو یہ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ اور بیس ہزار غازی لیکر ہندوستان کیطرف
آیا تھا اسنے شہرون میرٹھہ اور متھرا اور بندرابن اور قنوج کو خوب لوٹا اور متھرا کے
اچھے اچھے بتخانون اور عبادتخانونکو خاک مین ملوادیا اور باشندونکو قتل کیا
اور بعد اس مہم کے پھر کئی دفعہ ہندوستان مین آیا کہ اونکا لکھنا اس کتاب
مین فضولی جانا لیکن سنہ ۱۰۲۴ مین جو اسنے شہر سومناتھہ پر جو گجرات مین واقع
ہے حملہ کیا تھا اوسکا حال ضرور قابل اطلاع کے ہے واضح ہو کہ محمود بہت سی فوج
لیکر غزنی سے طرف سومناتھہ کے چلا اور سومناتھہ مین ایک بڑا عبادتخانہ یعنی مندر
اہل ہنود کا جسکو مندر سومناتھہ کا کہتے ہین تھا اس مندر مین سب طرف کی لیے
واسطے پرستش کے آیا کرتے تھے دو ہزار دیہاتون کی آمدنی اس مندر کے واسطے
مقرر تھی جب محمود بارادہ لوٹنے اس مندر کی ہندوون نے مستعد بجنگ ہوا تو بہت
سی فوج ہندوونکی واسطے لڑائیکے تیار ہوئی اور محمود کو بھی حقیقت معلوم ہوئی
اور اوسنے سوچا کہ دیکھا چاہیئے کہ یہان سے ہم کیونکر فتحیاب ہوتے ہین لیکن
چونکہ اقبال مسلمانونکا یاور تھا اس باعث سے سلطان محمود نے اس جنگ
عظیم کو فتح کیا اور مندر اور شہر مذکور کو خوب لوٹا اور پامال کر دیا اور مال کثیر
جمع کرکے اپنے وطن کو راہی ہوا لکھتے ہین کہ ان مہمون مین سلطان محمود لاکھہ

ہندونکو غلام کر کے غزنی کو لیگیا تھا مورخ بیان کرتے ہین کہ شہر غزنی اس اوقات مین
ان دو لاکھ ہندو غلامون سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر غزنی مسلمانونکا گویا اہل ہنود
سے آباد ہے بعد حملون سلطان محمود غزنوی کے غوریون نے ہندوستان مین سلطنت
قائم کی اور بعد ازان او قومین افغانونکی ہندوستان مین آئین اور سلطنتین قائم کین
اور سنہ ۱۳۹۸ مین امیر تیمور شاہنشاہ ترکون کے نے ہندوستان پر حملہ کیا اور
بہت سا روپیہ اور مال لوٹ کر پھر واپس چلا گیا اور بعد ازان سنہ ۱۵۲۵ مین بابر
ایک شخص خاندان تیموریہ مین سے ہندوستان مین داخل ہوا اور ابراہیم بادشاہ
دہلی کو شکست دیکر دہلی مین آیا اور تخت افغانی پر جلوس فرمایا اور اوسوقت سے
خاندان تیموری ہندوستان مین قائم ہوا۔ اب ہمنے یہانتک حال سلسلہ وار ہندوستان
کا بہت خلاصہ کرکے لکھا ہے اب ہم یہانسے سلسلہ وار نہین لکھینگے کسواسطے کہ
اتنی گنجائش اس رسالہ مین نہین ہے اب ہم آگے حال دو سلطنتون کا
لکھتے ہین ایک شاہنشاہ اکبر کا اور دوسرا حال سلطنت شاہ عالم کا شاہنشاہ
اکبر اول کا تو اسواسطے قابل لکھنے اور اطلاع کے ہے کہ آج تک جیسی
سلطنت شگفتہ اس شاہنشاہ ممدوح کی ہوئی تھی کوئی نہین ہوئی اور حال
سلطنت حضرت شاہ عالم کا اسواسطے حوالہ قلم کیا جاتا ہے کہ انکے عہد مین خاندان
تیموری کو بالکل زوال آگیا تھا اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ انہین کے عہد
سے انگریز دہلی مین داخل ہوئے ؀

حال ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کا

یہ بادشاہ مشہور بیٹا ہمایون بادشاہ کا تھا۔ واضح ہو کہ جب افغانون نے ہمایونکو
ہندوستان مین سے خارج کیا اوسوقت ہمایون کی بیوی حمل سے تھی اور اسیواسطے
راجپوتانہ مین بیچ صحرا کے مقام امرکوٹ مین اکبر پیدا ہوا بعد اسکی ہمایون مع
اپنی بیوی اور نوتولد بچے کے طرف قندھار کے گیا یہان کے صوبہ دار نے بجاے
پنیہ پناہ کے ہمایون پر حملہ کیا اور اس باعث سے ہمایون اپنے عیال و اطفال کو
چھوڑ کے طرف ایران کے بھاگ گیا اور شاہ طہماسپ سے مدد مانگی چنانچہ
شاہ طہماسپ بادشاہ ایران نے ہمایون کی مدد کی اور اوسکے ساتھ بہت سی فوج
کردی اس کمک کے ذریعہ سے ہمایون نے کابل کو تسخیر کیا اور وہان اپنی
بیوی اور بیٹے اکبر سے ملا اکبر کے چچا نے پھر کابل کو فتح کیا اور ہمایون نے اسکا پھر
محاصرہ کیا اسوقت اکبر کے چچا نے اکبر کو ایک لکڑی سے فصیل قلعہ کی اوپر لٹکا دیا
یہ دیکھکر ہمایون نے اشتہار دیا کہ اگر کچھ بھی آسیب اکبر کو پہونچیگا تو سب آدمیون قلعہ
کو قتل کرونگا یہ بات سنکر قلعہ والون نے زبردستی چچا اکبر کے تئین اس بات سے باز رکھا
جب ہمایون کابل فتح کرکے دہلی آیا تو وہ کوٹھی پر سے گرا اور مر گیا اور
۹۶۳ھ مین جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ نے بیچ عمر ۱۴ برس کے تخت سلطانی پر
آگرہ مین جلوس کیا جبکہ صوبہ دار اور راجہ وغیرہ جو ہندوستان مین تھے یہ دیکھکر
کہ ایک لڑکا تخت پر بیٹھا ہے سرکشی کرنے لگے اور یہ ارادہ کیا کہ اپنی اپنی علحدہ
علحدہ ریاست کرین لیکن یہ لڑکا آفت کا ٹکڑا تھا اوسکی چالاکی اور ہوشیاری
مانند برق کی تھی آج اس صوبہ دار کو زیر کیا اوسیدن واسطے فتح اور ملک کے کوچ کیا

غرض یہ ہی کہ چند روز مین اوسنی ساری سلطنت مین امان سی قائم کی اور مضبوطی اپنی سلطنت کو دی کہ اوسکا بیان نہین ہوسکتا ہے — واضح ہو کہ جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی اوس وقت اسکا بہرام وزیر تھا یہ شخص گو بڑا تجربہ کار تھا لیکن اوسکی مزاج مین بیرحمی بدرجہ کمال پائی جاتی تھی اور علاوہ اوسکو تکبر بھی تھا بخلاف اسکی مزاج اکبر بادشاہ مین نہایت رحم تھا اور عالی ہمتی اور شجاعت مین یکتاے روزگار — واضح ہو کہ محمد ایک شخص جسنی شرقی اضلاع سلطنت ہمایون کی مین قبضہ کر لیا تھا اور اسکا وزیر ایک شخص ہیمون تھا جب اکبر تخت نشین ہوا ہمیشہ اس سے ہیمون وزیر محمد کا لڑتا رہا اور اگرہ تک بڑی فوج لیکر گیا غرضکہ ایک بڑی لڑائی ہوئی اور بہت سی آدمی طرفین سے کے زخمی اور مقتول ہوے اور ہیمون نے شکست کھائی اور قیدی ہوا جب وہ سامنے اکبر کے حاضر کیا گیا تو بہرام وزیر نے اکبر بادشاہ سے عرض کی کہ اس کافر کو اپنے ہاتھ سی قتل کیجیے اکبر نے اس بات کو مشکل سی مانا جب اپنے ہاتھ مین تلوار لیکر ہیمون کے سر پر رکھی او وقت اوسی بہت رحم آیا اور آبدیدہ ہوا اور تلوار کو پھینک دیا لیکن بہرام اس بات سی بہت بیچین ہوا اور اپنی تلوار سی ہیمون کے سر کو جدا کیا اور شمال رحیم ہونے اکبر بادشاہ کی ہی اکبر کی سلطنت مین انتظام ملک خوب ہوا ہے اوسنے اپنی ساری سلطنت کو بندوبست کیا تھا اور ہر ایک کی آمدنی اور خرچ کو قلمبند کروایا تھا اور چونکہ عالمون اور فاضلون کا تھا تو اچھے اچھے آدمی اوسکی حاضر ہوتے تھے ابو الفضل اور فیضی وغیرہ سب حاضر

وسیاست کے تھے اپنی عقل کے زور سے اور سب عاقلون اور فاضلونکی
دستور تجویز وہ ریاست کے باب مین کرتا تھا وہ خوب بن پڑتی تھی حقیقت
یہ ہے کہ خاندان تیموری مین وہ آفتاب تھا اوسکو ہندو اور مسلمان اپنا مربی
شمار کرتے تھے اور اوسکی جان و مال کو دعا دیتے تھے بات یہ ہے کہ جیسا
عدل و انتظام اسکی سلطنت مین ہوا ہے اور اسنے بہت سے ملک فتح کیے ہین
اور کسی بادشاہ سے یہ باتین نہین بن آئی ہین اور انگریز لوگ بھی اکبر بادشاہ کی
سلطنت کی بہت تعریف کرتے ہین سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین بدھ کی رات کو جمادی الثانی
کی بارہوین تاریخ کو اکبر بادشاہ دار الخلافہ اکبرآباد مین راہی عالم بقا کے ہوے
اور دوسرے دن بعد تجہیز و تکفین کے باغ سکندریہ مین کہ اکبرآباد کے مضافات
مین سے ہے دفن ہوے آصف خان جعفر نے ایک تاریخ وفات بادشاہ
کی اس طرح پر لکھی ہے ۞

بیت

فوت اکبر شد از قضای الہ	گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

تصویر حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی بھی اس جاے درج کتاب
کر کے اپنی کتاب کو آرایش دیتا ہون ۞

شاہنشاہ اکبر

مختصر حال سلطنت حضرت شاہ عالم بادشاہ کا

حضرت شاہ عالم بیٹے حضرت عالمگیر ثانی کے تھے اور اونھون نے بعد بہت سی مصیبتون کے پچیسوین دسمبر ۱۷۵۹ع کو تخت پر جلوس کیا انکے عہد مین دو باتین قابل لکھنے کے ہین اول تو غلام قادر کا آنا قلعہ مین اور دوسرے داخل ہونا انگریزونکا دہلی مین — واضح ہو کہ اب بالکل خاندان تیموری کو زوال آگیا تھا جب حضرت شاہ عالم تخت پر جلوہ افروز ہوے تو اپنے ملک کا آپ انتظام

کرتے رہے اس عرصہ مین بہت سے وزیر بادشاہ کے یہان بدلے اور اسی
عرصہ مین بادشاہ سے چھپور بھی سرکش ہوگیا تھا لیکن وہان یہ خود تشریف لیگئے
لیکن وہان کا قلعہ فتح کیا اور ۱۱۹۴ھ مین اپنا وزیر اور حمایتی مادہوجی سیندھیہ
ملقب مہاراجہ پٹیل بہادر والی دکن کو مقرر کیا اور مہاراجہ پٹیل نے اپنی طرف سے
ایک شخص کو دربار مین حاضر رکھا بعد ازان ۱۲۰۰ھ مین غلام قادر خان روہیلہ
نے کہ بیٹا ضابطہ خان اور ضابطہ خان بیٹا نجیب الدولہ کا اور نجیب الدولہ
بادشاہ کے یہان بڑا اختیار رکھتا تھا اور منصب وزارت سے ممتاز تھا مع چند
امیرونکے اور بہت سے سپاہیونکے اپنے ملک سے ارادہ لوٹنے قلعہ معلی کا کیا
اور دہلی کو چلا اور جمنا پار آنکر بادشاہ کو حضور مین لکھا بھیجا کہ یہ فدوی [illegible]
رفع کرنے اون شکون اور گلیہ نکو جو کہ میرے دشمنون نے آپسے عرض کی ہین
آیا ہے اگر حکم ہو تو دربار مین حاضر ہون — واضح ہو کہ یہ غلام قادر خان
نمک حرام اسی بہانہ سے سب اہلکاران قلعہ ناظر وغیرہ کی سازش سے قلعہ مین
آیا تھا جب بادشاہ سے حکم آنے کا قلعہ مین غلام قادر خانکو [illegible]
نمک حرام ناظر اور رالہ یار اور سلیمان اہلکاران قلعہ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اسکو کچھ
دغا نہین ہے صرف حضور کی ملاقات کو آیا ہے بادشاہ نے اپنے اہلکارون پر اعتماد رکھکر
غلام قادر خان کو حکم دربار مین حاضر ہونیکا دیا غلام قادر خان مع اپنی افسرونکے اور
دو سو سپاہیونکے قلعہ معلی مین آیا اور بادشاہ نے اسکی بڑی تواضع کی اور
مکار کو اپنے سینہ سے لگایا پھر اوس مکار نے دربار سے باہر آنکر اپنی فوجکو چہار جا قلعہ مین تعین کردیا اور
بادشاہی سپاہیونکو نکالدیا جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو پھر

غلام قادر کو اپنی پاس بلوایا اور کہا کہ تو نے کیا بلوہ مچا رکھا ہے اوسنے کچھ جواب
نہ دیا اور تخت کے پاس جا کر بادشاہ سے یہ عرض کی کہ آپ لائق بادشاہی کی
نہیں ہیں تخت پر سے اوتر جائیے پھر بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ برای سہول
ہمیں تخت پر سے اوتارا اسمیں ہماری بڑی بےعزتی ہے بلکہ تو ہمیں مار ڈال غلام قادر نے
یہ جواب سنکر تلوار میان سے نکالی لیکن ناظر قلعہ نے بیچ بچاؤ کروا دیا اور حضور کو سمجھایا کہ
آپ تخت پر سے اوتر جائیے ورنہ یہ بڑی بےعزتی کرے گا بادشاہ اوس وقت کہ
اونکا مددگار کوئی نہیں تھا اور سب بھی نمک حرام ناظر وغیرہ غلام قادر سے
ملکے تھے تخت پر سے اوتر کر محل میں چلے گئے تب غلام قادر نے ایک شخص کو
جسکا نام جہان شاہ تھا تخت پر بٹھایا اور اشتہار جاری کر دیے کہ جہان شاہ
تخت پر بیٹھے اور حضرت شاہ عالم اور اور شاہزادونکو سلیم گڈہ کیطرف ایک
مکان میں قید کر دیا اور پھر قلعہ کو لوٹنی پر کمر باندہی اور سات روز تک خوب قلعہ
کو لوٹا اور پھر ایک روز خود دربار کیا اوسمیں حکم دیا کہ آج شاہ عالم اور اونکے شاہزادے
ہمارے حضور میں حاضر ہوویں فی الفور شاہ عالم مع اور شاہزادونکی غلام قادر
کے دربار میں حاضر ہوئے جب غلام قادر نے حضرت شاہ عالم کیطرف مخاطب
ہو کر کہا کہ آپ زر و مال اور جواہرات بتلا دیجیے ورنہ ہم آپ کی دونو آنکھیں
نکال ڈالینگے بادشاہ بہت مضطر ہو کر محلمیں چلے گئے اور بہت سا جواہرات
لا کر حاضر کیا غلام قادر نے کہا اور لاؤ تم پاس اور ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ
اب میرے پاس کچھ نہیں ہے تب غلام قادر نے غصہ میں آنکر بادشاہ کو فرش
پر گرا اونکی چھاتی پر سوار ہو کر اپنی کٹار سے حضرت کی آنکھیں نکال ڈالیں

یہ وقت ایسا کمبخت اور مصیبت دار تھا کہ خدا کسی پر نہ لاوے بعد از نکال
لینے آنکھوں کے غلام قادر نے اونکو ایک الگ گوشہ مین قید کر دیا اس عرصہ
مین مہاراجہ پٹیل نے یہ سنا کہ اسطور پر حضرت شاہ عالم پر ظلم ہوا ہے تب بہت خفا ہو کر
بہت سی فوج واسطے نکال دینے غلام قادر کے بھیجی جب غلام قادر نے
یہ سنا کہ مادہوجی سیندہیہ ملقب بمہاراجہ پٹیل نے میرے مقابلہ کو فوج روانہ
کی ہے اور نزدیک آن پہونچی ہے تب وہ جمنا کو پار کر کے میرٹھ کو بھاگ گیا
اتنے مین مہاراج کی فوج یہان آن پہونچی اور حضرت شاہ عالم کو دوبارہ تخت پر بٹھایا
اور نذرین گذرانین اور فوج اب بتلاش غلام قادر کے میرٹھ کو گئی اور
غلام قادر کو جا کر گرفتار کیا لیکن وہانسے بھی وہ قابو پا کر بھاگ گیا لیکن بعد چند روز
کے بسعی ایک زمیندار کے وہ پھر گرفتار ہو کر مرہٹونکے کنبو مین آیا مرہٹون نے
اوسکے واسطے ایک لوہے کا پنجرہ بنوایا اور اوسمین اوسکو بند کیا اور کبھی اوسکا ہاتھ
کاٹ لیا کبھی ناک کاٹ لی اسطور پر اوسکو مار ڈالا اور پھر اسی عرصہ مین مہاراجہ
پٹیل بہادر خود دہلی مین رونق افروز ہوئے اور بادشاہ کو نذر گذرانی اور
نو لاکھہ روپیہ سالانہ حضور کا مقرر کیا اور اپنا ایک صوبہ دار نام جسکا شاہ نظام الدین
تھا دہلی مین واسطے انتظام کے مقرر کر کے پھر اپنے وطن کو مراجعت
کی اور مرہٹونکی عملداری ۱۸۰۳ع تک رہی بعد ازان انگریزون نے
اسی سن مین مرہٹونکو شکست دیکر دلی کو فتح کیا اور شاہ عالم بہادر کا بارہ لاکھہ روپیہ
سالانہ بطور پیشکش مقرر کیا اور ان بادشاہ نے ۱۸۰۶ مین جان بحق سونپی
اور اونکی جاے اکبر شاہ ثانی نے تخت پر جلوس کیا ❊

شاہ عالم

حال داخل ہونے نادر شاہ کا ہندوستان مین اور قتل کرنا باشندون دہلی کا

واضح ہو کہ جسوقت مین شاہ جہان بادشاہ ہندوستان کا تھا اوس عہد مین
بادشاہ ملک فارس کے صوفی تھے لیکن بسبب عیش و عشرت اور توجہ نکرنے کے
طرف کاروبار ملکی کے اونکی سلطنت ضعیف ہوگئی اور اخیر کو قوم افغانون نے
ایران پر حملہ کیا اور ۱۷۲۲ء مین شہر اصفہان کا محاصرہ کرکے اوسی فتح کیا اور
شاہ حسین کو کہ ایک بادشاہ صوفیون مین سے ایران کا تھا قید کیا لیکن بیٹا اسکا

جسکا نام طہماسپ تھا قید سے چھڑا دیا اور اوسکا مددگار و رفیق مستقل نادر
تھا کہ وہ بیٹا ایک گنڈریہ خراسان کا تھا جسنے اپنے باپ کی ریوڑ کو فروخت کر کے
چند ہمراہی اپنے پاس رکھے اور مع اونکے ملک میں غارت اور لوٹ کرتا پھرتا تھا سر انجام
ہو کہ نادر ایک بڑا دلیر مرد تھا اور اپنی سپاہ کو بہت خوش رکھتا تھا اور اوس باعث
سے فوج اوسکی نہایت تابع تھی اوسوقت شاہ طہماسپ کیطرف سے افغانوں سے لڑا
اور اونھیں شکست دی اور ۱۷۲۹ء میں اصفہان کو اونسے واپس چھین لیا اور بادشاہ
افغان کو قید کیا بعد ازان وہ ترکوں کیطرف مخاطب ہوا جنھوں نے سرحدی
سے حد سلطنت ایران میں کچھ دخل دیا تھا اور اونھیں بھی عاجز کیا اور جب
نادر نے یہ دیکھا کہ کمال اختیار اوسکے ہاتھ میں ہے اوسنے طہماسپ کو دور کرنا
چاہا اور اپنے تئیں بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا چنانچہ ۱۷۳۶ء میں اوسنے جلوس تخت
شاہی پر کیا اور شاہ طہماسپ کی آنکھیں نکلوا ڈالیں ازبسکہ نادر شاہ سے
اور افغانوں سے دشمنی چلی جاتی تھی تو وہ بھی اکثر اسی دق کرتے رہتے تھے لیکن
اسنے اونسے قرار واقعی عوض لیا نادر شاہ نے کابل میں آنکر بہت سے افغانوں
قتل کیا اور اونپر بڑی بڑی زیادتیاں کیں جب نادر شاہ شہر کابل میں
آیا تھا اوسوقت اوسنے اظہار کیا تھا کہ مجھکو کچھ دشمنی اپنے بھائی شاہ ہند سے نہیں ہے
فقط یہ مطلب ہے کہ افغانونکو سزا دیکر واپس اپنے ملک کو چلا جاؤں لیکن مرضی
خدا کی یہ تھی کہ ہند کی سلطنت کم حوصلہ کو کچھ سزا دینی چاہیے ایسا اتفاق ہوا کہ چند
سفیر وغیرہ کچھ ہو سے نادر شاہ کے پاس شاہ ہند کے رستہ میں قریب
جلال آباد کے مارے گئے اور کچھ عذر نادر شاہ سے شاہ ہند نے نہ کیا

واضح ہو کہ اوسوقت تک جلال آباد مین عملداری شاہ ہند کی تھی جب یہ حال نادرشاہ
کو ہویدا ہوا تو نادرشاہ شاہ دہلی اور وہاں کے وزرا سے نہایت خفا ہوا اور جلال آباد
مین انکے باشندونکو قتل کیا اور بعد ازان شہر دہلی کیطرف کوچ کیا اور کرنال پر انکی فوج
محمد شاہ شاہ دہلی کے مین اور نادرشاہ مین لڑائی ہوئی امیر الامرا نے زخم کاری پایا
اور سعادت خان وزیر محمد شاہ دہلی کا نادرشاہ سے اوسوقت تک لڑتے گیا جبتک
کہ اوسکی سپاہ نے اوسکا ساتھ دیا آخرکار فوج بھاگی اور سعادت خان کو نادرشاہ
نے قید کیا سعادت خان نے اس نظر سے کہ علاقہ امیر الامرا کا میرے
ہاتھ لگے کچھ فریب کرکے آکر ملاقات محمد شاہ اپنے آقا کی نادرشاہ سے کروائی اور
سنے ایسے معاملہ کیے گئے کہ نادرشاہ نے دو کروڑ روپیہ طلب کیے اور
ہندوستان کو خالی کرنے کا اقرار کیا لیکن ہندوستان مین نفاق ہمیشہ
ہوتا آیا ہے چنانچہ نظام الملک صوبہ دار دکن نے یہ چاہا کہ عہدہ امیر الامرا کا
مجھے ملجاوے اور سعادت خان کو نہ ملے پس اس مطلب کے حاصل کرنیکے لیے
نظام الملک نے نادرشاہ سے یہ بیان کیا کہ دو کروڑ روپیہ بہت کم ہے
اتنے روپیہ تو وہ خود سعادت خان اپنی ذات سے دے سکتا ہے یہ بات
سنتے ہی نادرشاہ کی حرص بڑھ گئی اور وہ دہلی مین داخل ہوا اور وہان بیشمار
دولت زبردستی لی لیکن صرف یہی آفت واسطے شاہجہان آباد کی نہ تھی بلکہ کچھ اور
بھی آفت اہل دہلی پر آنے والی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ ایک جھوٹی افواہ مرجانے
نادرشاہ کی شہر مین مشہور ہوئی اور اس خبر کو سچ جانکر کوتہ اندیش آدمی اس
شہر کے نے جہان کوئی ایرانی یعنی نوکر نادرشاہ کا ملا اوسے مارنا شروع کیا

چنانچہ بہت سے ایرانی مارے گئے جب نادرشاہ نے یہ خبر پائی تو وہ نہایت
غضبناک ہوا اور دہلی مین قتل عام کا حکم دیا دوپہر تک قتل جاری رہا اور
کہتے ہین کہ آٹھ ہزار آدمی دہلی کا مارا گیا سوَرخ انگریزی سچاے یہان کی لوگون
پر نہایت طنز کرتا ہی کہ گو ایسی یادتیان نادرشاہ نے دہلی مین کین اسپر بھی اکثر باشندی
دہلی کے جانے سے نادرشاہ کے بہت ناخوش ہوئے سچ ہے اوس زمانہ مین
اور اس زمانے مین بھی یہان کے لوگونکو فقط یہ خیال ہے کہ جب تک اونھین
اپنی ذات سے کچھ رنج نہو تو اونکی بلا سے ساری خلقت غارت ہی ہوجاے یہ خیال
تو اونھین کبھی نہین آتا ہے کہ اونکے ہم وطنون کو رنج ہے اور اس سے اونھین
کبھی افسوس نہین آتا ہے خدا حافظ ہے اس خلقت کا ـ واضح ہو کہ نادرشاہ
دہلی سے چودہوین تاریخ ماہ اپریل ۱۷۳۹ء کو روانہ ہوا اور اٹھارہوین تاریخ
ماہ جون ۱۷۴۷ء کو قریب شہر مشہد کے قتل کیا گیا اور احمد شاہ ابدالی نے اوسکی
جاے سلطنت افغانستان مین حاصل کی اور اوسکی جاے تخت ایران پر
کسی اور شخص نے پیروی کی تصویر نادرشاہ کی بھی اسجاے درج ہوتی ہے ؂
نادرشاہ نے جب باشندون دہلی کو قتل کیا تھا اوسکی تاریخ ایک شخص نے
یہ کہی ہے ؂ غم عام ؂

نادر شاہ

بیان دخل پانے انگریزونکا کلکتہ مین اور نواب سراج الدولہ سے لڑکر فتح کرنا تمام بنگالہ کا

ظاہر ہو کہ یہ حال بھی قابل اطلاع اور یاد رکھنے کے ہے کہ کیونکر اول ہی اہل انگریزون نے
کلکتہ مین دخل پایا اور ملک بنگالہ کیونکر ہاتھ آیا ۔ واضح ہو کہ نواب علی وردی خان
صوبہ دار بنگالہ نوکر بادشاہان دہلی کا تھا اور تمام بنگالہ پر متصرف ہو گیا تھا یہانتک
کہ نام کو خادم سلطانی کہلاتا تھا اور نہ وہ بادشاہ دہلی سے بہت زیادہ طاقتور
ہو گیا تھا اور ان دنون مین بادشاہت دہلی کی بھی ضعیف ہو گئی تھی ۔ غرض یہ ہے کہ یہ نواب
مشہور بہت منصف اور ہوشیار اور شجاع تھا اور سوداگرون اور بیوپاریونکو
اپنے ملک مین بہت امن دیتا تھا اور وہ یہ خوب جانتا تھا کہ سوداگری ہونے سے
اوسکے تاجروسے بہت خراج حاصل ہوتا ہے چنانچہ تاجران انگریزی کو اوسنے
اپنی ریاست مین جاے سکونت قلعہ شہر کلکتہ مین دی اور اونکو سوداگری کرنیکا
اپنے ملک مین حکم دیا ماہ اپریل ۱۷۵۶ء مین نواب علی وردی خان مذکور کو ناگاہ سفر
ملک آخرت کا درپیش آیا اور اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو اوسنے رحلت کی
اور اوسکا پوتا نواب سراج الدولہ بجاے اوسکے مسند نشین اور فرمانروا اوسکے بنگالہ
کا مقرر ہوا یہ نواب بہت ظالم اور عیاش تھا اور آغاز اپنی حکومت سے اوسنے انگریزون
سے بگاڑ کیا اور اسیوقت مین اہل انگریز اور فرانسیسون مین ولایت فرنگستان
مین لڑائی کا آغاز ہوا تھا اور اس باعث سے جو انگریز اور فرانسیس فرنگی
ہندوستان مین تھے اون مین دشمنی شروع ہوئی تھی چنانچہ اون انگریزون
مذکورہ بالا نے جو بنگالہ مین تجارت کرتے تھے اور کارخانجات مختلف رکھتے تھے

کلکتہ کے قلعہ کے گرد ایک خندق عمیق کھدوانی شروع کی تھی تاکہ اونکے دشمن
و اسمیں فرنگی اونپر فتح اور دق نہ کرسکین جب اس حال کی خبر نواب سراج الدولہ
والی بنگالہ کو اوسکی جاے دار الخلافہ شہر مرشدآباد مین پہونچی کہ صاحبان انگریز
بیرے شہر کلکتہ مین خندق کھدواتے ہین اور سامان جنگ تیار کرتے ہین تب
اوسکو انگریزونکیطرف سے شک ہوا اور اوسے یہ بھی معلوم تھا کہ انگریزونکے
پاس بہت روپیہ اور اسباب کلکتہ مین ہے اسیواسطے انگریزونکے افسرونکو
نہایت خفگی کے پروانے بھیجے کہ ایسی تیاری جنگ کی میرے ملک مین عمل مین
نہ آوے اسپر انگریزون نے کچھ عذر کیا لیکن نواب مذکور نے نہایت غصہ
ہوکر کلکتہ پر بہت فوج لیکر چڑھائی کی اور کلکتہ کے قلعہ مین انگریزونکے پاس تین
سو زیادہ آدمی نتھے اس باعث سے نواب نے انگریزونکو شکست دیکر لیا او
قلعہ پر بالکل خود متصرف ہوگیا اور بہت سے انگریز وہان مارے گئے اور بہت
انگریزونکو نواب نے قید کیا جب نواب قلعہ مذکور مین داخل ہوا تو وہان اسقدر
نہ پایا جتنی کہ اوسنے توقع کی تھی فقط قریب پچاس ہزار روپیہ کے اوسکے ہاتھ آئے
پھر اوسکے خیال ناقص مین یہ آیا کہ انگریزونکو جو مینے قید کیا ہے اونپر زیادتی اور
ظلم کرنا چاہیے تاکہ وہ دق ہوکر چھپے ہوے اور دفن کیے ہوے خزانے اپنے
مجھپر ظاہر کرین چنانچہ اوسنے ایک سو چھیالیس انگریزونکو ایک نہایت چھوٹی
مکانمین جسکو انگریز بلیک ہول کہتے ہین ٹھونس کر مانند کبوترونکے چھوٹے سے
ڈربے مین بھردیا اور دروازہ مکان پر قفل جڑدیا اور نواب نے آرام فرمایا
اس کمبخت موسم مین گرمی کی نہایت شدت تھی اور بیچارے قیدی انگریز تمام رات پانی پانی

بیکار رہنے رہے اکثر اونمین سے گھٹ کر اور پیاس کی زیادتی سے مر گئے اور فقط
صبح ایک سو چھیالیس آدمیون مین سے پچاس سسکتے ہوے زندہ باہر نکالے گئے
اس واردات عظیم کی یادگاری کے لیے انگریزون نے ایک مینارا اوس مکان مذکورہ بالا
پر تعمیر کروایا جبکہ خبر اس ظلم و زیادتی کی اور انگریزونکو مقام مندراس مین پہونچی
وہ نہایت خفا ہوے اور تیاری واسطے بدلہ لینے کے کی۔ کرنیل لورڈ کلایو جو
نہایت شجاع اور مردانہ عظیم افسران انگریزون مین سے تھا قریب دو ہزار آدمی لیکر
کہ اونمین سے ایک ہزار گورے تھے اور ایک ہزار ہندوستانی تلنگے واسطے فتح کرنے
شہر کلکتہ کے جہاز پر سوار ہو کر چلا۔ جب کلکتہ مین مع اپنی فوج کے آن پہونچا تو کلکتہ مین
سے فوج نواب سراج الدولہ کو خارج کیا اور نواب خود مرشد آباد کو بھاگ گیا۔ سچ
ہے کہ ظالم لوگ نامرد بہت ہوتے ہین بسبب ظلم اور زیادتی اس نواب کے اوسکے
اکثر سردار اوس سے ناراض تھے اوسے مسند پر سے اوتارا چاہتے تھے اوس کے
سردارونمین سے ایک بڑا سردار میر جعفر خان بھی تھا اور اس سردار نے یہ
ارادہ کیا کہ مین انگریزونسے مدد لیکر نواب سراج الدولہ سے مسند چھین لون اور
آپ اوس پر بیٹھون چنانچہ اوسنے کرنیل لورڈ کلایو موصوف سے سازش کی اور کرنیل
ممدوح نے اپنی فوج لیکر مرشد آباد پر بھی مہم کی اور نواب سراج الدولہ کی فوج کو مقام پلاسی
پر شکست فاحش دی اور میر جعفر خان کو نواب ملک بنگالہ کا بنا دیا اور اوس سے بہت سا
روپیہ موافق عہد نامے کے لیا جبکہ فوج نواب سراج الدولہ کی نے شکست کھائی
تو وہ اپنے محل مین سے نکلکر اپنی بیوی اور خوجہ کے ساتھ بھاگا لیکن بعد چند روز
کے وہ گرفتار آیا اور میر جعفر خان کے قدمون پر گر پڑا میر جعفر خان کو رحم آیا

اور اوسنے چاہا کہ اوسکی جان کو بخشون لیکن میر جعفر خانکا بیٹا نام جسکا میرن تھا
اور وہ بڑا ظالم اور بے رحم تھا اوسنے نواب سراج الدولہ کو قتل کروایا
سچ ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی اوسکے سامنے آتا ہے ـ ہم اس جا بے تصویر
نواب سراج الدولہ کی سچ نقشہ دینا کہ جسکو انگریزی زبان مین بلیک ہول کہتے ہین
اور شبیہ کرنیل لورڈ کلایو صاحب بہادر کی درج کتاب کرتے ہین ٭

شبیہ نواب سراج الدولہ
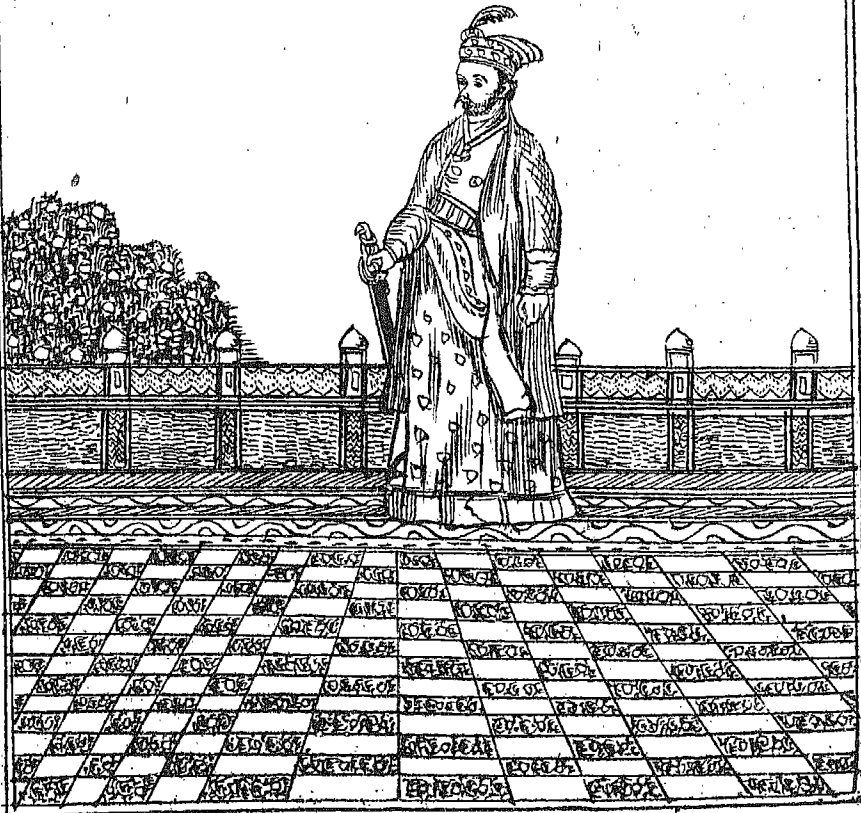
تصویر کرنیل لورڈ کلایو

نقشہ اوس عمارت اور مینار کا جسے انگریزی بانمن بلیک ہول کہتے ہیں

حال مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر والی لاہور کا
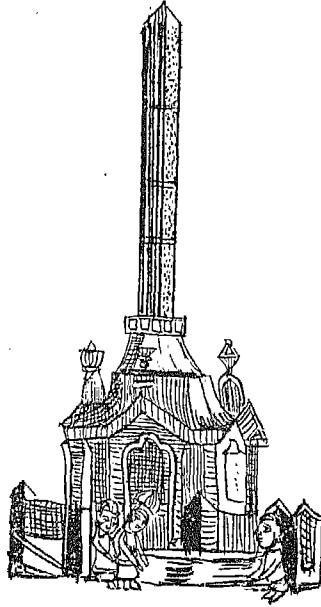
واضح ہو کہ یہ مشہور شخص ایک بڑا راجہ قوم سکھ مین سے گذرا ہے اور یہ وہ آدمی ہے
جس نے اپنی قوت بازو سے ایک سلطنت عظیم قائم کی اسکے بزرگ زمیندار قوم سکھ
مین سے تھے جب سلطنت اہل افغان کی ضعیف ہو گئی تو پنجاب مین بڑی بے انتظامی
وقوع مین آئی اور مختلف جتھے سکھون کے پیدا ہوے ان جتھونکو مثل کہتے تھے
ان جتھون مین سے ایک جتھا چرت سنگھ کا بھی تھا اور چرت سنگھ دادا
مہاراجہ رنجیت سنگھ کا تھا چرت سنگھ نے لوٹ مار کر کے چند اپنے ہمراہی
جمع کر لیے تھے اور سردار کہلاتا تھا اور بسبب اتفاقی راج ملک کوہستان
یعنی جمو وغیرہ کے اسکو بہت سے قابو واسطے حاصل کرنے دولت اور اختیار کے

ہات سنگہ چیت سنگہ کا بیٹا مہا سنگہ تھا اسنی جمو کو خوب لوٹا اور بہت قوت
حاصل کی اور امرت سر مین اکثر وہ رہا کرتا تھا اور اس ترکیب سی مہا سنگہ
نے ایک ریاست قائم کی مہا سنگ کے بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگ پیدا ہوا ابتدائی عمر میں
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے چیچک کی بیماری ہوئی اور بسبب اس بیماری کی مہاراجہ
کی ایک آنکھ جاتی رہی لیکن وہ بہت ہوشیار اور دلیر تھا اور اپنے باپ کی ریاست
کو اوسنی بھی ترقی دی اور چھوٹے چھوٹے سرداروں سکھونکو اوسنی مطیع کیا۔
زمان شاہ والی کابل نے جب خبر سنی کہ شاہ ایران کا ارادہ واسطے فتح کرنے
ہرات کے ہے وہ پنجاب سے جلد بھاگ گیا اور جلدی مین کئی توپین اوسکی
دریاے جہلم مین ڈوب گیئن اور وہ اونھین چھوڑ کر چلا گیا لیکن رنجیت سنگہ
نے شاہ مذکور کی بہت خدمتگاری کی واسطے قبضہ لاہور کے اجازت حاصل
کر لی جب شاہ اپنے ملک مین پونہچا اوسنی مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لکھا کہ میری
توپین دریاے جہلم مین سے نکال کر بھیجدو چنانچہ مہاراجہ مذکور نے آٹھ توپین نکالکر
اونھین شاہ مذکور پاس روانہ کیا اس بات سی شاہ ممدوح مہاراجہ رنجیت سنگہ سی
بہت خوش ہوا اور شہر لاہور اوسی بخشدیا جب یہ اجازت واسطے قبضہ کر لینے
لاہور کے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو حاصل ہوئی اوسنی ارادہ واسطے قبضہ کر لینے
اس شہر کے کیا۔ واضح ہو کہ اندنون مین شہر لاہور پر قبضہ چیت سنگہ اور موہر سنگہ
اور صاحب سنگہ کو تھا لیکن یہ تینون سردار عیش مین پڑے ہوئے تھے اونھین
کچھ خبر امور ریاست سی نتھی اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بعض رئیسون اہل اسلام
سی جو شہر لاہور مین تھے سازش کر کے اونھین اپنی طرف ملا لیا تھا اور اونھون نے

بوقت آنے فوج رنجیت سنگہ کے دروازہ شہر لاہور کا کھولدیا اور اس ترکیب سے لاہور
مہاراجہ مذکور کے قبضہ مین آیا اسوقت سے مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ریاست
ترقی پکڑتی گئی جو جو سردار آس پاس کے ملک پنجاب مین تھے اونکو باری باری
رنجیت سنگہ نے فتح کرنا شروع کیا جب سردار کو اوسنے زیر کیا اوسکی ریاست اوس سے
چہین لی اور اوسکو کچھ پنشن یا جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی ان دنونمین
مہاراج کا یہ حال تھا کہ آج ایک قلعہ کو فتح کیا کل ایک اور قلعہ کو جا گھیرا اور اسطور
سے لوٹ مار اور فتح کرتا ہوا سب پنجاب کو پائمال اور مطیع اپنا کیا چونکہ اس وقت مین
سلطنت افغانی کو ہر روز بہت ضعف ہوتا جاتا تھا اس باعث سے مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے انکے ملکون مین بھی دست اندازی شروع کی جسطرف مہاراجہ تشریف
لے گئے اوسیطرف سردار اور امیر فرمانبردار ہو گئے نذرین
معقول پیش کین بعد ۱۸۰۲ء کے رنجیت سنگہ نے ملتان کی طرف اپنی فوج
کو حکم حرکت کا دیا لیکن وہانکا ناظم جسکا نام مظفر خان تھا اوسنے اراده مہاراجہ
کی اطاعت کا کیا اور مہاراج کو نذرین پیش کین اور اس سبب سے ناظم مذکور نے
آفت کو ٹالا ۱۸۰۸ء مین لارڈ منٹو صاحب نے چارلس مٹکف صاحب بہادر کو
بطور اپنی ایلچی کے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس بھیجا کہ ایک عہد نامہ فیمابین
سرکار خالصہ اور سرکار انگریزی کے ہوجاے اور غرض اس عہد نامہ سے یہ تھی
کہ مہاراجہ اپنی فوج کو پار دریاے ستلج کے نہ اوتارین اور اون سرداران اور راجاؤن
قوم سکھ سے جو اوسطرف دریاے مذکور کی ہین کچھ سروکار نہ رکھین اول اول
مہاراجہ مذکور نے کچھ خیال [illegible]

کرنیل اوکٹرلونی جنکو اخترلونی صاحب کہتے ہین مع فوج کے لدہیانہ کو بھیجا اگر
مہاراجہ صاحب راہ راستی سے عہدنامہ انگریزی کو نہ قبول کرین تو زبردستی
اونسے عہدنامہ مذکور کیا جاوے چنانچہ یہ تیاری جنگ کی انگریزونکی طرف سے
دیکھکر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گورنمنٹ انگریزی کے کہنے کو قبول کیا اور عہدنامہ
طرفین سے کیا گیا اسجاے یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ اگر سردار اور رئیس قوم سکھہ
مین سے جو اسطرف دریاے ستلج کے ہین حمایت انگریزی مین نہ رہتے تو بیشک
مہاراجہ اونکی ملک کو چہین لیتا اور اونکا نام و نشان بھی نہ رکھتا۔ واضح ہو
کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے مختلف شہر اور قلعجات ۱۸۱۸ء تک فتح کیے اور ملتان
پر بھی کئی دفعہ مہم کی لیکن یہ شہر جسکا ناظم مظفرخان تھا اوسکے ہاتہ بہت مشکل سے
لگا سنہ ۱۸۱۸ء مین مہاراجہ نے بڑی تیاری واسطے لینے ملتانکی کی اور اوسکا
محاصرہ کر لیا اور بعد کوشش بلیغ کے مہاراجہ نے ملتانکو فتح کیا
مظفرخان اور کئی اوسکے بیٹے اس لڑائی مین مارے گئے مہاراجہ کو قلعہ ملتان
مین بہت سی دولت ہاتہ آئی ــ واضح ہو کہ قبل از فتح ہونے ملتانکی مہاراجہ صاحب
موصوف نے ایک مہم واسطے تسخیر کشمیر کے کی تھی لیکن اس مہم مین سکھونکے
شکست پائی چنانچہ سنہ ۱۸۱۹ء مین پھر کشمیر پر چڑہائی کی اور بعد بہت سی کشت و
خون کے اس شہر جنت نشانکو فتح کیا اوس وقت سے یہ فردوس ثانی
قبضہ سکھونمین رہا جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے پشاور کو فتح کیا تھا تو بعد چند
پھر افغانون نے انکو اس شہر کو چھین لیا کسواسطے کہ فوج مہاراجہ کی پشاور نزد
[illegible]

مابین سکھون اور افغانون کے واقع ہوئی اس لڑائین پھولا سنگھ اکالیا جو ایک بڑا
دلیر سپاہی قوم سکھ مین سے تھا مارا گیا اور ایک ہزار سے زیادہ آدمی سکھونکے مقتول اور زخمی
ہوئے کہتے ہین کہ اس لڑائین سکھونکی فوج قریب چوبیس ہزار کی تھی اور افغانونکی قریب
پانچ ہزار کے پھر بھی مسلمان ڈٹی یک میدان جنگ مین لڑتے رہے اور بہت داد شجاعت
کی دی لیکن آخرکار شکست کھائی اور اسوقت سے پشاور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ

مین رہا مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اگرچہ کچھ علم نہ تھا پھر بھی بسبب شجاعت اور بہادری
کے تمام پنجاب کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور ایسا نام پیدا کیا کہ بہت کم حاصل
ہوتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ ماہ جون ۱۸۳۹ء مین راہی ملک بقا ہوئے تصویر
مہاراجہ صاحب کی بھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کیجاتی ہے *

مہاراجہ رنجیت سنگھ

حال محمد اکبرخان کا

یہ مشہور شخص بیٹا امیر دوست محمد خان والی کابل کا تھا باعث اسکی شہرت کا یہ ہوا
کہ جب انگریزون نے سنہ ۱۸۳۸ مین مہم کابل پر کی اور فوج بہت سی جمع کرکے کابل
کو تسخیر کیا اور بعد ایک لڑائی کے امیر دوست محمد خان نے عاجز ہوکر اپنے
تئین میگناٹن صاحب کے حوالہ کیا اوسوقت محمد اکبرخان طرف بلخ کے پہاڑونکے
ضلع مین بھاگ گیا اور چند مدت تک روپوش رہا اور جب کابلیون نے
سرکشی کی اوسوقت محمد اکبرخان جو بڑا چالاک اور بہادر تھا اور دشمنی قوم نصارا
سے بیحد کمال رکھتا تھا کابل کے گرد نواح مین آن موجود ہوا اور سرکشونکو دلاسا اور دلبری
اور اونکا سردار بنکر سرکشی کو خوب پختہ کیا یہانتک کہ وہ بربادی فوج انگریزی
کی ظہور مین لایا میگناٹن صاحب نے چاہا تھا کہ کسیطرح اس شخص کو اور سرکشونکو
گرفتار کرلیون لیکن یہ صاحب موصوف اپنے پھندے مین آپ پھنس گئے چنانچہ
صاحب مذکور چند ہمراہیونکے ساتھ واسطے ملاقات کے محمد اکبرخان کے پاس
آئے اور کچھ گفتگو درباب حوالہ کردینے سرکشون کے واقع ہوئی اوسوقت
محمد اکبرخان کو جوش آیا اور اپنی سپاہ کو لفظ بگیر کا فرمایا یعنی حکم واسطے گرفتاری
صاحب موصوف اور اونکے ہمراہیون کے دیا یہ بات دیکھکر میگناٹن صاحب
بہت حیران ہوئے اور کچھ کلام سخت کرنے لگے اور محمد اکبرخان کو اونھون نے
اپنے ہاتھ سے دھکا دیدیا اس بات سے اس بچہ افغان کو بہت غضب آیا اور اونے
پستول اپنی کمر سے نکال کر لاٹ میگناٹن صاحب کے مارا فیالفور لگتے پستول
کے وہ مرگئے اور فوج انگریزی بالکل غارت ہوئی جب انگریزون نے

یہ حال بربادی فوجکا سنا اونہون نے ایک اور فوج بسرکردگی جنرل
سرجارج پالک صاحب کے افغانستان کو بھیجی اور اس فوج نی کابل کو پھر
فتح کیا اور محمد اکبرخان ذرا اوس گروہون انگریزی فوج سی کبھی مقابلہ مین نہین آیا
یہانتک کہ جنرل رابرٹ سیل صاحب جو قلعہ جلال آباد مین مقیم تھے اونکو بھی وہ نہ
نکال سکا بلکہ یہ ہوا کہ اس شجاع جنرل نے ایک بار قلعہ مین سی قریب پندرہ سو آدمیونکو
لیکر باہر نکلا اور گو اکبرخان کی ساتھ دس ہزار فوج تھی پھر بھی اوسی شکست فاش دی
اور محمد اکبرخان بھاگتا ہوا نظر آیا القصہ جب فوج انگریزی کابل سی واپس آئی
اور دوست محمد خانکو انگریزون نی قید سی رہا کیا اور وہ کابل کو پھر تشریف لے گئے
تو محمد اکبرخان بطور وزیر کے مقرر ہوا اور اکثر کاروبار ملکی مین اوسی کو دخل تھا
اکثر سرکشونکی تنبیہ و تادیب مین وہ مصروف رہتا تھا دوست محمد خان کو سہیرا بھرو سا
تھا حقیقت یہ ہی کہ یہ شخص بڑا غضبناک اور مردانہ عظم تھا اور تمام افغانستان مین
محمد اکبرخانکا نام مشہور ہو گیا تھا اور ہر معاملہ مین کنرو ہی اختیار رکھتا تھا اور اوسکا
یہ ارادہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سکھون اور انگریزونسے لڑے لیکن اوسکی
زندگی نے وفا نہ کی اور اوسنی عمر جوانی مین ہشتم ماہ فروری ۱۸۴۷ء کو مقام
جلال آباد مین وفات پائی اور بموجب اوسکی کہنے کی وہ بلخ مین دفن ہوا اور قوم نصارا
سی وہ اسقدر دشمنی رکھتا تھا کہ بوقت مرنے کی اپنی بھائی محمد شریف خان سی کہا
کہ میرا سلام میرے بزرگوار کی اور دوستونکی خدمت مین کہدینا اور اونکو اس امر سی
بھی مطلع کرنا کہ مین تو اب راہی ملک عدم کا ہوتا ہون مگر تمہیں خرابیون سی جو
فرنگیون سی دوستی کرنے مین پیدا ہوتی ہین بخوبی نظر رکھنا محمد اکبرخان کی

مرنے سے قوم قزلباش اور غلزئی جو کہ ہمیشہ سرکش اور اوس سے ڈرتی رہتی تھی خوش ہوتی تھی شاید اونکو اس امر سے اطلاع نہوگی *

اگر بمرد عدو جاے شادمانی نیست	کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست
ای دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری	شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود

ایک شخص نے وزیر محمد اکبر خان کی وفات کی یہ تاریخ لکھی ہے

سال فوت وزیر کابل گفت	غم اکبر سروش بیکم و کاست

۱۲۶۳ھ

محمد اکبر خان

حال سلطان ٹیپو کا

واضح ہو کہ ٹیپو بیٹا حیدر علی نایک کا تھا اور حیدر علی نوکر راج میسور کا جسکا دار السلطنت
شہر سرنگاپٹن ہے تھا اور حیدر علی نے بہت اختیار راج میں حاصل کر کے اور راجہ کو
صغیر سن دیکھکر آپ حکم کرنے لگا اور ملک غصب کر لیا اس سے اور انگریزوں سے
بڑی جنگ و جدل رہی کہ در حقیقت یہ ہے کہ اوسنے بھی انگریزوں کے خوب ہی دانت
کھٹے کیے اور دق کیا کبھی انگریزوں نے فتح پائی اور کبھی حیدر علی نے لیکن یہ ہوا
کہ ایک دفعہ بھی انگریزوں سے وہ بالکل زیر کیا ہو سنہ ۱۷۵۲ میں حیدر علی کے فرزند
پیدا ہوا اور نام اوسکا ٹیپو رکھا اور جیون جیون ٹیپو کی عمر زیادہ ہوئی اوسنے
جنگی اور ملکی امور میں دخل پایا اور انگریزوں سے دشمنی کو ترقی دی اور بعد مرنے حیدر علی
کے ٹیپو نے انگریزوں سے خوب لڑائیاں لڑیں اور اونکے قیدیوں پر بہت ظلم اور
زیادتیاں عمل میں لایا کبھی صلح مابین انگریزوں اور سلطان مذکور کے ہوئی
لیکن پائداری کبھی کسی صلح کو نہ ہوئی آخر کو سنہ ۱۷۹۹ کے شروع میں انگریزوں نے
قطعی ارادہ زیر کرنے ٹیپو کا کیا اور بڑی فوجیں انگریزی کئی سمت سرنگاپٹن کی
حرکت کرنے لگیں اور جنرل ہیرس صاحب سپہ سالار فوج انگریزی کے مقرر ہوئے ۲۷
ماہ مارچ سنہ ۱۷۹۹ کو مابین فوج انگریزی و فوج سلطان ٹیپو کے ایک سخت جنگ قریب
مقام ملاولی کے واقع ہوئی اور اسمیں دونوں طرف سے خوب داد شجاعت ظہور میں آئی
اور جنرل ہیرس نے خوب انتظام کیا آخر کو فوج ٹیپو کی بھاگی اور نقارہ فتح
کا کمپو انگریزی میں بجا اس لڑائی میں قریب ۶۶ آدمی کے [illegible] مقتول اور
قیدی انگریزوں کے [illegible] ہوئے لیکن فوج سلطان [illegible] نقصان ہوا

بعد اس جنگ کی فوج انگریزی سامنے شہر سرنگاپٹن کی آن پڑی اور تیاری
محاصرۂ شہر کی عمل مین آنی لگی بہت دنون تک محاصرہ رہا اور شہر فتح نہ ہوا اس
عرصہ مین چند بار سلطان نے انگریزون سے چند شرائط واسطی صلح کی بیان کین لیکن اونسے
کچھ نہ نکلا آخیر کو کئی انگریز اسواسطی مقرر کیے گئے کہ قلعہ کی فصیل کو توڑنا چاہیئے چنانچہ سوم تاریخ
ماہ اپریل کو کرنیل لسلی صاحب نے سپہ سالار فوج انگریزی کو اطلاع دی کہ تھوڑی
سی فصیل قلعہ کی ٹوٹ گئی ہے یہ بات سنکر سپہ سالار جنرل ہیرس صاحب نے
دوسرے دن حملہ کا ارادہ کیا اور یہ بات مقرر کی کہ ٹھیک دوپہر کو ایکدفعہ ہی حملہ
عمل مین آوے خلاف اسکے ٹیپو کے خیال مین یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ انگریز
رات کو وقت حملہ کرینگے اور اس مغالطہ مین اوسنے بھی نقصان اوٹھایا
جنرل ہیرس صاحب نے اب یہ ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ یا تو قلعہ کو فتح کرنا یا یہین دفن
ہونا چنانچہ اونھون نے موافق درخواست جنرل بیرڈ صاحب کی جو پہلی لڑائیون
مین ٹیپو کے قیدی ہوے تھے اور اوسکے ہاتھ سے بہت سے ظلم اوٹھائے
تھے اور اسی باعث سے قلبی دشمنی سلطان مذکور سے رکھتے تھے افسر حملہ کرنیوالی
فوج کا کیا ان صاحب نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا اور چند منٹون مین شہر کی فصیلون کے اندر
داخل ہوے گو بہت سا کشت و خون ہوا اور ٹیپو لڑائی مین تین چار زخم کھا کر
مر گیا اور لاشون مین رل مل گیا اور بوقت داخلہ انگریزون کے شہر مین یہ نہ معلوم
ہوا کہ وہ کہان ہے بلکہ یہ شک ہوا کہ وہ اپنے محل مین چھپ رہا ہے اور چونکہ
گورے اور اکثر افسر انگریزی ٹیپو کی جان کے خواہان تھے تو وہ بہت غضبناک
ہوکر خواہان اس بات کے ہوے کہ دروازے محل کے توڑ کر دیان

گھس جاویے اور ٹیپو کو مع عیال و اطفال اوسکی قتل کیجیے سپاہ کے غضب کو کم کرکے
جنرل ہیرڈ نے شاہزادون اور سلاطینون سے یہ درخواست کی کہ اگر تم اپنی جان
اور مال کی حفاظت چاہتے ہو تو دروازے محل کی کھول دو ورنہ اگر ہم زبردستی
کھول لین گے تو گورے سب تمکو جو اندرون قلعہ کے ہین قتل کرینگے لیکن
سب شاہزادی او بیگمین ٹیپو سلطان کی اس بات سے ڈرتی تھین کہ شاید ٹیپو پھر فتح
پاوے اور ہمین واسطے کھولدینے دروازہ کے سزا دیوے اخیر کو جنرل مذکور
نے میجر ایلن صاحب کو واسطے فہمایش سلاطین او قلعہ دار محل کے بھیجا اور
اس حلیم اور شجاع انگریز نے اپنی تلوار قلعہ دار کو دیدی اور اوسکی تسلی کی کہ ہم
کسیکو آزار نہین دینگے لیکن اہل محل کے خوف کھاتے تھے اور قسم کھا کر بیان کرتی
تھی کہ ٹیپو محل مین نہین ہے بعد بہت سی تکرار کے میجر مذکور محل مین داخل ہوے
او شاہزادون او سلاطینونکو بڑے خوف مین پایا اور اونکی حالت دیکھکر
اونھون نے بہت افسوس کیا غرض کہ سارے اطفال سلطان مذکور کے
حفاظت انگریزی مین آئے اور اونکے ساتھ تھوڑی سی فوج مقرر کرکے اونکو
باہر محل کی لے گئے بعد اسکی ٹیپو کی لاش بھی پائی گئی اور اس باعث سے انگریزونکو
کا شبہہ مٹ گیا کہ شاید ٹیپو کہین چھپا ہوا ہو — ٹیپو سنہ ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوا تھا اور
اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت اوسکی وفات کے اوسکی عمر قریب ۴۶ برس
کی تھی اسجاے جو ہمنے یہ تصویر لکھی ہے یہ اس سبب کی ہے کہ جب میجر ایلن
صاحب بہادر دروازہ محل کا کھلوا کر اندر گھسے تو لڑکے ٹیپو کے زیادتی خوف سے
میجر ایلن صاحب سے لپٹنے لگے او میجر صاحب موصوف بھی اونکی

کمال محبت سے پیش آتے اسطور سے یہ ملک انگریزونکی قبضہ مین آیا اور انگریزون نے واسطے پرورش بچون ٹیپو کے کچھ مقرر کردیا ؛

نقشہ اوس حالت کا کہ اطفال و عورات ٹیپو سلطان نے انہین میجر ایلین صاحب کو سونپا

حال شاہنشاہ سکندر کا

سکندر بیٹا بادشاہ فیلقوس کا تھا اور بادشاہ فیلقوس بادشاہ مقدونیا
کا جو کہ یونان میں واقع ہے تھا فیلقوس نے واسطے تربیت اپنے بیٹے سکندر کے حکیم
ارسطو کو مقرر کیا تھا اور اس بڑے فاضل نے اوسکو ایسی تربیت کی کہ وہ اظہر
من الشمس ہے سکندر بعد وفات اپنے باپ کے بیس برس کی عمر میں تین سو چھتیس ۳۳۶ برس پہلے
پیدا ہوا حضرت عیسی کے یعنی آجتک دو ہزار ایک سو اسی ۲۱۸۰ برس گذرتے ہیں
کہ تخت مقدونیا پر بیٹھا اور اوسنے ایسی ایسی کار نمایاں کیے اور بڑی بڑی
مہمیں کیں ہیں کہ حال مفصل اونکا میری تمام کتاب میں بھی گنجایش نہیں کر
لہذا کچھ تھوڑا سا حال مختصراً لکھا جاتا ہے ۔ واضح ہو کہ جب سکندر بیس برس کی
عمر میں تخت پر بیٹھا تو اہل یونان جانکر کہ ایک لڑکا تخت نشین ہوا ہے سرکشی کرنے لگے
لیکن سکندر نے ساتھ کمال شجاعت کے اہل یونان کو خوب سزا دی اور اپنا مطیع کیا
یہان تک کہ چند روز میں اس سے فرصت پاکے بعد اسکے تین سو چونتیس ۳۳۴ برس پہلے
پیدایش حضرت عیسی کے بائیس برس کی عمر میں اسنے فتح کرنے سلطنت ایران کا ارادہ
کیا اور فوج لیکر چلا اور جب اسنے ارادہ پار کرنے دریا گرینی کس کا کیا تو ایرانی فوج نے
اوسے سامنے سے اوترنے سے روکا لیکن اسنے اپنی شجاعت سے فوج ایرانی کو وہاں
شکست دی اور دریا کو پار کیا اس عرصہ میں موسم گرمی کا نمود ہوا اور سکندر نے
کچھ اپنی فوج کو رخصت واسطے گھر جانے کے دی بعد تھوڑے دنوں کے جب اسکی فوج گھر سے
واپس آئی تو اسنے ادہر اودہر کے ملک کیپی وشیا بغلی کونیا وغیرہ فتح کیے
اور سامان دوسری لڑائی کا اہل ایران سے کیا دارا بادشاہ ایران کا

ایک لاکھ پچیس ہزار فوج لیکر مقام اسس پر مقابل سکندر کی آیا اور فوج سکندر کی
دارا کی فوج سے تھائی بھی تھی دونوں اس مقام پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی اور
بہت سا کشت وخون ہوا بہت دیر تک شک رہا کہ دیکھا چاہیے فتح کسکو ہو
لیکن اخیر کو سکندر نے دارا کو شکست دی اور دارا مع فوج اپنی کے اپنے دار الخلافہ کو
میدان جنگ میں سے بھاگ گیا اور تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لڑائی میں ایک
لاکھ دس ہزار آدمی ایرانی فوجوں سے مارے گئے دارا تو بچکر بھاگ گیا لیکن اوسکی
ماں اور اوسکی جورو اور تمام عیال و اطفال اوسکے سکندر کے ہاتھ قیدی ہوئے
اس بڑی عظیم فتح نے اور ریاستوں کو جو کہ آس پاس تھیں ڈرا دیا اور سبھوں نے
تابعداری سکندر کی اختیار کی بعد اس فتح کے سکندر طرف ترکستان کی متوجہ ہوا
اور ملک شام کو فتح کر کے واسطے زیر کرنے ملک مصر کی جا کر اوسکو اپنے قبضہ میں لایا
اور دریاے نیل جہان کہ سمندر سے ملتا ہے ایک شہر بہت عمدہ و ذیشان تیار
تعمیر کروایا جو کہ اب تک آباد ہے اور اس شہر کو شہر سکندریہ کہتے ہیں
جبکہ سکندر مصر میں تھا کہ اوسکو یہ خبر پہونچی کہ دارا شاہ ایران نے پھر واسطے لڑنے
کی بڑی فوجیں تیار کی ہیں یہ خبر سنتے ہی یہ مصر سے پھرا اور دریاے فرات کو پار کر
کر الجزیرہ میں جو کہ درمیان دریاے دجلہ اور فرات کی واقع ہے آیا اور اسوقت میں
دارا بھی اپنی فوجیں لیکر اربلا سے چالیس میل کی بڑہ کے بڑی میدان میں آن پڑا اور سکندر
بھی الجزیرہ سے پانچ دنکی راہ طے کر کے مقابلہ اپنے دشمن کی آ گیا اور ایک مورخ بیان
کرتا ہے کہ دارا کی فوج قریب دس لاکھ کی تھی اور سکندر کی قریب سینتالیس ہزار
کو سکندر نے باوجود اس قلیل فوج کو نہایت دلیری و مردانگی عظیم سے قلب میں

فوج دارا کے جہان کہ جھنڈا بادشاہی لہرا رہا تھا گھس حملہ کیا اور لڑائی طرفین سے شروع ہوگئی اور سکندر بوقت لڑائی کے اس فکر مین تھا کہ کسیطرح سے خاص دارا کو قید کرون اتنے مین یہ تو اس فکر مین لگ رہا تھا کہ قریب تھا کہ فوج سکندر کی شکست کھاوے لیکن یہ جھٹ خود اپنے ساتھ بہت عمدہ اور کارآزمودہ سوار لیکے لڑائی مین گھس گیا اور خوب لڑا یہ لڑائی بڑی دیر تک جاری رہی اور لاکھون آدمی مقتول و مجروح ہوے حقیقت یہ ہے کہ اخیر نہایت بڑی بھاری لڑائی تھی لیکن اخیر نوبت سکندر نے دارا کو شکست دی اور دارا لڑائی مین سے بھاگ گیا اور بہت سی فوج اوسکی ماری گئی اور قید ہوئی اور بوقت بھاگنے دارا کے سکندر نے اوسکا تعاقب کیا اور شہر بابل وغیرہ مین ہوتا ہوا طرف اصفہان کے جہان کہ دارا بھاگ گیا تھا چلا اور جبکہ سکندر رہا جل مین پہونچا تو اوسنے خبر پائی کہ دارا کو اوسکی دو بڑے بڑے افسرون بسس اور سٹی بار زیر نے قید کرلیا ہے یہ سنتے ہی اوسنے فوراً کوچ کیا اور جبان دونون افسرون مذکور نے یہ خبر پائی کہ سکندر آتا ہے تو اونھون نے رستے ہی مین دارا کو قتل کرکے بھاگ گئے جبکہ سکندر نے رستے مین دارا کو مردہ پایا تو اوسے بڑا رنج ہوا اور اوسنے دارا کو بموجب بادشاہی شان کے دفن کیا اسطور پر ایسی طاقت مند اور بڑی سلطنت ایران کی اسکے ہاتہ آئی اب سکندر خراسان قندہار بلخ ماوراءالنہر وغیرہ مین ہوتا ہوا اور اونکو فرمان بردار کرتا ہوا اور اسطرح ارادہ فتح کرنے ہندوستان کی کابل مین آیا مورخ بیان کرتے ہین کہ شہر کابل بسایا ہوا اور بنیاد ڈالا ہوا سکندر کا ہے سکندر نے کابل مین سب راجاؤن ہندوستان کو واسطے تابعداری کے بلوایا اور اونھین جتلانے

جسکی عملداری ہردو طرف کنارہ دریاے سندہ کی تھی تابعداری سکندر کی
قبول کی اور سکندر نے کشتیاں واسطے پار کرنے دریاے سندہ کے تیار کروائیں اور
دریاے مذکور کو پار کرکے ہندوستان میں آگیا اور وہ ملک جو دریاے سندہ کی
مشرق میں ہے اوس زمانے میں وہ ملک تین سرداروں پر تقسیم تھا اِبلیسنیز
جو کہ حاکم کشمیر کا تھا اور ٹیکسلا جسنے کہ فرمانبرداری سکندر کی قبول کرلی تھی اور پورس جسکی
عملداری مشرق کیطرف دریاے سندہ کی تھی جبکہ سکندر دریاے سندہ سے چلکر ٹیکسلا میں
پہونچا جو کہ کنارہ دریاے جہیلم پر واقع ہے دیکھتا کیا ہے کہ بہت سا لشکر پورس
مذکور کا سامنے کنارہ دریاے مذکور پر واسطے روک کو کھڑا ہوا ہے سکندر اسکے
مقابلہ کرنا نہ چاہتا بلکہ ایک فریب کام میں لایا جہاں کہ فوج سکندر کی پڑی ہوئی تھی
اوس جگہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک بلندی پر ایک ٹاپو تھا جسنے دریا جہیلم کو
دو حصہ میں تقسیم کردیا تھا سکندر رات کو جبکہ ہوا تند چل رہی تھی اور بارش تیزی
کی بشدت جاری تھی اپنی فوجکو ساتھ لیکر اوس ٹاپو پر سے اوترنے کا ارادہ کیا
اور صبح کو پہونچا اوس ٹاپو کے اوترکر سامنے دشمن کے جا پڑا جبکہ پورس کو
خبر ہوئی کہ سکندر خود مع فوج کے اوتر آیا ہے تب وہ خود بہت سی فوج لیکر بارادہ
جنگ کے آیا اور اوسوقت آپسمیں بڑی سخت اور خونی لڑائی واقع ہوئی لیکن چونکہ اقبال
سکندر کا بہت یاور تھا اوسنے پورس کو شکست دی اور اوسکو قید کرلیا
اور اوسکو بھی اپنا تابعدار کرکے پھر اوسکو اوسکا ملک واپس کیا اور بعد اسکے
سکندر نے دریاے جناب و راوی کو پار کیا اور راستہ میں سب اہل ہندوستان نے
تابعداری سکندر کی اختیار کی اب سکندر دریاے بیاہ تک پہونچا تھا اور اوسنے چاہا کہ

اوس دریا کو پار کر کے شہر پٹنہ مین گھس جاوین کہتے ہین کہ اوس زمانے مین راجہ پٹنہ کا
چندرگپت تھا جسکو یہان چھ لاکھ فوج جرار تھی لیکن فوج سکندر کی عرصہ نو برس سے
ساتھ سکندر کے بڑے بڑے ملکون مین رات اور دن اور گرمی اور جاڑے مین لڑتی
اور لڑتی پھرتی تھی اس باعث سے اب بہت لڑنے سے تھک
گئی تھی تو اب فوج نے یہ چاہا کہ اب گھر کو مراجعت کر کے اپنے عیال و اطفال سے
ملنا چاہیے اس بات پر سب فوج اور افسرون نے متفق ہو کر سکندر سے یہ درخواست
کی کہ اب ہم وطن کو مراجعت کرنی چاہیے اگرچہ سکندر نے اپنی فوج کو سمجھایا اور خاطرداری اور [illegible]
بھی کی کہ ملک ہندوستان کا ہاتھ آویگا اور بڑی شان حاصل ہوگی لیکن
فوج نے نہ مانا آخرکار بہت بیدلی اور حسرت سے سکندر نے اپنی فوج کو لوٹایا
اور حکم مراجعت کا دیا اور بوقت بازگشت کے سندھ و ہندوستان [illegible]
سکندر اور اہل ملتان سے لڑائی ہوئی اور بوقت لڑائی کے سکندر بڑی بہادری
اور مردانگی کے کام مین لاکر خود اکیلا اونکے شہر کو پھلانک کے شہر مین گھس گیا اور دشمن سے جو
لڑ کر شکست دی لیکن اس لڑائی مین اسنے اتنے زخم کھائے تھے کہ توقع زندگی کی
نہین تھی لیکن بعد چند روز کے اسنے شفا پائی اور پھر کوچ طرف اپنے وطن کے
جاری کیا اور جب ایران مین پہونچا تو اوسنے وہان دارا کی لڑکی سے شادی کی
اور جب سوسا مین جو کہ خراسان مین واقع ہے پہونچا وہان جا کر اوسنے جو کہ [illegible]
جرنل و سپاہی تھے اونکو اجازت واسطے گھر جانے کے دی اس باعث سے ساری
فوج سکندر کی نے چاہا کہ ہمکو بھی رخصت واسطے گھر جانے کے ملے سکندر نے اس بات
اپنی فوج سے بہت ناراض اور خفا ہو کر یہ حکم دیا کہ نئی فوج ایرانی رکھی جاوے اور

سب پرانی فوج سپہری نکال دیجاوے اور اونسے بہت سی فوج ایرانی نوکر رکھ لی
جب یہ بات فوج سکندری کی نے دیکھی تو فوج مذکور نے بہت عاجزی اپنے آقا
کی کرکے اپنی خطا معاف کرائی اور دوبارہ اپنے اوپر سکندر کو مہربان کروایا بعد اسکے
سکندر نے خود بخود دس ہزار آدمیونکو اپنی فوجمین سے رخصت واسطے گھر جانے
کو دی بوقت علیحدگی کے فوج سے سکندر کو بہت رنج حاصل ہوا بعد رخصت کرنے
دس ہزار فوج کے وہ خود طرف شہر بابل کے بارادہ سیر کرنے اہل عرب کے چلا گیا اور جسوقت کہ
شہر بابل مین پہونچا تو وہان اسکو پیغام اجل آپہونچا اور عارضہ بخار کا لاحق ہوا
اور اسی مرض مہلک مین جبکہ اوسکی عمر بتیس ۳۲ برس کی تھی بارہ سال سلطنت کرکے
اس عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کر گیا حقیقت یہہ ہے کہ جیسا یہ شہنشاہ
یونانی گذرا ہے اور جسنے نام پیدا کیا ہے آجتک کوئی ثانی اسکا صفحۂ زمین پر نہین
پایا گیا ہے قلم اور زبانکو طاقت نہین کہ اوسکی بہادری و مردانگی کے اوصاف بیان
کرسکے ⁂

سکندر

حال انگلستان کا

زمانہ سلف کا حال انگلستان بھی بہت قابل اطلاع کی اور تعجب سے مخفی نرہے کہ قبل از حاصل ہونے سلطنت عظیم کے اس بنا مین اہل رومیہ کبری کو غنیمہ رمین شمیر پیدا ہونے حضرت عیسیٰ انگلستان جسکو برٹن بھی کہتے ہین کوئی نہین جانتا تھا اوس زمانے مین باشندے انگلستان کے جو کہ اب اس مرتبہ عقل کو پہنچے ہین بالکل وحشی تھے پوشاک وہ چمڑم کی پہنتے تھے اور گندہ ہونے سے تمام باہین اور رانون سے تمام ٹانگین کھلی رکھتے تھے اور اونکو نیلا رنگ لیتے تھے کھانا اونکا گوشت تھا اور جنگلون مین جھپرون اور جھونپڑون مین گذران کرتے تھے مذہب اونکا بت اور آتش پرست تھا اکثر وہان کے لوگ اوس اوقات مین سوچھونٹ کو منڈوا ڈالتے تھے لیکن داڑھی رکھتے تھے اور اونکے سر کے بال گندہ ہونے اور پیٹھ تک لٹکتے تھے دیکھا چاہیے کہ باشندے انگلستانکے یہی انگریز جنھون نے اب کیسے علم اور عقل اور مرتبہ حاصل کیا ہے کہ اپنے ثانی نہین رکھتے ہین کیسے وحشی اور بے عقل تھے * مصرع * ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ایک تصویر اوس زمانہ کے باشندون انگلستان مین کی سجاتی درج کرتا ہون اوس سے معلوم ہوجائیگا کہ اوس زمانہ مین وہ لوگ کیسے وحشی تھے اوس اوقات مین حال حکومت اور سلطنت اونکی کا یہ ہے کہ کوئی ایک بادشاہ اونپر حکمرانی نہین کرتا تھا بلکہ اونکی الگ الگ جتھے تھے اور ایک ایک جتھے کا علحدہ علحدہ سردار تھا لیکن جب کوئی غنیم یا دشمن چڑھکر آتا تھا تو اوس وقت یہ ساری قوم متفق ہوجاتی تھی اور متفق ہوکر ایک اچھے سے شخص کو اپنا سردار اور سپہ سالار بنا لیتی تھی

تصویر ایک زمانہ سلف باشندۂ انگلستان کی

اور اوسکی اوسوقت اطاعت کرتے تھے چنانچہ اسیوقت مین جبکہ سیزر شاہنشاہ
روم نے کہ [illegible] نے یہ چاہا کہ انگلستان کو فتح کیجیے اور اس وحشی قوم کو اپنا تابعدار
کر لیجیے تو آدھی رات کو وہ واسطے زیر کرنے اس قوم کے سوار ہوا تو صبح کو
جبکہ کنارہ دریاے ڈوور کے نزدیک جو کہ قریب انگلستان کے ہے جا پہنچا تو
دیکھتا ہے کیا سامنے تمام آدمی انگلستان کے مسلح ٹیلون اور پہاڑون پر کھڑے
ہوئے ہیں غرض یہ کہ اس لڑائی کے وقت اہل انگلستان نے موجب اپنے قواعد کے اپنا
سردار و سپہ سالار ایک شخص مسمی کیسی ولانس کو مقرر کیا تھا غرض کہ آپس مین سیزر کے
اور باشندگان انگلستان سے کچھ لڑائی ہوئی اور بباعث اسکے کہ امرا و رؤسا کو
بوقت لڑائی کے کیسی ولانس سے کچھ کچھ تھی اور انھون نے بباعث حسد یا کسی شک کے
اوسکی اطاعت نہ کی اہل انگلستان نے شکست کھائی اور شاہنشاہ سیزر فتح یاب ہوا
لیکن سیزر نے یہان کچھ اچھی طرح سے انتظام نہ کیا اور بعد مرجانے سیزر کے اور

شاہنشاہون روسیہ کبرے کے نے اہل انگلستان کو زیر کیا اور حکمرانی کرنے لگے اور اونکی چار سو سال تک عملداری انگلستان مین رہی اور بباعث انکی عملداری کے باشندے انگلستان کے بہ نسبت سابق کے کچھ عقلمند ہو گئے تھے لیکن بعد چار سو سال کے عملداری اہل روسیہ کبرے کی جاتی رہی تو سنہ ۴۴۸ عیسوی مین ایک قوم پکٹس اور سکوٹس نے انگلستان کو اکیلا جانکر خوب لوٹا اور تباہ کرنا شروع کیا باشندے یہان کے بہت دق آکر اونھون نے اہل ملک جرمنی سے جنکو قوم سیکسنز کہتے ہین مدد مانگی کہ تم پکٹس اور سکوٹس کو ہماری ملک مین سے نکالدو اونھون نے بہت رضامندی سے اہل انگلستان کی مدد کی اور پندرہ سو آدمی قوم سیکسنز مین سے واسطے نکالدینے پکٹس اور سکوٹس کے آئے اور اونھون نے پکٹس اور سکوٹس سے لڑکر سنہ ۴۵۰ عیسوی مین اونکو شکست فاحش دی قوم سیکسنز مذکور نے اس ملک کو زرخیز اور اپنے ملک جرمنی کو بنجر پاکر اوسکا قبضہ کر لیا اور انگلستان پر مدت تک قابض اور حکومت کرتے رہے بعد ازان قوم ڈینز رہنے والے ڈنمارک نے سنہ ۸۳۲ مین انگلستان پر حملہ کرنا شروع کیا اور کئی بار قوم ڈینز اور قوم سیکسنز مین جو کہ انگلستان پر قابض ہو گئے تھے لڑائیان واقع ہوئین لیکن آخر کو قوم سیکسنز نے قوم ڈینز کو شکست دی غرض یہ کہ قوم سیکسنز کی مدت تک عملداری ہندوستان مین رہی اور آخر بادشاہ انکی قوم مین سے ہیرلڈ تھا۔ اور ایک اور شخص مسمے ولیم دی کونکرر ڈیوک نورمنڈی کا جو کہ ایک ضلع ملک فرانس کا ہے تھا یہ دونون امیدوار تخت انگلستان کے ہوے ہیرلڈ کا دعوے تخت کا تو اسطور پر تھا کہ وہ بیٹا پچھلے بادشاہ کا تھا اور ولیم دی کونکرر

دعوے بسبب کسی رشتہ بادشاہی کے ان کو رکھتا تھا آپس مین ان دونون کے
سنہ ۱۰۶۶ع مین لڑائی واقع ہوئی اور اس لڑائی مین ولیم دی کونکرر نے فتح پائی اور
تخت انگلستان کا اوسکے ہاتھ آیا۔ اب واضح ہو کہ اب تک تو انگلستان کا حال
تھا کہ کبھی کسی قوم نے حملہ کیا اور کبھی کسی نے لیکن اب جب سے ولیم دی کونکرر
تخت پر بیٹھا تب سے انگلستان مین امن ہو گیا اور برابر بادشاہ ہوتے چلے آئے
اور جب سے اب تک ۳۵ بادشاہ اور بادشاہزادیان تخت پر بیٹھ چکی ہین اور
اب جو چھتیسوین ملکہ معظمہ فرمانرواے انگلستان بادشاہزادی وکٹوریہ ہے اوسکی
تصویر اسجاے درج کرکے اپنی کتاب کو زیب و زینت بخشتا ہون اور جاننا
چاہیے کہ بالفعل سلطنت اور حکومت کا انگلستان مین کیونکر دستور ہے اور
وہان کی گورنمنٹ کا کیا حال ہے۔ واضح ہو کہ اب انگریزی گورنمنٹ مین تین
قسم کے حاکم ہین اول تو بادشاہ جو کاروبار ملکی کو بصلاح اپنے وزرا کے کرتا ہے اور
دوسرے کچہری امیرون کی اور تیسری کچہری وکلاے رعایا کی مجموع ان تینون حکام کو پارلیمنٹ
کہتے ہین یہ حکام اس طور پر حکمرانی کرتے ہین کہ وہ سب متفق ہو کر قانون بناتے
ہین اور ان قوانین کو حکام پارلیمنٹ کہتے ہین اب ہم ان تین قسم کے حکام
کے اوصاف بیان کرینگے۔ واضح ہو کہ بادشاہ کا انگلستان مین سب سے بڑا
درجہ ہے لیکن بادشاہ کو بالکل اختیار ہر امر مین نہین ہے جیسے کہ ہندوستان
اور اور ملکون مین ہوتا آیا ہے انگلستان کے بادشاہ پر یہ کلام حضرت
شیخ سعدی کا صادق نہین آتا ہے کہ گاہی بسلامی برنجند و گاہے بدشنامی خلعت دہند
انگلستان مین بادشاہ مثل ایک امیر اعظم کے تصور کیا جاتا ہے اور منجملہ تین قسم کے

حکام مذکور الصدر سے کہ وہ بھی ایک حاکم اکبر ہے بغیر قبولیت اور مشورت صاحبان
پارلیمنٹ کے وہ کچھ نہین کرسکتا ہے قوانین انگلستان مین یہ بات نہین ہے
کہ عورت تخت نشین نہو اگرچہ حق مرد کا مقدم ہے پارلیمنٹ مین بادشاہ سرگروہ
تصور کیا جاتا ہے اور اسیواسطے اوسے اختیار ہے کہ پارلیمنٹ کو جب چاہے
طلب کر کے جمع کرے اور جب چاہے اوسے برخاست کرے بادشاہ پر
واجب ہے کہ پارلیمنٹ اسطور پر کم سے کم ایکبار سال مین جمع کیا کرے اور ایک
پارلیمنٹ سات برس سے زیادہ نہین رہ سکتی ہے اول تو یہ کہ بادشاہ چاہے
جب پارلیمنٹ کو موقوف کرسکتا ہے علاوہ ازین اگر سات برس گذر جائین تو موافق
قوانین انگلستان کے صاحبان پارلیمنٹ کو خودبخود موقوف ہونا پڑتا ہے اور انکی
جاے اور صاحب تدبیر اور اہل دانش جمع ہوتے ہین جب پارلیمنٹ جمع
ہوتی ہے اوسوقت بادشاہ بڑی شان و تجمل سے دربار مین تشریف لاتا ہے اور تخت
سلطانی پر جلوس فرما کے کچھ کلام اور صلاح صاحبان پارلیمنٹ سے متعلق
ملکی مین کرتا ہے اور بعد ازان بادشاہ دربار مین بھی تشریف لیجاتا ہے اور
باقی حکام جمع ہوکر اجراے کاروبار ملکی مین مصروف رہتے ہین ان کاموں
مین بادشاہ کچھ دخل نہین دیتا ہے البتہ بعض اوقات وہ بوساطت [illegible]
کے یہ کہلا بھیجتا ہے کہ فلانے امر مین اونہین توجہ کرنی چاہیے علاوہ ازین
جو قانون صاحبان ان کچہریون کے بناتے ہین وہ بغیر از قبولیت بادشاہ
کے نہین جاری ہوسکتے ہین تین قسم کے حکام جمع ہونیکو پارلیمنٹ کہتے
ہین اول بادشاہ دوم امیر سوم وکیل طرف رعایا کے سے اب ہم

کچہری امیرونکا بیان کرتے ہین واضح ہو کہ حکام اس کچہری کے بڑے بڑے
صاحب بیر امیر ولایت انگلستان کے ہوتے ہین جو جو امیر اس کچہری مین داخل
ہوتے ہین اونکی تقرری چند باعث سے ہوتی ہے اول تو یہ کہ اونسے بڑا فائدہ
سرکار کو پہونچا ہو دوم یہ کہ وہ بڑی لیاقت واسطے علاقجات ملکی کے رکھتے ہون
اور سوم یہ کہ اون پاس بڑی دولت ہو جسکو اونھون نے اپنی کوشش اور ریاضت
سے حاصل کیا ہو اور اس دولت کو وہ واسطے رفاہ خلق کے خرچ کرتے ہون
ان امیرون کو علاقہ پارلیمنٹ کا سورتی ہوتا ہے اور جو بڑے لاٹ پادری بھی بڑے
امیر ہوتے ہین وہ بھی کچہری امیرونمین داخل ہوتے ہین اگرچہ یہ لوگ سوائے امور
دینی کے اور مقدمات ملکی مین دخل نہین دیتے ہین امیر لوگ مختلف رتبہ کے
ہوتے ہین جو اول درجہ کے امیر ہین اونکو ڈیوک کہتے ہین اور دوم درجہ کے امیرونکا لقب
مارکوس ہوتا ہے اور تیسرے درجہ کا ارل اور چہارم درجہ کا وائکونٹ اور پنجم درجہ
کا بیرن بادشاہ کو اختیار حاصل ہے کہ جا ہے جس آدمی کو عوام مین سے امیر بناوے
اور اوسے کوئی سا لقب امیری کا بخشدے اور اس باعث سے بادشاہ
کو بہت قوت بہم پہونچ سکتی ہے جس شخص کو وہ امیر بنادے بیشک وہ بادشاہ کی سی
کہیگا لیکن ایسے ایسے قوانین انگلستان مین مروج کیے ہین کہ وہ بادشاہ کی زیادتی
اختیار کے مانع آتے ہین جب امیرونکی کچہری جمع ہوتی ہے اور کوئی مقدمہ عظیم
پیش ہوتا ہے اوسوقت بڑے بڑے قانون دانونکو بھی یار مین طلب کر دیتے ہین
تاکہ اونکی صلاح سے فیصلہ مقدمہ کا موافق قانون کے عمل مین آوے جب کسی مقدمہ
مین بڑی تکرار واقع ہوتی ہے تو امیر لوگ بہت سوچ سوچ کر اپنے اپنے گھر و نسے

دربار مین تشریف لاتے ہین اور وہان بڑی بڑی تقریرین اور وجوہات بیان
کرتے ہین اور اس ترکیب سے سامعین پر واضح ہوجاتا ہے کہ آیا فلانی تجویز درست
ہے یا فلانی - اب ہم کچہری وکلاے رعایا کا بیان کرین گے جو تیسری قسم کی حکام
ہین اور اونکا نام کچہری وکلاے رعایا اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ وہ رعایا کیطرفسے
بطور وکلا کے مقرر ہوتے ہین اور جو کچھ رعایا کیطرفسے عرض کرنا ہوتا ہے عرض
کرتے ہین یہان جاننا چاہیے کہ کس طریق سے وکلا رعایا کے مقرر اور طلب کیے
جاتی ہین واضح ہو کہ شریفون یعنی کوتوالون ہر ضلع کے کو احکام جاری ہوتے ہین کہ تم اپنے اپنے
ضلع مین رعایا کو جمع کر کے یہ کہو کہ اپنی طرفسے ایک یا دو یا زیادہ آدمی لایق تجویز
کر کے بطور اپنے وکیل کے کچہری پارلیمنٹ مین بھیجو تا کہ وہ کچہری مذکور مین
حاضر ہوکر امورات ریاست مین دخل دین اور جو مفید باتین واسطے رعایا
کی ہون وہ عرض کرین وکلا رعایا ہر اضلاع کی خلقت کیطرفسے دو سو باون ہوتے
ہین اور شہرون او قصبون اور مدرسون کیطرفسے چار سو چھ ہوتے ہین لیکن
کل تعداد وکلاے رعایا کی چھ سو اٹھاون ہوتی ہے - واضح ہو کہ جو شخص کہ
کچہری وکلاے رعایا مین داخل ہوا چاہین اون مین یہ صفتین پائی جائین اول تو
یہ کہ وہ اکیس برس کی عمر سے کم نہون دوم یہ کہ وہ رعایا مین سے ہون اور بادشاہ
کی ملک مین پیدا ہوے ہون تیسرے یہ کہ وہ صاحبان جج مین سے نہون چوتھے
یہ کہ وہ لوگ اونمین سے نہون جو بادشاہ کیطرفسے کچھ تنخواہ یا پنشن پاتے ہون
اور اسی طور سے اور بہت سی صفتین ہین جو کہ وکلاے رعایا مین ہونی ضرور ہین
اسی طریق سے چند صفتین اون آدمیون مین ضرور ہین جو ہر ضلع اور شہر مین

اکٹھی ہوکر ضلع یا شہر کیطرف سے وکیلونکو تجویز کرتے ہین سب سے بڑی اور
ضروری صفت انمین یہ ہونی چاہیئے کہ اونہین کچہ آمدنی اراضی سے ہو اور اسکا
باعث یہ ہے کہ ایسے آدمیونکی یہی غرض ہوگی کہ کسیطرح سے لایق آدمی وکلاے رعایا کے
مقرر کیے جائین جو اونکی جائداد وغیرہ کی خوب حفاظت کرین جب کوئی مقدمہ
پیش ہوتا ہے اور کسی خاص تجویز مین امیر لوگ اور وکلاے رعایا دونون کی ایک راے ہو جاتی ہے اور
بادشاہ کی راے خلاف ہو تو بادشاہ کو اختیار ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کو موقوف
کرے اور نئی پارلیمنٹ جمع کرے لیکن اگر کوئی بادشاہ کا برا ارادہ معلوم ہو جاے
اور دوسری پارلیمنٹ بھی بادشاہ کے کہے پر نہ چلے تو بادشاہ کچہ نہین کرسکتا ہے
بلکہ اگر وہ زیادتی کرے تو اوسکی خرابی متصور ہوتی ہے اور رعایا سرکشی
کرنے کو مستعد ہوتی ہے کاروبار پارلیمنٹ کے اسطریق سے انجام ہوتے ہین
کہ جو تجویز ہوتی ہے اوسکا ذکر پارلیمنٹ مین ہوتا ہے اول امیر لوگ اوسکی تکرار کرتے
ہین اور جب دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے امیر لوگ اوس تجویز کی جاری ہونے پر متفق
ہین یا اوسکی موقوفی پر پھر یہی تجویز پھر وکلاے رعایا کی مین پیش ہوتی ہے اور جب معلوم
ہوتا ہے کہ فلانی تجویز کی طرف بہت سے صاحبان پارلیمنٹ کے متفق ہین
تو وہ بات عمل مین آتی ہے اگر کسی مقدمہ مین آدھے صاحبان پارلیمنٹ ایکطرف
ہوتے ہین اور آدھے دوسری طرف تو اسصورت مین اس مقدمہ مین بادشاہ
کی راے لیجاتی ہے اور جسطرف بادشاہ ہو جاے وہ بات عمل مین آتی ہے

تصویر ملکۂ معظمہ وکٹوریہ فرمانروائے انگلستان خلد اللہ ملکہا و سلطنتہا

حال بوناپارٹ کا

بونا پارٹ ایک بڑا مشہور اور فہمند بادشاہ ملک فرانس مین گذرا ہی اوسنے
چند روز مین قریب قریب سارا فرنگستان فتح کر لیا تھا اور بڑے بڑے بادشاہ اور
شاہنشاہ فرنگستان کے اوسکے نام سے کانپتے تھے اوسنے ملک مصر کو بھی فتح کر لیا تھا اگر اوسکو سکندر
ثانی کہین تو بیجا ہی مختصر حال اس شاہنشاہ فرانسیس کا ہم اس جلد مین درج کرتے ہین
مخفی نرہے کہ بونا پارٹ شہر اجکشیو مین کہ جزیرۂ قرسقہ مین واقع ہے پندرہوین
ماہ اگست ١٧٦٩ع کو پیدا ہوا تھا اسکا باپ جسکا نام چارلس تھا ایک شخص معزز
رعایاے قرسقہ مین سے تھا۔ واضح ہو کہ جزیرہ قرسقہ فرنگستان مین جنوب
مغرب کیطرف ملک اطالیہ کے واقع ہے اور فرانسیسون نے اس جزیرہ کو
فتح کر لیا تھا اور اس باعث سے بونا پارٹ بھی رعایاے اہل فرانس مین سے تھا
مدرسہ برین مین کہ ملک فرانس مین ہے بونا پارٹ واسطے تحصیل علوم کے ١٧٧٩ء مین داخل
ہوا اور چھہ برس کے عرصہ مین وہان اوسنے علم ریاضی کے سیکھنے مین بہت سی ترقی
کی ١٧٨٤ء مین اس مدرسہ سے وہ روانہ طرف شہر پیرس کے کہ دار السلطنت اہل فرانس
کا ہے ہوا اور وہان اوس مدرسہ مین جہان کہ لڑکے تربیت پاکر فوج مین
بھرتی ہوتے ہین داخل ہوا یہان اکثر لڑکے اوسکے ہمعصر کے اوسے غریب جانکے
چھیڑا کرتے تھے لیکن یہ کسی سے کچھ کام نرکھتا تھا اور خاموش بیٹھا رہتا تھا
ماہ ستمبر ١٧٨٥ء مین اوس نے مدرسہ کو چھوڑا اور نائب لفٹنٹ توپخانہ بادشاہ
فرانس کا مقرر ہوا ابھی اب دیکھنا چاہیے کہ اس خفیف علاقہ سے وہ کسطرح جسنے
نوبت بنوبت ترقی حاصل کرتا گیا اور آخر کو بسقدر صاحب اختیار ہو گیا

اپنی قوت بازو سے بہتیرے بادشاہوں کے تاج چھین لیے اور بہتیرے غریبوں کو
بادشاہ بنا دیا۔ واضح ہو کہ اس بار میں رعایا فرانس کی نے اپنے بادشاہ اور اونکے
وزرائے خاص پر ایک بڑی بھاری سرکشی کی تھی کہ اوسکے حال سننے سے
سامعین کا دل خوف کھاتا ہے اوس زمانہ میں خلقت فرانس کی مثل وحشیوں کو
گویا کہ انسان کا ایسا سمجھتی تھی جیسے کہ ایک تنکے کو توڑ ڈالا جاتا ہے یہ سرکشی شروع
ہوئی تو خلقت فرانس کی دو حصوں میں منقسم تھی ایک تو طرفدار بادشاہ کی
اور دوسری طرفدار رعایا کی اور خواہان اس بات کی کہ رعایا بالکل اختیار پاوے
اور بادشاہ خارج ہو جاوے بونا پارٹ طرفدار رعایا کا ہوا اور اپنے دوستوں
وغیرہ کو بھی سمجھایا الغرض رعایا کا طرفدار ہونا تم بھی اختیار کرو ۱۷۹۲ء میں بونا پارٹ
کپتان توپخانہ کا ہو گیا اور جب وہ ۱۷۹۳ء میں شہر پیرس میں پہونچا تو گورنمنٹ
رعایا نے جسکو نیشنل کہتے ہیں یہ جانکر کہ بونا پارٹ توپخانہ کی باتوں سے خوب
واقف ہے اوسے شہر تولون کی تسخیر کے واسطے بھیجا چنانچہ اوسنے اوس شہر کو
فتح کیا اور بطور انعام اس کار کے وہ بریگیڈیر جنرل توپخانہ کا ۱۷۹۴ء میں مقرر کیا گیا
جو فرانسیسی واسطے فتح ملک اطلیہ کے بھیجے گئے تھے اونسے کچھ بن نہ آیا تو چند
عاقلوں کی گورنمنٹ فرانس میں سے یہ رائے ہوئی کہ بونا پارٹ کو سالار
فوج بنا کر واسطے فتح کرنے ملک اطلیہ کے بھیجا چاہیے چنانچہ ۲۳ ماہ فروری ۱۷۹۶ء
کو وہ اس علاقہ پر سرفراز ہوا اور ملک مذکور کی طرف روانہ ہوا یہاں شاہنشاہ
آسٹریا کی فوج سے لڑائیاں ہوئیں اور آخر کو بونا پارٹ غالب آیا اور مخالفوں
کو ہٹا دیا اور اونکے بہت سے قلعجات فتح کیے اس مہم میں فوج اہل فرانس کی

صرف ۳۴ ہزار اور مخالفون کی ۵۰ ہزار تھی باعث ان لڑائیونکا یہ ہوا تھا
کہ بادشاہ ملک آسٹریا اور اور بادشاہ فرنگستان کو بادشاہ فرانس سے طرفداری تھی
اور مخالف وہان کی رعایا کی یعنی فرانس کی رعایا مخالفونسے لڑتی بھڑتی تھی جب
بوناپارٹ نے آسٹریا والونکو زیر کرلیا اور اونسے بہت سا روپیہ او ملک لیا دوسری
طرف پوپ یعنی پاپا جو بطور رسول حضرت عیسے کے روم مین کیتھلک عیسائیونمین شمار
کیا جاتا ہے اور کچھ ریاست بھی ملک اطلیہ مین رکھتا ہے ہوا باعث اسکا یہ ہوا
کہ جو شرطین فرانسیسی رعایا کے جتھے نے پوپ کو واسطے قبولیت کے پیش کین
تھین اوسنے وہ شرطین نہ قبول کین آٹھہ ہزار فوج پوپ کی واسطے جنگ کے بوناپارٹ
کے سدراہ ہوئی لیکن اس فوج پوپ کی نے شکست فاحش کھائی اور پوپ کو بہت
سی نقدی اور اسباب بوناپارٹ کو دینا پڑا اور اس ترکیب سے وہ اپنے شہر
میں قائم رہا شاہنشاہ آسٹریا نے ایک نئی فوج بسرکردگی ارکڈیوک چارلس
کے واسطے مقابلہ بوناپارٹ کے بھیجی اور گو اس بہادر شخص نے بہت شجاعت
اور ہوشیاری سے لڑائی کی لیکن اخیر کو اوسنے بوناپارٹ سے شکست کھائی
اور شہر وائینہ کہ وہ دارالخلافت ملک جرمنی کا ہے چلا اور اوسکے پیچھے پیچھے بوناپارٹ نے
کوچ کیا جب شہر مذکور مین شہر لیوبن تک انسیسونکی پہونچی تو وہان کے حکام بہت
گھبرائے اور اونہون نے بوناپارٹ سے صلح چاہی اور اس بات کو بوناپارٹ
نے قبول کیا چنانچہ اٹھارہوین اپریل ۱۷۹۷ کو شرطین لکھی گئین اور عہدنامہ پر
دستخط طرفین کے ہوئے بہت سی مہمین اور معاملہ ملکی کرکے بوناپارٹ اپنے ملک
فرانس کو چلا آیا ماہ دسمبر ۱۷۹۷ مین شہر پیرس مین پہونچا وہان حکام اور مجلس کے نے

جسکو ڈائرکٹری کہتے تھے اوسکی بڑی عزت اور خاطر کی اور اوسکو دعوتین بہت
شان او رشوکت سے کھلائین لیکن بوناپارٹ کچھ بہت خوش نہوا اور کیسی بے
اخلاقی سے پیش نہ آیا اندنون مین حکام فرانس کا ملک مصر پر ہجوم کرنیکا ارادہ تھا
اور چونکہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر بوناپارٹ شہر پیرس مین رہے تو کیا جانے کیا فتنہ
اوٹھاوے اونھون نے اوسے افسر اوس فوج کا جو واسطے فتح ملک مصر کی
مقرر ہوئی تھی مقرر کیا اور وہ بھی اس عہدے سے نہایت خوش ہوا چنانچہ
وہ مع تیس ہزار اوس فوج کے جسنے ملک اطلیہ کو فتح کیا تھا ملک مصر کیطرف روانہ
ہوا اور ۲۹- ماہ مارچ کو سامنے شہر سکندریہ کے جو ایک بڑا شہر آباد کیا ہوا سکندر
کا ملک مصر مین ہے پہونچا اور وہان جاکر یہ اشتہار دیا کہ مین سلطان روم کا
دشمن نہین ہون بلکہ یہان اسواسطے آیا ہون کہ خلقت مصر کو اون ظالم حکام سے
خلاص کرون جو خلاف مرضی سلطان کے رعایا پر زیادتی کرتے ہین اور جنکو
مملوک کہتے ہین مسلمانون نے اکثر فراسیسون یعنے جس کسیکو فوج بوناپارٹ سے
اکیلا دیکھا قتل کیا اخیر کو جب فوج بوناپارٹ کی قریب اون عالیشان عمارتون
اور مینارونکے جنکو پرمیٹ کہتے ہین اور جنکے حال اور نقشے باب اول اس کتاب مین
مندرج ہین پہونچی تو پایا کہ بہت سی فوج مسلمانون کی بسر کردگی مراد اور ابراہیم کے
مقیم ہے اور واسطے جنگ کے مستعد چنانچہ وہان آپسمین بڑی لڑائی ہوئی اور
چونکہ بوناپارٹ کے پاس سوار نتھے اور ترکون کی فوج مین بہت سوار تھے
تو بوناپارٹ نے حکم دیا کہ میری فوج بشکل مربع کھڑی ہووے اور جب بوچھار
گولیونکی چلی تو ترک لوگ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگے اور فراسیسون نے

اونکا تعاقب اور بہت سے آدمیونکو تہ تیغ کیا لیکن جب انگریزون نے جو
دشمن بونا پارٹ کے تھے یہ حال ملک مصر کی فتح کا سنا تو اونھون نے ترکون
کی مدد کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ فوجین انگریزی ہندوستان و انگلستان سے
طرف مصر کے روانہ ہوئین اسوقت بونا پارٹ کچھ فوج مصر مین چھوڑکر طرف
ملک شام کی روانہ ہوا تھا اور جب انگریز مصر مین آئے تو اونھون نے فرانسیسی
فوجکو مصر مین سے خارج کیا اور ملک کو فتح کرکے ترکونکے حوالہ کیا جسوقت ملک
شام مین بونا پارٹ کو خبر پہونچی کہ سمندر کے کنارہ پر بہت سی فوج ترکونکی بسرکردگی سید
مصطفی پاشا کی جمع ہوئی ہے اور وہ مستعد واسطے جنگ کے تیار ہے تب بونا پارٹ
فوراً طرف فوج مذکور کے روانہ ہوا اور وہان جاکر ترکونکو شکست کامل دی
اور قریب دس ہزار کے ترک مارے گئے اور یہ حال ہوا کہ بارے خوف کے
ترکون نے اپنے تئین سمندر مین ڈالدیا اور اس باعث سے ہزارہا آدمی
ڈوب کر مرگئے اوسوقت ہزارہا عمامے سمندر کے پانی پر بہتے ہوے نظر آتے تھے یہ لڑائی
نزدیک خلیج ابوکر کے واقع ہوئی تھی بعد اس فتح کے فرانس سے بونا پارٹ کو خبر
پہونچی کہ ملک اطلیہ مین پھر سرکشی ہوگئی اور وہ ملک فرانس کی حکومت سے
جاتا رہا اور حکام ملک فرانس کی خود آپس مین تنازع رکھتے ہین اور فرانس مین
بہت سی بے انتظامیان ہو رہی ہین یہ خبر سنکر بونا پارٹ چند افسرونکو مع چند
ہزار فوج کے ملک مصر مین چھوڑکر خود طرف فرانس کی روانہ ہوا لیکن بعد اوسکی روانگی کے
انگریزون نے اس فوجکو مصر سے خارج کیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین بتاریخ
[illegible] کو بونا پارٹ پیرس دارالخلافہ فرانس مین پہونچا

یہان سب کی قبولیت سے چوبیسوین دسمبر ۱۷۹۹ء کو وہ چیف کانسل یعنی حاکم اول
مقرر ہوا ہے پہلے بیان کیا ہے کہ اطالیہ مین سرکشی ہوگئی تھی اور وہ ملک
فرانسیسیون کے ہاتھ سے جاتا رہا تھا اور چونکہ ایک بڑا حصہ ملک اطالیہ کا شاہنشاہ
آسٹریا سے تعلق رکھتا تھا اسواسطے اب بوناپارٹ واسطے لڑائی اہل آسٹریا کے
متوجہ ہوا فوج آسٹریا کی نے فوج فرانس کو کاؤنٹگو سے کہ اطالیہ مین واقع ہے
ہٹا دیا تھا اور اوسے اپنے قبضہ مین لے آئے تھے لیکن آخر کو ایک بہت سخت
لڑائی مابین شاہنشاہ آسٹریا اور بوناپارٹ کے واقع ہوئی اور بوناپارٹ کو
فتح کلی حاصل ہوئی قریب بارہ ہزار آدمی کے فوج آسٹریا مین سے مارے گئے
اور زخمی اور قیدی ہوئے اور قریب چار ہزار آدمی کے اہل فرانس کے
قتل ہوئے ۱۸۰۱ء مین آسٹریا اور ملکون فرنگستان سے فرانس والونکی صلح
ہوگئی لیکن چند روز بعد وہ صلح جاتی رہی اور پھر جنگ فرانس سے دشمنی
کرنے لگی بعد اسکے بوناپارٹ نے بھی تیاری واسطے لڑائی کے کی اور اہل آسٹریا
کو بمقام اسٹرلٹز مین شکست فاحش دی ان ایامون مین بوناپارٹ نے بیشمار
مہمین کین اور اگر اونکی صرف ایک فہرست ہی لکھین تو بھی اس قدر جگہ اس
چھوٹے رسالہ مین حاصل نہین ہے اسواسطے ہم اونکو چھوڑکر اوسکی ایک
بڑی مہم کا جو اوسنے روس پر کی تھی ذکر کرتے ہین واضح ہو کہ ۱۸۱۲ء مین
بوناپارٹ چند لاکھ فوج لیکر طرف روس کے روانہ ہوا سولہوین اگست سنہ ۱۸۱۲ء کو
فوج فرانس کی روس مین شہر سمولنسک مین پہنچی اور فوج روس کی نے شہر اور
گرد نواح کے دیہات کو غارت کرکے شہر کو چھوڑ دیا اور پیچھے کو ہٹی اسوقت

فوج بوناپارٹ مین نہایت بے انتظامی تھی اور رعایا کو لوٹتی تھی اور روس والے
بھی جہان کہین فرانسیسونکو اکیلا دوکیلا پاتے تھے قتل کرتے تھے اور اس کیب
سے ہزارہا فرانسیسی سپاہی مارے گیے بادشاہ روس نے یہ دیکھکر کہ میدان جنگ مین
مقابلہ اہل فرانس کا کرنا مشکل ہے یہ اشتہار اپنی رعایا مین دیا کہ جس راستہ کو فوج
فرانسیسی گذرے گی اوس راستہ مین جو دیہات اور شہر ہون اون سب کو
ویران کردو اور وہان کھانا اور لکڑی وغیرہ کا نام نرکھو تا کہ فرانسیسی فوج کو
اس ولایت مین آنا بہت مشکل ہو اور مارے برف اور سردی اور
بے سرانجامی توشہ وغیرہ کی سے وہ خود بخود غارت ہوجائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب بوناپارٹ
شہر موسکو جو کہ دار الخلافت ملک روس کا ہے پہونچا تو اوسے بالکل ویران پایا
کسی مکان پر چھت نپائی اور ایندہن کی جاے ایک تنکا بھی نہ پایا یہ حال دیکھکر
بوناپارٹ مع فوج کے اولٹا بھاگا اور قریب ایک لاکھ آدمی کے برف سے اور لوٹ
مار روسیون کی سے مارے گئے اور ہزار مشکل سے بوناپارٹ فرانس مین
واپس آیا اسوقت مین قریب قریب سارے بادشاہ فرنگستان کے اپنی اپنی
فوج لیکر فرانس کو چارونطرف سے گھیر لیا تھا اور گو بوناپارٹ کی فوج نے
بہت داد شجاعت کی دی اور اوسنے لڑی لیکن کچھ نہ ہوسکا علاوہ ازین
حکام فرانس کے بھی بوناپارٹ سے خفا ہوگئے تھے اور اونھون نے اوسکی گرفتاری
کا ارادہ کیا تھا یہ حال دیکھکر ۲ ماہ اپریل ۱۸۱۴ء کو بوناپارٹ طرف جزیرہ
ایلبا کے بھاگا اور شاہنشاہ روس اور اور چند بادشاہون نے اس بات
کو قبول کیا کہ بوناپارٹ اس جزیرہ کا شاہنشاہ کہلایا کرے اب واضح ہو

کہ اسوقت سے بونا پارٹ شاہنشاہ کہلانے لگا جب بونا پارٹ فرانس سے اخراج
ہوا تو اکثر بادشاہ فرنگستان کے ملک انتظام ملک فرانس مین مصروف ہوے لیکن
انتظام مذکور ہونے نپایا تھا کہ بعد دس مہینہ کے بونا پارٹ پھر فرانس مین نمودار
ہوا یہ خبر سنکر سارے فرنگستان مین تہلکا پڑ گیا جب بونا پارٹ فرانس مین آیا
تو ساری فوج اوس سے ملگئی اور اوسکی تابع ہو گئی بعد فوج اہل پروس اور اسٹریا
کی مقابلہ بونا پارٹ کے آئی اور ان دونون کو بونا پارٹ نے شکست دی بعد ازان
انگریزون نے بونا پارٹ سے لڑنے کا ارادہ کیا اور جب بونا پارٹ میدان واٹرلو
پر مقابلہ انگریزون کے آیا تو وہان ایک نہایت سخت لڑائی ہوئی اور یہان بونا پارٹ
نے انگریزونسے شکست کھائی اور بونا پارٹ میدان جنگ مین سے بھاگا
لیکن راستہ مین وہ گرفتار ہو کر قیدی انگریزونکا ہوا یہ سخت لڑائی ۱۸۱۵ع
مین واقع ہوئی تھی اور بونا پارٹ کئی سال بطور قیدی کے جزیرہ سینٹ ہلینا مین
رہا پانچوین ماہ مئی ۱۸۲۱ع کو وہ اس جہان فانی سے قید ہی مین رحلت کر گیا۔
تصویر بونا پارٹ کی اور تصویر لڑائی مقام واٹرلو کی جہان اوسنے انگریزونسے
شکست کھائی تھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کتاب کیجاتی ہے دوسری
تصویر لڑائی کی جب کہ بونا پارٹ نے شکست کھائی ہے اوس سے معلوم
ہو جاے گا کہ بونا پارٹ گھوڑے پر سوار اور سپاہی اوسکی بڑے خوف سے
بھاگے جاتے ہین فقط

شکست کھانا بوناپارٹ کا انگریزوں سے اور بھاگ جانا میدان جنگ سے

تصویر بوناپارٹ
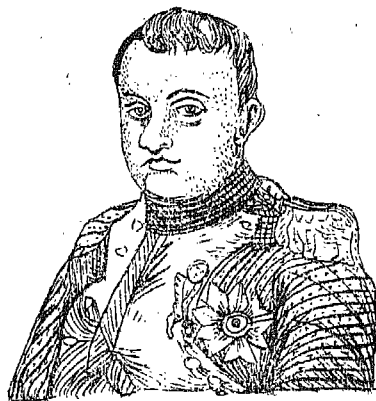
تتمہ عجائبات روزگار

ایک نہایت عجیب حکمت واسطے پہونچانے خبر کے

واضح ہو کہ دانایان ہر زمانہ نے مختلف ترکیبین واسطے جلد خبر پہونچانے کے اکثر
ڈاکچانون اور سانڈنی سوارون سے کیا اوسیطرح گھوڑ ڈاک علی ہذا القیاس نکالی ہین
زمانہ حال مین اہل فرنگ نے دخانی گاڑیان بنا دکھائی ہین کہ اونکے ذریعہ سے
کلکتہ سے دہلی تک دو دن مین خبر پہونچ سکتی ہے لیکن چند روز ہوے
کہ اہل فرنگ نے ایک نہایت عجیب ترکیب واسطے خبر رسانی کے نکالی
ہے کہ اوسکے ذریعہ سے چند لحظون مین خبر ہزارون کوس پہونچ سکتی ہے اور اس
ترکیب کے وسیلہ سے آدمی کلکتہ اور دہلی کے گویا ہمکلام ہو سکتے ہین جیسے کہ
دو آدمی ایک جاے بیٹھے ہوے کلام کرسکتے ہین اوسیطرح سے بذریعہ ترکیب
مذکور کے مختلف مقامون مین بفاصلہ ہزارون کوس کے آپسمین باتین کرسکتے
ہین مثلاً اگر بارہ بجے اول تاریخ جنوری ۱۸۴۹ع کو گورنر جنرل کلکتہ مین داخل
ہون تو خبر بات کی دہلی یا لاہور یا بمبئی اور جہان چاہو کلکتہ سے دو چار لحظہ بعد
بارہ بجے اوسی تاریخ کے پہونچ سکتی ہے یہ ایک نہایت عجیب بات ہے اور
جو شخص اسکا حال اول دفعہ ملاحظہ کرینگے اونکو اسکا یقین بہت مشکل سے آئیگا
بلکہ بعضے اس بات کو بالکل یقین نہین کرینگے لیکن جب اونھین ترکیب مذکور
معلوم ہو جائیگی تو وہ اوسکو بآسانی یقین کرسکین گے۔ اس ترکیب کے ملاحظہ
کرنے سے ناظرین کو یقین کلی ہو جاے گا کہ جو باتین انسان انکو محال معلوم
ہوتی ہین وہ باتین بذریعہ علم کے بآسانی عمل مین آسکتی ہین۔ واسطے سمجھنے

ترکیب مذکور سکے لازم ہے کہ جو آگے لکھا جاتا ہے اوسکو بغور مطالعہ کرو ۔ واضح ہو کہ
الکٹرسٹی ایک ایسی شے حکماے فرنگ نے دریافت کی ہے کہ جب وہ کسی جسم
مین ہوا ور کوئی اور ایسا جسم ہو جو قابل قبول کرنے اثر الکٹرسٹی کو ہو اور
اوس مین الکٹرسٹی نہو تو اگر یہ جسم جسم اول کے پاس جسمین کہ الکٹرسٹی موجود
ہو لایا جاوے یا اوس سے چھوایا جاوے تو جسم ثانی پر کچھ صدمہ پیدا ہوگا اور
جسم اول طرف جسم الکٹرسٹی دار کشش کریگا مثلاً اگر ایک تار لوہے کا ہو اور
اوسمین الکٹرسٹی بھر دیجاوے اور اوسکے پاس ایک اور تار یا سوئی لائی جاوے
تو سوئی اور لوہے کے تار مین کشش پیدا ہوگی یعنی یہ مشاہدہ کیا جاویگا کہ سوئی
اور تار قریب ایک دوسرے کے آتے ہین ۔ ایک اور مثال جو ہمارے
مطلب کے لیے مفید ہے یہ ہے ؛

س ص ا ب
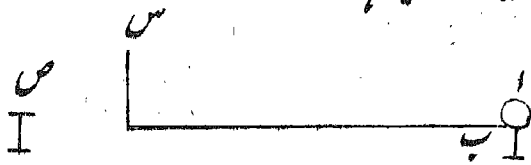
فرض کرو کہ آ ایک گولا دہاتی ہے اور اوسمین الکٹرسٹی بھری ہوئی ہے اور
ب س ایک موڑا ہوا تار ہے اور اوسکے سرے س کے پاس ایک باریک
سوئی ایک کھونٹی پر آویزان ہے پس جب گولہ آ سے تار کو چھوائین تو اسکی
الکٹرسٹی تار مین آجائیگی اور سوئی ص کی جو چاہے جسطرف حرکت کرسکتی ہے فوراً
مائل طرف دوسرے سرے تار کے یعنی طرف س کے متوجہ ہو جائیگی ۔ اس جا یہ بھی

واضح ہو کہ تار ب س چاہے جسقدر لمبا ہو لیکن جس لحظہ الکٹرسٹی کو الہ آمیز
سے اوسمین پہونچیگی اوسی لحظہ الکٹرسٹی اوسکے دوسرے سرے یعنے مقام س پر
موجود ہوتی ہے یعنے اپنا ظاہر کرتی ہے اور اوسی لحظہ سوئی ص کی اوسکی
طرف میل کرے گی مثلاً تار اس ایک ہزار کوس لمبا ہے اور اوسکا ایک سرا
شہر بمبئی اور دوسرا سرا شہر دہلی مین واقع ہے پس جس لحظہ کوئی شخص الکٹرسٹی والا
کو مثل آ کے کو مقام بمبئی مین ایک سرے تار کو مثلاً مقام ب پر چھوائیگا اوسی
لحظہ دوسرے سرے س پر جو دہلی مین واقع ہے اثر الکٹرسٹی کا نمودار ہوگا اور
سوئی اوسکی طرف مائل ہوتی نظر آویگی - اب فرض کرو کہ یہ بات مقرر کرلیجاوے
کہ جسوقت سوئی مقام دہلی مین طرف س کے متوجہ ہو تو یہ سمجھا جاوے کہ بمبئی والے
حرف الف سے مراد رکھتے ہین اسطور سے ہم اتنے تار رکھ سکتے ہین جتنے کہ حروف
ہین اور ہر تار سے ایک یک حرف مفہوم ہو مثلاً اگر سوئی ایک تار کیطرف متوجہ
ہو جسکو کہ ہمنے الف قرار دیا ہے تو اوس سے الف مراد ہوگی اور اسی طور پر
اگر دوسرے کیطرف متوجہ ہو تو ب سے مراد ہوگی پس اس صورت مین بمبئی
والے ایک لحظے مین خبر اپنی دہلی مین پہونچا سکتے ہین مثلاً اونکو یہ خبر دہلی پہونچانی
ہو کہ گورنر صاحب بمبئی مین داخل ہوے تو بمبئی والے اول گ کے تار کو الکٹرسٹی کو
لگا کر چھوئینگے اور دہلی والے دیکھکر کہ سوئی طرف گ کے تار کو مائل ہوئی تو وہ
گ یاد رکھینگے اور اسی طور سے اشارہ واسطے حروف و اور ر اور
ن اور ر اور ص اور باقی حروف کے ہو سکتے ہین اور جب دہلی والے
[illegible] کو [illegible] کرلینگا اوسوقت عبارت مذکور [illegible] بنجاوے گی اور خبر مذکور

دہلی والونکو معلوم ہوجاویگی — پس ترکیب مذکور یہ ہے کہ جسقدر حروف ہون
اوسقدر تار کو ایک نل مین لیکر اور اوس نل کو زمین کے اندر اندر ایک مقام سے
دوسرے مقام تک لیجاوین اور اسطرح سے دونون سرون ان تارون کے کو دونون
مقامون پر ایک جاے ذرا نکالا رکھین اور تارون پر حروف مقرر کرلین اور سر وقت
چند آدمی دونون مقامون پر اون تارونکو دیکھتے رہین ایکطرف سے آدمی الکٹر
دار گولے سے مختلف تارونکو چھواتے رہین اور دوسرے دوسری طرف سوئی
کی حرکت کے ذریعہ سے مختلف حرفونکو سمجھتے رہین اور اون حروف سے
صرف عبارتین بنالین —

شکل اس مجموعۂ تارونکی یہ ہے
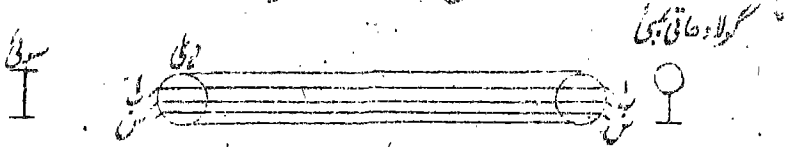
یہ مختصر اور مجمل حال ترکیب مذکور کا ہے لیکن اسکا مفصل حال بہت طویل ہے اور
بغیر بہت سی اور باتون علمی کے جاننے سے سمجھ مین نہین آسکتا ہے

جہاز جنگی

حال جہاز جنگی کا بھی بہت عجیب ہے سو اسواسطے ہم تصویر اوسکی علحدہ چھپواکر
واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کتاب کرتے ہین اور حال جہاز مذکور کا تصویر جہاز
مذکور پر لکھا ہوا ہے دوبارہ لکھنے کی حاجت نہین فقط

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب عجائبات روزگار مولفہ منشی
رامچندر صاحب قدردانی شائقان سے چوتھی
مرتبہ چھاپی گئی ہی اور اس مطبع منشی نولکشور
مین بمقام لکھنؤ دوسری مرتبہ باہتمام
سنہ ۱۸۷۳ء چھاپی گئی
فقط